نادر مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

نادر مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح

یعنی

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرہ کے نادر غیر مطبوعہ خطوط جو اسرار شریعت، توحید، تصوّف اسلامی اور دوسرے لطائفِ عرفانی کا آئینہ ہیں۔

جلد اوّل

مرتّبہ:
حضرت شاہ عبد الرحمٰن پھلتی رح

تحقیق و ترتیب، ترجمہ و حواشی:
حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی رح

پیش لفظ:
مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

مقدّمہ اور نظر ثانی:
پروفیسر نثار احمد فاروقی

ناشر

حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت (ضلع مظفر نگر)

۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

جلد اوّل : حصہ اوّل و دوم
اشاعت : اوّل
سال طباعت : ۱۹۹۸ء
تعداد : ایک ہزار
کتابت : نورالدّین قاسمی اور عبیدالرحمٰن المحمّدی
مطبع : ڈائمنڈ پرنٹرز دہلی
قیمت : ایک حصہ -/۲۵۰ روپے ، مکمل سیٹ -/۵۰۰ روپے
ناشر : شاہ ولی اللہ اکیڈمی ، پھلت (ضلع مظفر نگر)

تقسیم کار:
اسلامِک بک فاؤنڈیشن۔ نئی دہلی ۱۷۸۱-حوض سوئی والان، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲

ملنے کے پتے:
- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ، جامعہ نگر ، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
- حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی - پھلت (نزد کھتولی) ضلع مظفر نگر (اتر پردیش)
- اورینٹل سوسائٹی (رجسٹرڈ) جھنڈا شہید - امروہہ ۲۴۴۲۲۱ (اتر پردیش)
- دانش محل بک سیلرز - امین الدّولہ پارک - لکھنؤ-۱۸
- انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر - راؤز ایونیو - نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

انتساب

میں اس مجموعۂ مکاتیب شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کو استاذُنا و مرشدُنا شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی اور شیخ التفسیر حضرت مولانا عُبیدُ اللہ سندھی ولی اللٰہی رحمہما اللہ کے نام مُعنوَن کرتا ہوں۔

یہ دونوں بزرگ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدّث دیوبندیؒ کے اُن ارشد تلامذہ میں سے تھے جنھوں نے اپنے استاذِ معظم کے قدم بہ قدم چل کر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کی روشنی میں ملّتِ بیضاء کی فلاح و بہبودی کے لیے اور پوری دنیائے انسانیت کے واسطے، اپنی جد و جہد سے ایسی شاہراہِ عمل پیش کی جس پر چل کر دارین کی کامیابی اور تسکینِ قلب و روح کی کنجی بآسانی حاصل ہو سکتی ہے۔

نسیم احمد فریدی عفرلہٗ

فہرست مکتوبات

جلد اوّل (اردو)

مکتوبات

فہرست مکتوبات جلد اوّل ۔ حصّہ دوم

پیش لفظ

(حضرت مولانا سید ابو الحسن علی الحسنی الندوی دامت برکاتہم)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و خاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان و اقتفیٰ اثرھم إلیٰ یوم الدین۔

اما بعد:

اہلِ علم اور اہلِ نظر جانتے ہیں کہ دینی و علمی، تاریخی و تحقیقی، فکری و اصلاحی کتابوں کی ہر دین و ملّت میں اور ہر زبان و زمانہ میں کیا قدر و قیمت ہے، اور انھوں نے اپنے اپنے دور میں اور اپنے اپنے دائرہ اور میدان میں کیا خدمت انجام دی ہے، اور مذہب و ملّت، تاریخی دَور، سلسلۂ حکومت و سیاست، اصلاح و تجدید کے کس عظیم اور گراں قدر ذخیرہ کی حفاظت کی ہے، اور حقائق و صحیح معلومات کو محفوظ اور قابل اخذ و استفادہ رکھا ہے، اور وہ ہر مذہب و ملّت، ہر زمانہ اور زبان کا کیسا قیمتی سرمایہ ہے، اُن کی افادیت ہر زمانہ میں باقی رہے گی، اور اُن کی اہمیّت و قیمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن مکتوبات و رسائل (خطوط) کی علیحدہ اور امتیازی خصوصیت و افادیت ہے، وہ اُن گوشوں اور خلاؤں کی خانہ پُری کرتے ہیں، اور اُن معلومات و حقائق اور نتائج و انکشافات کو سامنے لاتے ہیں، جو ان علمی اور تحقیقی، دینی و اصلاحی کتابوں کے دائرہ سے خارج ہیں، جو کسی ایک موضوع یا ہم رشتہ و پیوستہ

مقاصد کے لیے لکھی گئی ہیں۔

مکتوبات و خطوط (جن کو عربی میں "رسائل" کہتے ہیں اور اُن کے عربی میں بھی کثیر التعداد وسیع و وقیع مجموعے ہیں) میں صاحبِ خطوط و رسائل کے عصر کے حالات رجحانات اور حوادث کا تذکرہ اور اُن پر خاص تأثر، سیاسی ملّی و ملکی اور جماعتی واقعات پر ردِّ عمل معلوم ہوتا ہے، ——————— تربیت و سلوک کے وہ اشارات نظر آتے ہیں جو تصنیفات میں نہیں آسکتے ہیں، اس کے ساتھ تادیبات و تنبیہات بھی ملتی ہیں، خاندان و اہلِ تعلّق میں پیش آنے والے حوادث کا تذکرہ بھی پڑھنے میں آتا ہے، جو اتنی اہمیت نہیں رکھتے کہ عمومی و وقیع تصنیفات میں اُن کا تذکرہ کیا جائے، مشائخ اور عارفین کے خطوط میں ایسے بعض اسرار و بشارات کا ذکر ملتا ہے جو کسی علمی، سیاسی اور واقعاتی تاریخ میں ذکر کرنے کے قابل نہیں ہوتے، جو ہر ایک کی دسترس میں ہوتی ہے، اور کتب خانوں کی زینت بنتی ہے، اس طرح ان میں بعض اصلاحی و تربیتی تعلیمات بھی ہوتی ہیں، جو نسبی افراد اور اصلاح و تربیت کا تعلق رکھنے والے، مستفیدین و مسترشدین سے تعلق رکھتی ہیں، اسی کے ساتھ بعض معارفِ غامضہ اور اسرارِ باطنیہ بھی ہوتے ہیں، جو عام طور پر پڑھی جانے والی کتابوں میں آ بھی نہیں سکتے اور آنے بھی نہیں چاہئیں، پھر ملّت کی فکر اور دینی حمیّت کے وہ مضامین و پیغامات بھی ان ذاتی مکاتیب و رسائل میں آتے ہیں، جو اہلِ اثر و اقتدار یا اہلِ حمیّت و غیرت دینی اشخاص کے نام کے خطوط میں لکھے جا سکتے ہیں اور مفید ہوتے ہیں۔

اہلِ علم و صاحبِ نظر جانتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رح احیائے دین، اشاعتِ کتاب و سنّت، اسرار و مقاصدِ شریعت کی توضیح و تنقیح تربیت و ارشاد اور ہندوستان میں ملّتِ اسلامی کے تحفّظ و تشخّص کے نہ صرف

علمبرداروں میں ہیں بلکہ اُن میں بھی ایک امتیاز اور سیادت و قیادت کے حامل اور علمبردار ہیں، جس کی مثال عہدوں اور ملکوں میں بھی مشکل سے ملتی ہے، امت کی تاریخ میں عالمانہ و مجتہدانہ، مصلحانہ و مجددانہ، مؤلفانہ و مفکرانہ امتیاز رکھنے والی شخصیتوں کی کوئی مختصر سے مختصر اور ذمہ دارانہ سے ذمہ دارانہ فہرست بنائی جائے تو اُس میں اُن کا نام آنا ضروری ہے[1]

شاہ صاحب کی تصنیفات میں اُن کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ (عربی) إزالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (فارسی) اور الفوز الکبیر فی أصول التفسیر (فارسی) وہ کتابیں ہیں جن کی نظیر وسیع و زخار دینی و مذہبی کتابوں کے ذخیرہ اور کتب خانوں میں بھی نہیں ملتی[2] لیکن مکاتیب و خطوط کی جو خصوصیات اور اُن کے مندرجات و مشتملات، اشارات و پیغامات، اور دلی جذبات کی عکاسی اور جس دردِ دل اور ذہنی بے چینی کا اوپر کی سطروں میں اظہار کیا گیا، اور وہ رازہائے دل جن کا اظہار صرف خطوط میں ہو سکتا ہے، وہ ابھی تک سامنے نہیں آئے تھے، اس لیے کہ اُن کے مکاتیب کا جن کی تعداد صرف پہلی دو جلدوں میں ۱۵۲ ہے جس کا پہلا حصہ شاہ عبد الرحمن صاحب کا مرتب کیا ہوا، اور دوسرا حصہ اُن کے والد محترم شاہ محمد عاشق پھلتی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ دوسری جلد میں جو کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں محفوظ ہے

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب تاریخ دعوت و عزیمت کا حصۂ پنجم مشتمل بر صفحات ۱۵-۱۴۸ شائع کردہ "مجلس تحقیقات و نشریات اسلام" ندوۃ العلماء لکھنؤ، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی، اور اس کا عربی شائع شدہ بعض ممالک عربیہ، اور انگریزی ترجمہ شائع شدہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام۔

[2] ملاحظہ ہو تاریخ دعوت و عزیمت حصۂ پنجم باب ہفتم، باب ہشتم

ان خطوط کی تعداد ۱۶۳ ہے، اس طرح پوری تعداد ۲۱۵ ہوتی ہے۔ ابھی تک کوئی جامع مجموعہ خاص طور پر اردو میں کوئی ترجمہ شائع نہیں ہوا تھا، اس سلسلہ میں سب سے بڑا کارنامہ مولانا نسیم احمد صاحب فریدی مرحوم کا ہے، جنھوں نے اس کی اشاعت کا بھی بیڑا اٹھایا، اور ان کا اردو میں ترجمہ بھی کیا۔

مولانا نسیم احمد فریدی مرحوم نے یہ مکتوبات غالباً ۱۹۴۳ء یا ۱۹۴۴ء میں دریافت کیے تھے۔ ان میں سے سیاسی خطوط کا انتخاب کر کے پروفیسر خلیق احمد نظامی کو دے دیا تھا جسے "حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات" کے نام سے ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کیا تھا۔

مولانا فریدیؒ اِن مکتوبات پر برسوں کام کرتے رہے کیونکہ اس کے فارسی متن کی تصحیح کرنا خاصا مشکل اور ذمّہ داری کا کام تھا۔ خصوصاً جب وہ تحریر حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدّس سّرہ کے قلم سے ہو اور اُس کے موضوعات ومضامین نہایت دقیق ہوں۔ انھوں نے برسوں تک دیدہ ریزی کے بعد اس کا صحیح متن تیار کیا۔ پھر اُس کا نہایت سلیس شگفتہ اور ادبی اسلوب میں اردو ترجمہ کیا۔ جہاں وضاحت کی ضرورت تھی مفید حواشی کا اضافہ کیا۔

اسی زمانے میں وہ بصارت سے معذور ہو گئے۔ مگر مکتوبات پر انھوں نے اپنا کام جاری رکھا اور ترجمہ املا کرا کر لکھواتے رہے۔ اِس معذوری کے باوجود وہ ایک معاون کو ساتھ لے کر کتب خانوں میں بھی جاتے تھے اور مکتوب الیہم کے حالات کی جستجو کرتے تھے۔ اس میں اُنھیں سب سے زیادہ مدد نزہۃ الخواطر سے ملی۔ جامعہ ملّیہ اسلامیہ (دہلی) مولانا آزاد لائبریری (علی گڑھ) شبلی لائبریری (ندوۃ العلماء) اور رام پور رضا لائبریری (رامپور) سے استفادہ کر کے انھوں نے بیشتر مکتوب الیہم کے تراجم بھی فراہم کر لیے تھے۔ اِن مکتوبات کی اشاعت

کے لیے حکیم عبدالحمید صاحب (جامعہ ہمدرد نئی دہلی) کے تعاون سے کتابت بھی ہوگئی تھی، صرف مقدمہ لکھنے کا مرحلہ باقی تھا کہ مولانا فریدیؒ کی آخری علالت کا سلسلہ شروع ہوا اور ۱۸- اکتوبر ۱۹۸۸ء کو وہ اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون -

ان مکتوبات کا مقدمہ لکھنے کی ذمہ داری مولانا فریدی کے برادرزادہ پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی نے قبول کی۔ اُنھوں نے کتاب کے متن اور ترجمہ پر بھی نظرثانی کی مکتوب الیہم کے تراجم میں بھی بعض حالات اور مآخذ کا اضافہ کیا، اور اس پر طویل مقدمہ لکھا جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے خاندان کے بارے میں ضروری معلومات کو محیط ہے، اور آیندہ ریسرچ کرنے والوں کو اس سے اِن شاءاللہ بہت مدد ملے گی۔ اس میں اِن خطوط کے مشمولات پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بارے میں اب تک جتنی کتابیں ملتی ہیں مکتوبات کا یہ نادر مجموعہ اِنْ شآءَاللہ اس ذخیرے میں ایک نہایت قابلِ قدر اور بیش قیمت اضافہ ثابت ہوگا۔

لیکن اس تشکر و اعتراف کے ساتھ اور اس کے بعد اب عزیز گرامی قدر خادم دین وعلم مولوی محمد کلیم صدیقی صاحب شکریہ و اعتراف اور دعا و قدر کے مستحق ہیں، جنھوں نے اس پورے دفتر اور اس گراں قدر ذخیرہ کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا، اُن کو حضرت شاہ صاحبؒ کے خاندان سے جو ایک خاندانی اور وطنی ربط و تعلّق ہے، وہ شاہ صاحبؒ کے نانیہال کے مستقر پھلت سے تعلق رکھتے ہیں، اور اوپر جاکر اُن کے نانیہال سے رشتہ بھی مل جاتا ہے پھر اُنھوں نے شاہ صاحبؒ کے اس نانیہالی وطن و مستقر پھلت کے اندر اور اس کے گردونواح اور پورے مشرقی پنجاب میں جابجا دینی مکاتب و مدارس

کثیر تعداد میں قائم کیے ہیں ۔ مساجد و مراکز جو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اُن کو واپس لیا اور آباد کیا، اور وہ دینی تعلیم و اصلاح کے کام میں مشغول ہیں، ان کو اس کام میں سبقت کرنے کا استحقاق تھا، اور ایک طرح سے فقہی اصطلاح میں ان کو "حقِ شفعہ" حاصل تھا۔ یہ وقت کی ایک بڑی ضرورت کی تکمیل اور حضرت شاہ صاحب کے حق کے ایک حصّہ کی ادائیگی، اور عہد حاضر کے اہلِ نظر اور مصنّفین و محقّقین کے لیے ایک گراں قدر تحفہ اور دینی جذبہ پیدا کرنے کا ایک مؤثّر ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ان کو اس کا اجر اور پڑھنے والوں کو اس کا فیض اور سعی و جدّ و جہد کا جذبہ عطا فرمائے۔

ابوالحسن علی ندوی

۲۶ر شوال المکرم ۱۴۱۸ھ

۲۴ر فروری ۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۹۴۷ء سے کچھ عرصہ پہلے مجھے حضرت مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری مرحوم (متوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) کے کتب خانے کو پہلی بار دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ مولانا موصوف اُس وقت بہ قیدِ حیات تھے، مگر بہت کمزور اور صاحبِ فراش ہو چکے تھے میں نے اس بار تنگیٔ وقت کے سبب سے اُن کے ذخیرے کی فہرست کتب ہی دیکھنے پر اکتفاء کیا تھا، جس میں "فن تصوف" کے ذیل میں "مکتوباتِ شیخ ولی اللہؒ" کے نام سے ایک قلمی نسخہ نظر سے گزرا۔ اب یاد نہیں کہ اُسی وقت اِن مکاتیب کو سرسری طور پر دیکھا تھا، یا دوسری حاضری میں دیکھا۔ حضرت چاندپوریؒ کی حیات میں دوسری بار بھی اُن سے ملاقات کرنے کے لیے گیا تھا، اور یہ تقسیم ہند (۱۹۴۷ء) کے کچھ بعد کا زمانہ ہے۔ مولانا مرحوم ایک عرصے سے ازالۃ الغین (مصنفۂ مولانا حیدر علی فیض آبادی علیہ الرحمۃ) کے آخری دو مقالوں کی جستجو میں تھے۔ میری پہلی حاضری کے وقت مولانا نے اپنی اِس آرزو کا اظہار فرمایا تھا کہ کسی طرح اس کتاب کے دو آخری مقالے مل جاتے۔ حسنِ اتفاق سے مجھے اِزالۃ الغین کے یہ آخری مقالے مل گئے اور میں نے چاندپور جاکر مولانا کی خدمت میں پیش کیے۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اُس وقت اُن میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اُٹھ کر بیٹھ جاتے یا لیٹے لیٹے مطالعہ کر سکتے، کتاب لے کر اپنے سینے پر رکھ لی اور اپنے صاحبزادے مولانا

محمد احسن صاحب مرحوم کو حکم دیا کہ اِس کتاب کو کتب خانے میں داخل کردیں۔

اِس بار مجھے مکتوبات شاہ ولی اللہؒ ہی کے مطالعہ کرنے کا شوق تھا۔دوسری کتابوں کا سرسری جائزہ لیا اور مکتوبات ہی پر زیادہ توجّہ صرف کی۔ سب سے پہلے میں نے اِس مخطوطے کے اکثر مقامات کو بہ غور پڑھا اور اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا۔ پھر ایک کاپی پر پنسل سے اُن ۲۵ مکتوبات کو نقل کرلیا جو نواب نجیب الدولہ (متوفی ۱۱۸۵ھ/ ۱۷۷۰ء) وغیرہ اُمراء کے نام تھے۔ایک طویل مکتوب کسی بادشاہ کے نام تھا، اُس کو بھی نقل کیا۔پھر جن مکتوبات میں اُس زمانے کی سیاسی معرکہ آرائیوں کا ذکر تھا، اُن میں سے بیشتر کو نقل کرلیا۔یہ رمضان المبارک کا مہینا تھا، اِس بار دو تین دن مولانا مرحوم کا مہمان رہا۔مولانا کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد احسن مرحوم نے اپنی نوازشوں سے بہت ممنون و متاثر کیا۔اللہ تعالیٰ مولانا اور اُن کے صاحبزادے کی مغفرت فرمائے اور جنّت الفردوس نصیب فرمائے۔آمین

پروفیسر خلیق احمد نظامی سلمہٗ، نے اُن ۲۵ مکتوبات کو "شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات" کے نام سے پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں بہت ذوق و شوق اور اہتمام سے چھپوایا۔ اُس مجموعے میں اردو ترجمہ احقر کا کیا ہوا ہے اور مقدّمہ و حواشی میاں خلیق احمد نظامی سلمہٗ، نے اپنی محنت و کاوش سے لکھے ہیں ان سیاسی مکتوبات کا دوسرا ایڈیشن ادارہ ندوۃ المصنفین دہلی نے ۱۹۶۹ء میں شائع کیا، نئے ایڈیشن میں سترہ (۱۷) تاریخی و سیاسی مکتوبات اور شامل کیے گئے، نیز مقدّمہ و حواشی اور ضروری تشریحات میں بھی گراں قدر اضافہ ہوا۔چند خطوط کے عکس شائع کیے گئے۔ پہلے ایڈیشن میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ اصل کتاب کہاں ہے، اس وجہ سے ہندوستان کے بعض اہلِ علم کو شبہ ہوا کہ شاید یہ خطوط حضرت شاہ ولی اللہؒ

کے نہ ہوں، اگرچہ بہت سے اکابر مثلاً شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اور حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ ان مکتوبات کے اصلی ہونے کی تصدیق فرما چکے تھے اور ان حضرات اکابر نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے اصلی مکتوبات ہونے کی حیثیت سے ہی اس مطبوعہ کتاب کو چشمِ عقیدت سے دیکھا تھا۔

اب سیاسی مکتوبات کے دوسرے ایڈیشن (۱۹۶۹ء) میں یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان مکتوبات کی نقل کتب خانۂ چاند پور کے مذکورہ نسخے سے حاصل ہوئی تھی میں حضرت چاند پوریؒ کے دوسرے صاحبزادے مولانا حکیم محمد انور مرحوم کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُنھوں نے مجھے یہ کتاب نقل کرنے کے لیے عنایت فرمائی اور میری سہولت کے پیشِ نظر اجازت دی کہ امروہہ لے جا کر اِس کو نقل کر لوں۔ جب میں نے امروہہ میں پوری کتاب اپنے قلم سے نقل کر لی تو میاں خلیق احمد نظامی سلمہٗ نے دوسرے ایڈیشن کے لیے اِس میں سے سترہ (۱۷) سیاسی خطوط اُور لے لیے۔ بقیہ خطوط کے لیے بھی اُن کا ارادہ تھا کہ شائع کرا دیں گے مگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ اِن کو شائع کرانے سے قاصر رہے، اس لیے بقیہ خطوط کی نقل میرے پاس ہی محفوظ رکھی رہی۔

اِن مکتوبات کا متن نقل کرتے ہوئے میں نے یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھی تھی کہ بالکل صحیح نقل ہو جائے کیونکہ بعض مقامات ایسے تھے جو خود اصل کتاب کے اندر کچھ کے کچھ لکھے گئے تھے۔ میں نے حتی الامکان الفاظ و عبارت پر پورا پورا دھیان دے کر ان کی تصحیح بھی کر دی۔ یہ نسخہ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تو نہیں، مگر میرا خیال ہے کہ اُن کے نسخے سے براہِ راست نقل ہوا ہے[1]

---

[1] مکتوبات کے خطی نسخہ چاند پور کا کاتب کون ہے یہ بھی ایک اہم سوال ہے۔ عزیزم

کاتب نے آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کی تحریر میں بھی بہت سے مقامات پر غلطیاں کی ہیں اور فارسی اشعار اور خود شاہ صاحبؒ کی عبارتوں میں ایسا تصرّف کیا ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ الحمدللہ کہ اکثر و بیشتر غلطیاں غور و فکر اور تلاش و تفحّص کے بعد، نیز دیوان جامی، دیوان حافظ، نفحات الانس، رباعیات ابوسعید ابوالخیر وغیرہ کے مطالعے اور فارسی و عربی لغات کی مدد سے دور کردی گئی ہیں۔

چونکہ اِس نسخۂ چاندپور کے سوا اِن مکتوبات کے کسی دوسرے مکمل نسخے کا وجود ہندوستان، پاکستان یا بیرونِ ہند میں کہیں بھی ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ہے اس لیے اگر کچھ غلطیاں باقی رہ گئی ہوں تو اُن کو ذی علم ناظرین میں سے کسی کا فہم ثاقب درست کردے گا۔ یا اگر کبھی کوئی دوسرا قلمی نسخہ برآمد ہوا اور وہ صحیح بھی ہوا تو اُس کی مدد سے اِن خطوط کے متن کی حتمی صحت ہو سکے گی۔

اِس "نسخۂ چاندپور" کے اندر بہت سے مکتوبات نہیں تھے۔ جب میں نے جامعہ عثمانیہ[۱] حیدرآباد کی لائبریری میں محفوظ قلمی نسخے کا عکس انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز (ہمدرد نگر) نئی دہلی کے توسط سے حاصل کیا تو اُس

مولوی نورالحسن راشد کاندھلوی نے یہ قلمی نسخہ دیوبند میں دیکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں: "حضرت شاہ محمد عاشق کی متعدد تحریرات دیکھنے کے بعد میری ناچیز رائے ہے کہ یہ دونوں حصے خود شاہ محمد عاشق کے قلم کی یادگار ہیں"۔ (مکتوب بنام مرتب مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۸۷ء) لیکن اس کے متن میں نقل و املاء کی بعض ایسی غلطیاں ہیں جن کا شاہ محمد عاشق کے قلم سے سرزد ہونا بعید ہے اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ مخطوطہ شاہ محمد عاشق کے نسخے سے نقل ہوا ہوگا۔

[۱] کسی غلط فہمی کی وجہ سے کتب خانہ جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد) کی فہرست مخطوطات میں اِس کا اندراج "مکتوباتِ شاہ عبدالرحیم دہلوی" کے نام سے کردیا گیا تھا اِس لیے ان خطوط کی جانب کسی نے التفات نہیں کیا۔ یہ بھی نسخۂ چاندپور کے حصّہ دوم مرتبہ شاہ محمد عاشق کی توسیع ہے یا اُسی کا حصّہ ہے جو کسی وقت علیحدہ ہو گیا۔ ہم نے جلد اوّل میں نسخۂ چاندپور کے دونوں حصے شامل کرلیے ہیں اور جلد دوم نسخہ جامعہ عثمانیہ کے مکتوبات پر مشتمل ہے۔

میں اِس مجموعے کے بعض خطوط بھی پائے گئے اور کچھ مکتوبات وہ ملے جو اِس خطیؔ نسخے میں شامل نہیں تھے۔

۱۹۴۷ء سے قبل جب میں نے پہلی بار نسخہ چاند پور کو دیکھا تھا تو وہ بہت اچھی حالت میں تھا پھر ۱۷-۱۸ سال کے بعد اُس کو دیکھا تو اس کے کاغذ میں شکستگی اور کرم خوردگی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ اب یہ قلمی نسخہ مولانا چاند پوری کے ذخیرے کی دوسری کتابوں کے ساتھ کتاب خانۂ دارالعلوم دیوبند میں پہنچ گیا ہے۔ وہاں کی فہرست مخطوطات میں اس کا اندراج اس طرح ہے :

مکتوبات شاہ ولی اللہ جلد ثانی (قلمی)

فہرست کتب حضرت چاند پوریؒ جلد اوّل صفحہ ۵۴ نمبر ۴۳ فن تصوّف۔
اس مجموعے کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ جس میں شاہ عبد الرحمٰن بن شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے جمع کردہ مکتوبات ہیں۔ اُن کی وفات ۱۱۶۸ھ میں ہوگئی تو شاہ محمد عاشق پھلتیؒ نے بعد کے مکتوبات کو خود جمع کیا اور وہ جلد ثانی کہلائی۔ نسخہ خطیّہ میں جلد ثانی پہلے ہے اور جلد اوّل بعد کو۔

جلد ثانی کے (۱۰۶) ایک سو چھ مکتوبات اس مجموعے میں موجود نہیں ہیں۔ مکتوب ۱۰۷، ابھی نصف کے قریب ہے اگلے مکتوب کے سرنامہ سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ آدھا خط جس کا سرنامہ غائب ہے مخدوم محمد معین ٹھٹھی کے نام ہے اگر نصف خط کو ایک مانا جائے ______ تو پہلی جلد میں مکتوب ۱۰۷ سے ۱۷۷ انک ستر، مکتوبات ہیں۔ دوسری جلد میں مکتوبات کی تعداد ۲۸۰ ہے، ایک مکتوب پر کوئی نمبر نہیں ہے۔ اِس خطیؔ نسخے میں جلد اوّل کے ابتدائی ۱۰۵ مکتوبات نہیں ہیں (ان میں سے کچھ خطوط نسخہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں)۔ ایک خط پر نمبر

نہیں۔ ایک تحریر حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فرزند اکبر شیخ محمد کے نام رسم الخط سے متعلق ہے اس تحریر پر بھی کوئی نمبر نہ تھا، ہم نے اُس پر نمبر ڈال دیا ہے، مگر اس کا ترجمہ نہیں کیا۔

نمبر ۲۸۱ تک مکتوبات نقل کر کے پہلا حصّہ ختم کر دیا گیا۔ مکتوب ۲۸۲ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا تعزیتی خط ہے جو اُنھوں نے اِس مجموعے کے مرتب شاہ عبدالرحمٰن پھلتیؒ کی وفات کی خبر سن کر شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کو لکھا تھا۔ اس مکتوب کے بعد تمام خطوط وہ ہیں جو شاہ محمد عاشق پھلتیؒ نے جمع کیے تھے یہ مکتوبات کا دوسرا حصّہ ہے۔ اِن دونوں حصّوں میں سے بیالیس (۴۲) منتخب خطوط "شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات" (مرتبہ خلیق احمد نظامی، دہلی ۱۹۶۹ء) میں درج ہو گئے ہیں، باقی سب خطوط زیرِ نظر مجموعے میں موجود ہیں۔

سب سے آخر میں ایک خط شاہزادہ والا گہر کے نام ہے۔ یہ دراصل حصّہ اوّل کا مکتوب ہے۔ مگر ہم نے اس کو آخر میں درج کیا ہے۔ ان سب مکتوبات کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

ان مکتوبات میں جو اہم معلومات پائی جاتی ہیں اُن کو تفصیل سے مقدمہ ترجمۂ مکتوبات میں لکھا جائے گا۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ان مکتوبات سے عام ناظرین کو اور تاریخ و تذکرہ کے طلبہ کو بہت سی وہ اہم اور مستند باتیں معلوم ہوں گی جو شاہ صاحبؒ کی سوانح عمری یا کسی تذکرے میں بلکہ خود اُن کی تصانیف و تالیفات میں بھی موجود نہیں۔

حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کے بھی کچھ حالات

لکھے جائیں جن کے کتب خانے سے یہ نادر قلمی کتاب مطالعہ اور نقل کے لیے حاصل ہوئی
مولانا سید مرتضیٰ احسن چاند پوریؒ حکیم سید بنیاد علی چاند پوری کے صاحبزادے
تھے وہ شاہ محمد عارفؒ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے دو بھائی اور بھی تھے۔ بڑے
سید مجتبیٰ احسن اور سب سے چھوٹے سید تجمل حسین تھے۔ مولانا چاند پوری نے
دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی تھی۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی (۲ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ
۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء) حضرت مولانا سید احمد دہلوی، ملا محمود اور شیخ الہند مولانا محمود حسن
دیوبندی (۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء) آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ
۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں اس وقت پہنچے تھے جب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
(۴ جمادالاولیٰ ۱۲۹۷ھ / ۱۵-اپریل ۱۸۸۰ء) کی وفات کو چند روز ہی گزرے تھے۔ آپ نے
کتب درسیہ کے علاوہ طب بھی دیوبند میں پڑھی۔ منطق و فلسفہ کا درس حضرت مولانا
احمد حسن کانپوریؒ (۱۳۲۲ھ / ۱۸-اپریل ۱۹۰۴ء) سے بھی لیا تھا۔ پہلے آپ اس وقت کے مہتمم
مدرسہ شاہ رفیع الدین عثمانی دیوبندی (ف ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء) (خلیفہ حضرت شاہ
عبد الغنی مجددی دہلوی مہاجر مدینہ متوفی ۷ محرم ۱۲۹۶ھ / ۳۱-دسمبر ۱۸۷۸ء) سے سلسلہ نقشبندیہ میں
بیعت ہوئے تھے، بعد کو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور
خلافت بھی حاصل کی۔

مولانا چاند پوری کے دو فرزند مولانا محمد احسن اور مولانا حکیم محمد انور ہوئے۔ اب ان
دونوں کا انتقال ہو چکا ہے ان دونوں صاحبزادوں نے اس مجموعے کے مطالعے اور نقل
کرنے کے سلسلے میں مجھے بہت سی آسانیاں بہم پہنچائی تھیں۔

مولانا چاند پوری نے یکم ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ (مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء بروز دوشنبہ)
چاند پور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

امروہہ ۱۷ شوال ۱۳۹۷ھ
یکم اکتوبر ۱۹۷۷ء

نسیم احمد فریدی غفرلہٗ

اظہارِ تشکّر

آخر میں اُن سب حضرات کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی اعانت و نُصرت اور توجّہ و مشورت سے اِس کتاب کی تحقیق و تدوین، پھر ترجمہ و حواشی اور کتابت و طباعت کے مرحلے طے ہوئے۔

سب سے پہلے حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کا شکریہ واجب ہے جن کے ذخیرۂ کتب سے یہ بیش بہا مخطوطہ ملا۔ اُن کے دونوں صاحبزادوں مولانا محمد حسن اور حکیم محمد انور مرحومین نے اِس سے استفادے کا پورا موقع دیا اور سہولتیں فراہم کیں۔ اب ان تینوں حضرات کا انتقال ہو چکا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مراتب بلند کرے، اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین

اِس کتاب کو حاصل ہوئے ایک زمانہ بیت گیا تھا، اِس مدّت میں میری بینائی اتنی کمزور ہو گئی کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گیا۔ عالی جناب الحاج حکیم عبد الحمید صاحب دہلوی (صدر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز ہمدرد نگر، نئی دہلی) کی عالی حوصلگی، خلوص و خیر اندیشی اور جذبۂ معارف پروری نے دستگیری فرمائی اور اِن خطوط کی تدوین و ترجمہ و حواشی میں مدد دینے کے لیے ایک معاون کا اہتمام فرمایا۔ درحقیقت حکیم صاحب ہی اِس نادر مجموعۂ مکاتیب کے منظرِ عام پر لانے کا باعث ہوئے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں مرحوم بھی شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے اِس کتاب کی قدر و قیمت محسوس کر کے اس منصوبے کی تائید و حمایت کی تھی، اگر اُن کی عارفانہ نگاہ مخزنِ معارف ولی اللٰہی کے اِن جواہر پاروں کو آشکارا کرنے کی تائید نہ کرتی تو یہ کچھ اور مدّت تک کسی جوہر شناس کے منتظر رہ جاتے۔

جناب اوصاف علی صاحب (سکریٹری انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز) نے بھی اس کام کی تکمیل میں گہری دلچسپی لی اُن کی خاموش، مخلصانہ علمی و تحقیقی رغبت نے اِس منصوبے کی انجام دہی میں پورا حصّہ لیا۔

میرے بصارت سے معذور ہونے کے باعث اِس کام کی تکمیل میں تاخیر بھی ہوئی مگر میاں انیس احمد فریدی سلمہٗ کی اعانت سے تصحیحِ متن، ترجمہ، تحشیہ اور تراجم مکتوب الیہم کی گرد آوری کا کام ہوتا رہا۔

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلّہٗ نے اِس نادر مجموعے کی اہمیت کو محسوس کیا اور اس کی اشاعت میں بعض رکاوٹوں کو دُور کرنے کی کوشش بھی فرمائی، میں اُن کا بھی ممنونِ احسان ہوں۔

مکتوب الیہم کے تراجم اور مقدمہ کا فارسی ترجمہ کرنے میں مولانا اخلاق حسین قاسمی کے فرزندِ رشید ڈاکٹر شریف حسین قاسمی (ریڈر شعبۂ فارسی، دہلی یونی ورسٹی) اور ڈاکٹر محمد اسلم خاں (شعبۂ فارسی، دہلی یونی ورسٹی) سے بہت مدد ملی اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا کرے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز (ہمدرد نگر) نئی دہلی میں شعبۂ مشرقی مخطوطات کے نگراں مولانا حبیب الرحمٰن میواتی نے کتابت، اُس کی تصحیح اور دوسرے مرحلوں میں بہت خلوص اور محبّت سے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور اس سلسلے میں کئی بار امروہہ بھی تشریف لائے۔ میں اُن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نورالدّین بہاری صاحب نے خاص توجّہ سے اِن خطوط کی کتابت کی۔ مولانا حافظ عارف حسن امروہوی مولانا محمد یوسف استاذ مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ، مولانا محب الحق قاسمی، مولانا حکیم عطاء الرحمٰن نے بھی کسی نہ کسی صورت میں دستِ تعاون بڑھایا۔ اِن سب کا بھی شکر گزار اور دعاگو ہوں۔

عزیزم میاں نثار احمد فاروقی سلّمہٗ نے اِن خطوط کو موجودہ شکل تک لانے میں مختلف مرحلوں میں میری بہت مدد کی ہے اُن کے لیے بھی دعاگو ہوں۔

نسیم احمد فریدی غفرلہٗ

امروہہ
۱۷ر ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

عرضِ حال

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کے اِن نادر خطوط کو دریافت کرنا، اُن کو صحت کے ساتھ نقل کرنا، پھر اُن کا سلیس اور شگفتہ و با محاورہ اردو میں ترجمہ کرنا، اُس پر مختلف کتابوں سے چھان بین کے بعد مفید حواشی لکھنا، یہ سب میرے عمِّ محترم حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی فاروقی قدّس اللہ سرّہ العزیز کا ایسا شاندار و تابناک علمی کارنامہ ہے جسے اہلِ نظر کے حلقے میں ہمیشہ مقبولیت حاصل رہے گی۔

اِس کام کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے اگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت مولانا فریدیؒ نے ۱۹۴۷ء میں اِن خطوط کا قلمی نسخہ چاند پور میں دریافت کیا تھا اور اُس سے تقریباً ۲۵ خطوط اُس وقت نقل بھی کر لیے تھے جو "شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات" کے نام سے ۱۹۵۱ء میں خلیق احمد نظامی صاحب نے شائع کیے۔ پھر ۱۹۶۵ء میں مولانا فریدیؒ کو یہ مخطوطہ مکمّل نقل کرنے کے لیے مل گیا تو وہ مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں درس دے کر آتے اور نمازِ ظہر کے بعد عصر تک ایک ایسے مکان میں زمین پر بیٹھ کر اِن خطوط کے فارسی و عربی متن کی نقل اور تصحیح کا کام نہایت دیدہ ریزی اور دقّتِ نظر سے کرتے رہتے تھے جہاں نہ بجلی کی روشنی تھی نہ ہوا کا گزر تھا۔ شدید گرمی کے موسم میں بھی وہ اتنے انہماک سے کام کرتے رہے کہ جس جگہ

ملیٹھتے تھے وہ بھی پسینے سے تر ہو جاتی تھی۔ آہستہ آہستہ اُن کی بصارت کمزور ہوتی گئی اور وہ وقت آگیا کہ وہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تو اُنھوں نے املا کر کے اُس کا ترجمہ لکھوایا، اُسے بار بار پڑھوا کر سنتے اور اصلاح و ترمیم کرتے رہے۔ اسی طرح کتب خانوں میں جا کر کسی معاون کی مدد سے مکتوب الیہم کے حالات فراہم کیے۔ اُنھیں ان خطوط سے اتنا گہرا قلبی تعلق تھا کہ ایک بار علی گڑھ سے بس میں آ رہے تھے، ہاپوڑ پر اُترے اور وہ بس ایسی جگہ رُکی تھی کہ اُس کے دروازے اور ایک گندے نالے کے درمیان صرف ایک ڈیڑھ فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ مولانا فریدیؒ کی بصارت تو کمزور ہو ہی چکی تھی، وہ بس کے دروازے سے اُتر کر دائیں یا بائیں جانب چلنے کی بجائے سیدھے چلے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا جس میں ان خطوط کے مسودات رکھے ہوئے تھے۔ مولانا اچانک اُس گہرے نالے میں گر پڑے، مگر اُس وقت اُنھوں نے نہ اپنے کپڑوں کا خیال کیا، نہ چوٹ لگنے کی فکر کی، وہ تھیلا دونوں ہاتھ خوب اونچے کر کے اُٹھائے رہے۔ جو لوگ اُن کی مدد کرنے کو دوڑے اُن سے بار بار یہی پوچھتے رہے کہ اِس تھیلے پر تو کوئی گندگی نہیں لگی؟ اُسے ہر بار ہاتھ پھیر کر دیکھتے تھے اور نہایت احترام و احتیاط کے ساتھ لے کر آئے۔

اُنھوں نے بینائی سے محروم ہونے کے باوجود اس کام کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ خاص طور سے میرے برادرِ عزیز انیس احمد فاروقی سلمہٗ نے اُن کے مددگار کی حیثیت سے برسوں کام کیا۔ فارسی متن اور ترجمے کو اصلاح و ترمیم کے بعد بار بار صاف نقل کیا۔ مولانا فریدیؒ اِن مکتوبات کو کتابی صورت میں دیکھ لینے کی حسرت اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے کئی خطوں میں ابوالطیب المتنبی کا یہ شعر لکھا ہے، وہی اِس مقام پر بھی صادق

آتا ہے : ؎

وَمَا کُلُّ مَا یَتَمَنَّی الْمَرْءُ یُدْرِکُہٗ ۞ تَجْرِی الرِّیَاحُ بِمَا لَا تَشْتَھِی السُّفُنُ

(انسان جو کچھ تمنا کرتا ہے وہ سب نہیں پاتا ہے، ایسی ہوائیں بھی چلتی ہیں جنھیں کشتیاں پسند نہیں کرتیں)

اِن خطوط کی اشاعت میں اتنی غیر معمولی تاخیر کیوں ہوئی، اس بے مزہ داستان کو دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں۔

سفینہ جب کہ کنارے سے آلگا غالبؔ
خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیئے!

اِن خطوط کی تدوین و ترتیب، ترجمہ و حواشی اور مکتوب الیہم کے حالات کی فراہمی کا تقریباً کُل کام حضرت مولانا فریدیؒ کی زندگی میں ہو چکا تھا۔ اُنھوں نے اس کا پیش لفظ بھی لکھوا دیا تھا، کتابت اور اُس کی تصحیح بھی ہو چکی تھی، صرف اِس کا مقدمہ لکھنا باقی تھا جس کا اُنھوں نے اپنے پیش لفظ میں اشارۃً ذکر بھی کیا ہے۔ مقدمے کے لیے کچھ نوٹس بھی اُنھوں نے لکھ رکھے تھے۔ مگر اُن کی صحت تیزی سے گرتی رہی اور وہ اِس کا مقدمہ نہ لکھوا سکے۔ ہندوستان میں مسلم ثقافت کے بعض ابواب ایسے ہیں جن پر حضرت مولانا فریدیؒ آخری سند کا درجہ رکھتے تھے۔ اُن میں سے ہی ایک موضوع حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اور اُن کے خانوادے کے باکمال حضرات بھی ہیں۔ اِس لیے وہ مقدمہ اگر مولانا فریدیؒ کے قلم سے لکھا گیا ہوتا تو اس موضوع پر نہایت وسیع اور گراں قدر معلومات کا خزانہ ہوتا۔ مگر یہ حالات کی ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ مقدمہ لکھنے کی ذمّہ داری خاکسار راقم الحروف کے کندھوں پر آپڑی۔ اپنی بے بضاعتی اور نااہلی کے باوجود میں نے اِس کو پورا کیا تاکہ حضرت مولانا فریدیؒ کا یہ نہایت شاندار علمی اور تحقیقی کارنامہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ اِس مقدمے کی ترتیب اس

طرح رکھی گئی ہے۔

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اور اُن کے خطوط کے بارے میں حضرت مولانا فریدیؒ کی املا کرائی ہوئی تحریر، اسی میں مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری مرحوم کا ترجمہ بھی آگیا ہے۔

۲۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے خاندان کا مجمل تعارف۔ مستند کتبِ حوالہ کی مدد سے۔

۳۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے اِن غیر مطبوعہ نادر خطوط کے جمع کرنے والے حافظ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ اور اُن کے فرزند شاہ عبدالرحمٰن کا تعارف۔

۴۔ حضرت مولانا فریدیؒ کے مختصر حالات اور تصانیف کا تعارف۔

جن حضرات سے اس کام میں مدد ملی ہے اُن کا شکریہ مولانا فریدیؒ لکھوا چکے تھے وہ اُن کے پیش لفظ کے ساتھ شامل ہے۔ میرا بھی یہ فرض ہے کہ بعد کے مرحلوں میں جن حضرات سے مدد ملی ہے اُن کی خدمت میں جذباتِ تشکر پیش کروں۔

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدّظلہ نے اپنی خرابی صحت اور شدید مصروفیات کے باوجود اِس کے لیے پیش لفظ تحریر فرمایا ہے۔ انھیں ایک زمانے سے اشتیاق تھا کہ یہ خطوط شائع ہو جائیں۔ اُن کی تحریر نے کتاب کی وقعت میں اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت کے ساتھ سلامت رکھے۔

کھتولی ضلع مظفر نگر کے پاس پھلت ایک چھوٹی سی قدیم بستی ہے، یہیں اپنی ننھیال میں شاہ ولی اللہؒ پیدا ہوئے تھے۔ اِس بستی میں اللہ نے ایک باہمّت جوان پیدا کر دیا ہے جس نے جامعۃ الامام ولی اللہ کے نام سے بڑا مدرسہ قائم کیا ہے، اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی کی بنیاد رکھی ہے جس کی جانب سے یہ پہلی

کتاب بڑے اہتمام سے شائع ہو رہی ہے۔ اِس جوانِ عزیز کا نام ہے مولانا محمد کلیم صدیقی۔ حفظہ اللہ و والاہُ۔ اُن کی کوشش سے اِن شاء اللہ حضرت شاہ صاحب کی دوسری تصانیف بھی شائع ہوتی رہیں گی۔ اُن کے لیے بھی شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں اِسی طرح سرگرم عمل رکھے اور اُن کے اعلیٰ مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا مولد ہونے کی وجہ سے حضرت مولانا فریدیؒ کو پھلت سے بھی دلی محبت تھی، وہ بار بار اِس بستی میں جاتے تھے خاص طور سے ماہ رمضان المبارک میں چند روز پُھلت میں ضرور گزارتے تھے، مجھے یقین ہے کہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت کی جانب سے اِس کتاب کی اشاعت سے مولانا فریدیؒ کی روح کو راحت ملے گی اور اِس کی برکت سے یہ اکیڈمی بھی پھلے پھولے گی۔ جس ادارے کا آغاز ایسا بابرکت ہے اُس کا انجام بھی خیر و سعادت ہی ہوگا۔

جناب فراست علی صاحب (اسلامک بک فاؤنڈیشن دہلی) نے اپنی نگرانی میں اس کی طباعت کرائی ہے، وہ ایک تجربہ کار اور سلیقہ شعار ناشر ہیں، اُن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نثار احمد فاروقی

شعبۂ عربی، دہلی یونی ورسٹی، دہلی ۷

۹ر صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

۱۶ر جون ۱۹۹۷ء

حضرت مولانا

مفتی نسیم احمد فریدی فاروقی قدس اللہ سرہٗ

نہایت مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اِس مقدّمے میں اُس شخصیت کا تعارف بھی شامل کیا جائے جس نے ۱۹۴۷ء میں اِن نادر خطوط کے مجموعے کو دریافت کیا پھر برسوں تک نہایت دیدہ ریزی، مشقت اور پوری احتیاط سے اِن مکتوبات کے متن کی تصحیح کرتے ہوئے اُنھیں نقل کیا، اُن کے متن پر بار بار نظر ثانی کی، ان کا نہایت سلیس، شگفتہ، عالمانہ نثر میں ترجمہ کیا، مکتوب الیہم کے حالات فراہم کیے اور جو چالیس برسوں تک اس علمی خزانے کو عقیدت و احترام کے ساتھ اپنے سینے سے لگائے رہا، جس کی وفات سے دس برسوں بعد اِن نوادر کے منظرِ عام پر آنے کا سامان ہوا ہے۔

نابغۂ عصر حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز کا سلسلۂ نسب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی قدس سرہ (متوفی ۵ محرم ۶۷۰ھ/ ۱۳ اگست ۱۲۷۱ء) سے ملتا ہے۔ اُن کے دادا مولوی بشیر احمد فریدی (متوفی ۱۳۳۴/ ۱۹۱۵ء) پنجاب میں ڈپٹی کلکٹر اور مجسٹریٹ رہے۔ مولانا فریدی کے والد ماجد حضرت مولوی حسین احمد فریدیؒ (۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء) اپنی زمینداری کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مولانا فریدی اُن کے سب سے چھوٹے فرزند تھے وہ ۱۲ رمضان ۱۳۲۹ھ/ ۶ ستمبر ۱۹۱۱ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم

حاصل کی۔ پہلے پرائمری اسکول محلہ پیرزادہ میں داخلہ لیا، وہاں سے مڈل اسکول (نزد تحصیل) میں منتقل ہوئے اور ہندی مڈل کا امتحان پاس کیا ۱۹۲۷ء سے مدرسہ نور المدارس (دانشمندان) میں پڑھا۔ الہ آباد بورڈ سے منشی (۱۹۲۸ء) منشی کامل (فروری ۱۹۲۹ء) ورناکیولر فائنل (مارچ ۱۹۳۲ء) مولوی (مارچ ۱۹۳۳ء) اور اعلیٰ قابل وغیرہ مشرقی علوم کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۲۔۱۳ سال کی عمر میں ہی شعر بھی موزوں کرنے لگے تھے اور امدادؔ تخلص اختیار کیا تھا، بعد کو اُن کے فارسی کے استاد منشی عبد الرّب شکیب (متوفی ۱۹۴۹ء) نے تخلص بدل کر فریدیؔ کر دیا۔

مولانا فریدی نے فارسی کی تعلیم سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ تک مدرسہ عربیہ چلّہ امروہہ میں درس بھی دیا پھر زبان عربی اور علومِ دین کی تحصیل کا داعیہ پیدا ہوا تو مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں داخلہ لیا۔ یہاں اُن کے اساتذہ میں مولانا سیّد رضا حسن (برادر زادہ حضرت مولانا احمد حسن محدّث امروہیؒ) مولانا انوار الحق عبّاسی مولانا حافظ عبد الرحمنؒ صدیقی تھے۔ ان حضرات سے بیضاوی و ترمذی تک پڑھ کر دورۂ حدیث کی تکمیل کے لیے دیوبند تشریف لے گئے۔ اپنی ایک یادداشت میں اُنھوں نے لکھا ہے:

> "۸ رشوال ۱۳۵۴ھ کو ۱۲ بجے بروز شنبہ امروہہ سے چلا، ۴ بجے میرٹھ آیا، میرٹھ سے ۹ رشوال کو ۲ بجے والی گاڑی سے دیوبند بہ وقت مغرب پہنچا، مہمان خانے میں مقیم ہوا۔ ۱۴ رشوال کو بعد نماز مغرب مولانا اعزاز علی صاحب نے جلالین شریف، مشکوٰۃ شریف، مقاماتِ حریری، ملّا حسن میں امتحان لیا۔ ۴۸ نمبر آئے، اوسط درجے میں کامیاب ہوا۔ ۱۷ رشوال کو پیر کے دن نتیجہ سنایا گیا۔ ۲۰ رشوال کو بروز جمعرات مولانا اعزاز علی صاحب کے یہاں شمائلِ ترمذی شروع ہوئی، ۲۵ رشوال کو مولانا حسین احمد صاحب شیخ الحدیث

آسام سے مغرب کے وقت تشریف لائے۔ ۲۶ر کو ترمذی شریف شروع کرائی اور دعا کی۔ ۲۷ر کو مولانا سید اصغر حسین صاحب نے ابوداؤد شریف شروع کرائی، میں شروع میں حاضر نہیں تھا، ختم سبق پر آیا۔"

لاہور میں حضرت مولانا احمد علی مفسّر لاہوریؒ (متوفی ۱۹۶۲ء) کے درس قرآن کی بڑی شہرت تھی، اُن کے درس سے استفادے کے لیے ۱۹۳۶ء میں لاہور کا سفر کیا، تین ماہ وہاں مقیم رہ کر تفسیرِ قرآن کا درس لیا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ نے جو سندِ فراغت عطا فرمائی اس پر تاریخ یکم ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ درج ہے۔ اسی زمانے میں کئی بار شاعر مشرق علامہ اقبال سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔

۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی۔ اُسی زمانے میں مدرسۂ اشفاقیہ بریلی میں ایک استاذ کی جگہ خالی ہوئی۔ مولانا محمد منظور نعمانی (متوفی ۲۸ر ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ/۴ مئی ۱۹۹۷ء) مولانا فریدی سے پہلے سے واقف تھے، اُنھیں بریلی میں طلب کر لیا۔ اُس وقت رسالہ 'الفرقان' بھی بریلی سے شائع ہوتا تھا اور اُس کا شاہ ولی اللہ نمبر زیرِ ترتیب تھا، اِس کام میں مولانا فریدی نے بھرپور تعاون کیا، اور مولانا نعمانی سے اُن کے مخلصانہ تعلّقات آخر دم تک قائم رہے، وہ 'الفرقان' میں برابر لکھتے رہے۔ اُن کے جو مضامین 'الفرقان' میں شائع ہوئے اُن کی ایک فہرست (جو مکمّل نہیں) 'الفرقان' کے خصوصی شمارہ "بیادگار حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ" (جلد ۵۷ شمارہ ۵ تا ۸ مئی تا اگست ۱۹۸۹ء) میں شامل ہے اُس کی رُو سے مولانا فریدی کے مضامین دو ہزار پینسٹھ (۲۰۶۵) صفحات میں سمائے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند میں جن اساتذہ سے پڑھا اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ

(۲) شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ امروہوی (متوفی ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء

(۳) مولانا میاں اصغر حسینؒ دیوبندی

(۴) مولانا مفتی محمد سہولؒ بھاگلپوری

(۵) مولانا مفتی ریاض الدینؒ افضل گڑھی

(۶) مولانا مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی

(۷) مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

(۸) قاری حفظ الرحمٰنؒ پرتاپ گڑھی

۱۹۴۲ء میں حضرت مولانا فریدی کے بڑے بھائی اور خاکسار راقم الحروف کے والدِ ماجد مولوی تسلیم احمد فریدیؒ (متوفی ۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ / ۴ رجنوری ۱۹۸۷ء) ایک حادثے کا شکار ہو کر اچانک سخت بیمار ہو گئے اور آخر دم تک معذور ہی رہے اُن کی اور ہم بچوں کی خدمت اور دیکھ بھال کے لیے مولانا فریدی نے مدرسہ اشفاقیہ بریلی کی ملازمت سے استعفا دے دیا اور مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں پندرہ روپیہ ماہانہ کی ملازمت اختیار کرلی؛ پھر تمام عمر امروہہ سے باہر جاکر رہنے کا ارادہ نہیں کیا، حالانکہ اُنھیں مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں ناظمِ شعبہ دینیات کا عہدہ بھی پیش کیا گیا۔ اُنھوں نے اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کے لیے خود کو فنا کر دیا، اِسی سبب سے شادی بھی نہیں کی۔ اُن کے اِس غیر معمولی ایثار کی دوسری مثال شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔

اسلامی مدارس اور علمِ دین کے طلبہ سے اُنھیں عشق تھا۔ اپنی ترک و تجرید کی زندگی اور مکمل بے سروسامانی کے باوجود وہ درجنوں مدارس کی مدد کرتے تھے اور دوسروں سے بھی عطیات دلواتے تھے۔ اِسی طرح یتیموں، بیواؤں، محتاجوں، معذوروں اور غریب طالب علموں کی دستگیری اِس طرح کرتے تھے کہ کسی کو کانوں کان

خبر نہ ہوتی تھی۔

آخر عمر میں بصارت سے محروم ہو گئے تو مدرسہ اسلامیہ سے سبک دوشی اختیار کر لی، مگر اُس کی صلاح و فلاح کے ہر معاملے میں شریک اور معاون رہے، طالب علموں کو اپنی مسجد میں برابر آخر وقت تک درس بھی دیتے رہے، اُنھوں نے دیہات و قصبات میں متعدد مدارس بھی قائم کرائے، تمام عمر تبلیغی جماعت کے امیر اور شہر کے مفتی رہے، اُن کے بے مثال اور بے داغ کردار کی وجہ سے سارا شہر ہی نہیں، ہر وہ شخص گرویدہ تھا جسے اُن سے ایک بار بھی ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی ہو

اُن کی زندگی ایسی تھی کہ قرونِ اولیٰ کے جن اَبرار و اَخیار اور عباد اللہ الصالحین کے تذکرے ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں، اُن سب کی تصدیق مولانا فریدی کی شخصیت اور کردار کو دیکھ کر حاصل ہوتی تھی۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ اُس سے زیادہ سادگی اور بے نفسی ممکن نہیں۔ اُن کے اثاثے میں کتابوں کے سوا قطعاً دوسرا کوئی سامان نہ تھا۔ عموماً دو جوڑی کپڑے، ایک دو رومال، ایک تہبند، اور ایک چادر اُن کے پاس رہتی تھی، راقم الحروف کو ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں آتی کہ اُنھوں نے کبھی کسی کھانے فرمایش کی ہو، جو کچھ اور جیسا بھی مل جاتا تھا اُسی کو کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے تھے۔ کسی مہمان کے لیے بھی کوئی خاص تکلف نہ کرتے تھے۔ اپنی عمر کے آخری پندرہ بیس برس اُنھوں نے مسجد ہی میں رہ کر گذارے۔ مسجد کی چٹائی ہی اُن کا بستر تھا۔ گرمیوں میں فرش کو پانی ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جاتا تھا۔ جاڑوں میں ایک گدّا نیچے بچھا لیتے تھے، ایک چھوٹا سا گاؤ تکیہ تھا اُس پر سر رکھ کر لیٹ جاتے تھے۔

مولانا فریدی عقائد اور مسلک کے اعتبار سے علمائے دیوبند کے پیرو تھے، مگر وہ ظاہر میں ایک عالم تھے باطن میں پورے درویش اور [illegible] تھے۔

اولیاء اللہ سے گہری محبت رکھتے تھے، علمائے سلف اور بزرگانِ سلسلہ کے لیے اُن کے دل میں عقیدت اور احترام کے ایسے جذبات تھے جنھیں لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ راقم الحروف کے نانا اور استاد و پیر و مرشد حضرت شاہ سلیمان احمد چشتی صابریؒ (سجادہ نشین پنجم حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی چشتیؒ) (متوفی ۲۳ رجب ۱۳۸۱ھ یکم جنوری ۱۹۶۲ء) سے تقریباً روزانہ ملاقات ہوتی تھی، اُن کی درویشی سے بھی بہت متأثر تھے اور اُن کا نہایت ادب و احترام ملحوظ رکھتے تھے۔

حضرت مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی مرحوم ایک بار مولانا فریدیؒ سے ملنے کے لیے امروہہ آئے ہوئے تھے، انھیں اسٹیشن تک جانے کے لیے سواری میں بٹھانے کو راقم الحروف کچھ دور تک اُن کے ساتھ گیا، راستے میں انھوں نے مولانا فریدیؒ کے بارے میں مجھ سے فرمایا: "میاں، کیا بتائیں اِس شخص (مولانا فریدی) نے تو ہم سب مولویوں کو شرمندہ کر رکھا ہے۔"

مولانا فریدی کا مطالعہ نہایت وسیع تھا، اُن کا سارا وقت یا تو خدمتِ خلق میں صرف ہوتا تھا یا تبلیغِ دین میں، یا مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں۔ انھیں بچپن سے ہی رتوندہ آتا تھا یعنی اندھیرے میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے تھے پھر بھی لالٹین کی مدد سے رات کو دیر تک مطالعہ کیا کرتے تھے؛ اسی سے بینائی بالکل جاتی رہی، پھر بھی کتابیں پڑھوا کر سنتے رہے اور مضامین املا کر کے لکھواتے رہے۔

ہندوستانی اسلامی ثقافت خصوصاً سترھویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی تک تین سو سال کی علمی تاریخ پر اُن کی نظر گہری اور ناقدانہ تھی۔ ہزاروں کتابیں اُن کے مطالعہ سے گزر چکی تھیں، سیکڑوں کتابیں اُنھوں نے نہ جانے کہاں کہاں سے خرید کر خود بھی جمع کر رکھی تھیں۔ اُن کا خصوصی مطالعہ جن موضوعات پر تھا اُن میں (۱) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانیؒ اور اُن کے اسلاف و اخلاف

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اور اُن کے اسلاف و اخلاف
(۳) حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ اور اُن کی تحریکِ جہاد
(۴) دیوبند کے علمائے کبار
(۵) سلسلہ چشتیہ و نقشبندیہ کے اولیاء اللہ

مولانا فریدی کے بیشتر مضامین رسالہ الفرقان (لکھنؤ) میں شائع ہوتے، مگر بعض مضامین رسالہ تذکرہ (دیوبند) القاسم (دیوبند) دارالعلوم (دیوبند) الحرم (میرٹھ) البلاغ (بمبئی) وغیرہ میں بھی چھپے ہیں۔ اُن کی تصانیف و تراجم وغیرہ کا مختصر حال یہ ہے

(۱) تجلّیاتِ امام ربّانی (دو جلدیں) حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کا انتخاب اور ترجمہ مع حواشی و مقدّمہ شائع کردہ الفرقان ۱۹۷۶ء

(۲) مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، مکتوبات کا انتخاب اور اردو ترجمہ
ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۶۰ء

(۳) تذکرہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ مع صاحبزادگان و خلفاء
ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۷۸ء

(۴) تذکرہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ
ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۷۷ء

(۵) وصایا حضرت شیخ شہاب الدّین سہروردیؒ
ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۸۸ء

(۶) فرائدِ قاسمیہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے غیر مطبوعہ رسائل
ناشر: ادارۂ ادبیات دہلی ۱۹۸۰ء

(۷) مکتوباتِ اکابر دیوبند دیوبند کے علماء کبار کے خطوط کا مجموعہ
ناشر: معراج بک ڈپو۔ دیوبند

(۸) مکتوبات سید العلماء مولانا احمد حسن محدث امروہوی ؒ

ناشر: مدرسہ اسلامیہ عربیہ، امروہہ ۱۹۹۰ء

(۹) ہندوستان کا پہلا سفرنامہ حجاز - مولانا رفیع الدین فاروقی تلمیذ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ (متوفی ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء) کا سفرنامہ حج جو ۱۲۰۱ھ/۸۶-۱۷۸۷ء سے ۱۲۰۳ھ/ ۸۹-۱۷۸۸ء کے درمیان ہوا - اس کا اردو ترجمہ مع مقدمہ۔

ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۶۱ء

(۱۰) تذکرہ خلفاے حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی ؒ

ناشر: مدرسہ نور محمدیہ - جھنجھانہ (ضلع مظفر نگر)

(۱۱) قافلۂ اہلِ دل - حضرت شاہ غلام علی نقشبندی ؒ کے حالات و ملفوظات

ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۸۹ء

(۱۲) تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیم و شاہ ابوالرضا فاروقی

ناشر: الفرقان لکھنؤ اکتوبر ۱۹۸۹ء صفحات ۱۷۲

(۱۳) تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ

ناشر: الفرقان لکھنؤ فروری ۱۹۹۲ء صفحات ۱۹۸

(۱۴) تذکرہ حضرت شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی

ناشر: الفرقان لکھنؤ ۱۹۸۹ء

(۱۵) کاروانِ اہلِ فضل و کمال - شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی ؒ مہاجر مکی اور اُن کے تلامذہ کا حال - ناشر: الفرقان لکھنؤ

(۱۶) نواب محمد مصطفٰے خاں شیفتہ کا سفرنامۂ حج - تلخیص اور اردو ترجمہ (یہ ابھی شائع نہیں ہوا۔)

(۱۷) زیارتِ حرمین: یہ خود حضرت مولانا فریدی ؒ کا سفرنامہ حج ہے جو پانچ

قسطوں میں الفرقان لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔

(۱۸) نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ جن کے متن کی دو جلدیں اور ترجمہ اردو کی دو جلدیں یہاں پیش کی جارہی ہیں۔ ان مکتوبات پر حضرت مولانا فریدیؒ نے چالیس سال تک دیدہ ریزی کی ہے۔ ان کے بارے میں دوسری تفصیلات اسی مقدمے میں بیان کردی گئی ہیں۔

(۱۹) نسیم سحر: حضرت مولانا فریدیؒ کے اشعار کا مجموعہ جو زیر طبع ہے۔

حضرت مولانا فریدیؒ نے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت کی تھی۔ اپنے شیخ اور اُن کی اولاد بلکہ تلامذہ سے بھی بے حد محبت کرتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمۃ سے تجدید بیعت کی، خلافت و اجازت بھی ملی، ان کے علاوہ اُنھیں مولانا سید مقبول حسنؒ اور مولانا فتح محمد میواتیؒ نے بھی خلافت بے طلب عطا کی تھی، مگر مولانا فریدیؒ نے کبھی کسی کو مرید نہیں کیا، بیعت کے لیے دوسروں کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے۔

اُن کے دونوں بڑے بھائی جن کی خدمت پر وہ من جانب اللہ مامور تھے رحلت کر گئے، تو گویا اُن کے کام کی تکمیل ہوگئی۔ ۱۹۸۸ء کے آغاز سے علالت کا سلسلہ شروع ہوا، مگر معمولات جاری رہے، آخری رمضان کے روزے بھی پورے رکھے۔ جون، جولائی ۱۹۸۸ء میں بیماری کا غلبہ رہا، کمزوری بڑھتی گئی، اگست ۱۹۸۸ء سے ڈاکٹر کا علاج شروع کیا، مگر:

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

آخر ۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ / ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء منگل کی صبح آٹھ بج کر چالیس منٹ پر علم و فضل، فقر و درویشی، ایثار و اخلاص، ارشاد و ہدایت، شفقت و مرحمت کا یہ پیکرِ مجسّم اِس عالمِ اسباب و ظواہر کو خیرباد کہہ کر فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ

مُقْتَدِرٍ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملا۔ محلہ جھنڈا شہید کی جس مسجد میں زندگی کے آخری پندرہ سال گزارے تھے اُسی کے ایک حجرے میں ابدی نیند کے لیے جگہ ملی۔
راقم الحروف نے تاریخ اِس آیت کریمہ سے برآمد کی: نُورٌ عَلٰی نُورٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَشَاءُ دوسری تاریخ بھی الفاظ قرآن کریم سے برآمد ہوئی:

فریدی ہوئے عازمِ ملکِ باقی — اَعَدَّ لَہ اللّٰہُ اَجْرًا کَرِیمًا
کلامِ الٰہی سے تاریخ نکلی — لَقَدْ فَازَ (وَاللّٰہِ) فَوْزًا عَظِیمًا

حضرت مولانا فریدی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے بارے میں مزید معلومات کے لیے الفرقان لکھنؤ کا شمارہ خصوصی (۱۹۸۹ء) دیکھا جا سکتا ہے۔

نثار احمد فاروقی

نثار احمد فاروقی
(برادر زادۂ حضرت مولانا فریدی علیہ الرحمۃ)

دہلی یونی ورسٹی، دہلی ۷
یکم محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
۹ مئی ۱۹۹۷ء بروز جمعہ

مُقدّمہ

نادر مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

از

پروفیسر نثار احمد فاروقی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کے خاندان کے مختصر حالات

(حضرت مولانا فریدیؒ نے یہ خاندانی حالات مختلف ذرائع سے جمع کیے تھے، ان میں ایک بیاض وہ بھی تھی جو انھیں پھلت میں فرحت اللہ صاحب سے ملی تھی، اس سے انھوں نے ۱۹۶۲ء میں کچھ یادداشتیں ایک کاپی میں لکھ لی تھیں۔ میں نے ان یادداشتوں کو اپنے طور پر مرتب کر دیا ہے۔ بعض حوالے دوسری کتابوں سے فراہم کیے ہیں۔ نثار احمد فاروقی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا جو شجرۂ نسب کتابوں میں ملتا ہے اُس کی رو سے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ تک ۳۲ واسطے ہوتے ہیں مولوی نور الحسن راشد کاندھلوی نے اپنے ایک مضمون میں شاہ ولی اللہ کے شجرۂ خاندان سے تفصیلی بحث کی ہے۔ جو رسالہ فکر و نظر اسلام آباد میں چھپا تھا۔ زیادہ تحقیق کے خواہش منداُس سے بھی رجوع کریں تو مفید ہوگا۔ سب سے پہلے آپ کے مورثِ اعلیٰ شیخ شمس الدین فاروقی ملکِ یمن سے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے پھر یہ خاندان کسی وقت رہتک (ہریانہ) میں منتقل ہوا اور اس شہر کا منصبِ قضا وافتا۔ تقریباً چار سو برس تک اِس خاندان میں رہا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے بزرگوں کے کچھ حالات "الامداد فی مآثر

الاجداد" العطیة الصمدیة فی أنفاس المحمدیة، أنفاس العارفین میں بیان کیے ہیں۔

شیخ شمس الدین کی اولاد میں ایک بزرگ شیخ وجیہ الدین اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت (۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء تا ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) میں کسی وقت شاہ جہاں آباد (دہلی) میں آکر بس گئے تھے۔ رحیم بخش کا بیان ہے کہ ۱۰۶۹ھ میں کھجوہ کے مقام پر اورنگ زیب اور شاہ شجاع کے درمیان جو معرکہ ہوا تھا اُس میں شیخ وجیہ الدین عالمگیر کے لشکر میں شامل[1] تھے۔ اُن کا نکاح شیخ عبدالعزیز[2] کے پوتے شیخ رفیع الدین بن قطب العالم کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔ شیخ رفیع الدین حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ (ف ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ) سے فیض یافتہ تھے اور انھوں نے اپنے والد شیخ قطب العالم سے بھی علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے تھے۔

شیخ رفیع الدین نے زوجۂ اولیٰ کی وفات کے بعد شیخ محمد عارف ابن شیخ عبدالغفور اعظم پوری کی دختر سے نکاح ثانی کیا تھا۔ اس محفلِ عقد میں حضرت خواجہ باقی باللہ بھی اعظم پور باسئہ (نزد بچھرایوں) تشریف لے گئے تھے۔ شاہ ولی اللہ کی دادی یہی شیخ محمد عارف کی صاحبزادی تھیں[3]۔

---

[1] رحیم بخش: حیات ولی ص ۴۹

[2] شیخ عبدالعزیز چشتی کو اکثر تذکرہ نگاروں نے شیخ عبدالعزیز شکر بار لکھا ہے۔ یہ شیخ عبدالعزیز کشکی بھی کہلاتے ہیں۔

بعض تذکرہ نویس کہتے ہیں کہ یہ شیخ عبدالعزیز شکر بارؒ سے مختلف شخصیت ہیں۔ ان کا وصال ۶ جمادی الثانیہ ۹۷۶ھ (یا ۹۷۵ھ) میں ہوا۔ (حیات ولی ۸۶) "یادگار اہل چشت" سے تاریخ ۹۷۵ھ اور "ذرّہ ناچیز" سے ۹۷۶ھ برآمد ہوتی ہے۔ "ذرّہ ناچیز" کا پس منظر یہ ہے کہ شیخ اپنے خطوط میں اکثر یوں لکھا کرتے تھے: از ذرّہ ناچیز عبدالعزیز"۔

[3] حیات ولی ص ۶۹۔

شیخ وجیہ الدین صوبہ مالوہ میں ہنڈیا نامی قصبے میں ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ اُن کے تین فرزند ہوئے۔

(۱) شیخ ابوالرضا محمد۔ ان کا انتقال ۱۷ محرم ۱۱۰۱ھ (۲۱۔ اکتوبر ۱۶۹۰ء) کو ہونا بتایا گیا ہے[1] اور مادۂ تاریخ "آفتابِ حقیقت" ہے، مگر اس سے ۱۱۰۲ھ برآمد ہوتے ہیں، اور قدما الف ممدودہ کے دو عدد بھی شمار کرتے ہیں، اس حساب سے ۱۱۰۳ھ بھی ہو سکتا ہے۔ ان کے ایک فرزند کا نام فخر عالم ملتا ہے جن کا انتقال ۱۱۲۸ھ ۱۷/۱۶ء میں ہوا۔[2] دوسرے فرزند رضا حسین کی شادی شیخ مُفیض اللہ کی دخترِ نعمت سے ہوئی تھی۔ شیخ رضا حسین نے لاہور میں وفات پائی اور اُن کی نسل منقطع ہو گئی۔

(۲) شیخ عبدالحکیم۔ یہ لاولد فوت ہوئے۔ شیخ ابوالرضا محمد اور شیخ عبدالحکیم کی قبریں دہلی کے اُس علاقے میں تھیں جو نو محلہ کہلاتا تھا۔ یہ پرانی دہلی میں موضع فیروزپور کے متصل تھا یہیں مولوی نوراللہ کے والد معین الدّین کی قبر تھی۔ اب یہ جگہ کاکانگر کہلاتی ہے۔

(۳) شیخ عبدالرحیمؒ۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ کے والد ماجد ہیں۔ ان کی ولادت غالباً ۱۰۵۴ھ/۴۵-۱۶۴۴ء میں ہوئی۔ رحیم بخش نے لکھا ہے کہ "اُس وقت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سریر آرائے سلطنت تھا"، مگر یہ صحیح نہیں، وہ زمانہ شاہ جہاں کا تھا۔

شیخ عبدالرحیم کی تعلیم کا ابتدائی زمانہ آگرے میں بسر ہوا، جہاں اُنھوں نے میرزا محمد زاہد ہروی سے شرحِ مواقف وغیرہ کتبِ کلامیہ کا درس لیا، بعض کتابیں اپنے برادر بزرگ شیخ ابوالرضا محمد سے پڑھیں، ان کے علاوہ خواجہ خُردؒ، سید عبداللہ اور خواجہ ابوالقاسم سے بھی فیض حا[صل کیا]

---

[1] حیات ولی ص ۲۰۷ [2] حیات [illegible]

شاہ عبدالرحیم کا پہلا نکاح اُن کے ننھیالی خاندان میں ہوا تھا، اِس سے شیخ صلاح الدین پیدا ہوئے۔ اس زوجہ کا انتقال ۱۱۲۸ھ/۱۷۱۶ء کے بعد کسی سال ہوا۔

دوسرا عقد باون (۵۲) برس کی عمر میں فخرالنساء بنت شیخ محمد پھلتی سے ہوا جو اِن مکتوبات کے جامع شاہ محمد عاشق پھلتی کے دادا ہیں۔ زوجہ ثانیہ کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی: ولادت ۴ شوال ۱۱۱۴ھ/۲۱ فروری ۱۷۰۳ء چہار شنبہ۔

(۲) حضرت شاہ اہل اللہ[1]: وفات ۱۱۸۷ھ/۷۴-۱۷۷۳ء

شاہ ولی اللہ کی اولاد کا حال آیندہ اوراق میں قدرے تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

شاہ اہل اللہ کے ایک فرزند شاہ مقرّب اللہ تھے اِن کا عرفی نام "میاں مہکو جیو" تھا۔ دوسرے بیٹے معظم اللہ عرف مولوی محمد تھے اِن کا نکاح مسماۃ فاطمہ بنت شیخ محمد فائق ابنِ شاہ محمد عاشق پھلتی سے ہوا تھا۔ ان سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔

(۱) محمد مکرّم (۲) محمد محتشم (۳) اَمۃُ العزیز (دختر)

محمد مکرّم اور امۃ العزیز لاولد رہے۔ محمد مُحتشم کا نکاح مسماۃ اَمۃ الغفور بنت شاہ

---

[1] عربی و فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان (ٹونک) کے ذخیرے میں ایک تفسیر قرآن ہے (اوراق ۱۲۶ مسطر ۱۷) جسے شاہ اہل اللہ دہلوی کی تالیف بتایا گیا ہے۔ اِن کے علاوہ مختصر ہدایۃ الفقہ للمرغینانی، مختصر فی الفقہ والعقائد (فارسی) اور مختصر فی الطب بھی ان کی تالیفات ہیں جن کے نسخے ٹونک میں ہیں (خزینۃ المخطوطات ٹونک/۲۲۴-۲۲۳) شاہ اہل اللہ کی ایک اور تالیف "احسن المسائل" فاروقی پریس دہلی سے ۱۳۴۵ھ میں چھپی تھی (صفحات ۲۷۲) یہ کنزالدقائق کا ترجمہ ہے۔ ایک اور تالیف مجموعہ رسائل تسعہ میں "نصائح و وظائف" کے نام سے شامل ہے۔ (قاموس الکتب جلد ۱/۱۰۶۵)

محمد اسحٰق دہلویؒ سے ہوا۔ اُن کے بطن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے مکہ مکرّمہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی پہلی شادی اُن کے ننھیالی خاندان (صدیقی) میں اپنے ماموں شاہ عبیداللہ کی صاحبزادی امتہ الرحیم سے موضع پھلت ضلع مظفرنگر میں ۱۱۱۸ھ ۰۷-۱۷۰۶ء میں ہوئی۔ اُن کے بطن سے شاہ صاحب کے بڑے بیٹے شیخ محمد محدّث پیدا ہوئے اُنھیں مولوی نوراللہ بڈھانوی کی دختر صبیحہ منسوب ہوئیں۔ کوئی اولاد نہیں ہوئی۔[1] شیخ محمد نے قصبہ بڈھانہ (ضلع مظفرنگر) میں ۱۲۰۸ھ/۹۴-۱۷۹۳ء میں انتقال کیا۔ وہیں مسجد کلاں میں مدفون ہیں دخَلَ فی الجنّۃ سے تاریخ وفات ملتی ہے۔

شاہ ولی اللہ کا عقد ثانی سونی پت میں مسماۃ بی بی ارادت بنت سید ثناراللہ سے ہوا۔ یہ خاتون ساداتِ حسینی سے تھیں۔ اِن کے بطن سے (۹) اولادیں ہوئیں جن کی تفصیل شجرۂ خاندان میں دیکھی جائے اِن میں یہ چار فرزند چار دانگ عالم میں مشہور و معروف ہوئے۔

(۱) حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی۔ ولادت ۲۵۔ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ/ ۱۳۔ اکتوبر ۱۷۴۶ء شب جمعہ کو ہوئی اِس لیے شاہ عبدالعزیز ہرسال ۲۵ رمضان کی شب میں ختم قرآن شریف کراتے تھے اِس کے بعد ریوڑیاں بطور تبرک تقسیم فرماتے تھے۔ اُن کی اہلیہ حبیبہ دختر شاہ نوراللہ بڈھانوی تھیں۔

آپ کی وفات یکشنبہ ۷ شوال ۱۲۳۹ھ بعد نماز فجر (۶۔ جون ۱۸۲۴ء) کو

---

[1] عبدالقیوم مظاہری نے الامام شاہ ولی اللہ ص ۱۰۹ میں لکھا ہے کہ "بڈھانہ کی جامع مسجد میں دفن ہوئے اور وہیں آپ کے دو صاحبزادوں کے مزار بھی ہیں"۔ اِس کو مقالات طریقت ص ۱۴۱ کے حوالے سے لکھا ہے۔

ہوئی ۔

(۲) شاہ رفیع الدّینؒ عبدالوہاب :

وفات یکشنبہ ۶ ۔ شوال ۱۲۳۳ھ مطابق ۹ ۔ اگست ۱۸۱۸ء

(۳) شاہ عبدالقادرؒ ۔ وفات ۱۹ ۔ رجب ۱۲۳۰ھ / ۲۸ جون ۱۸۱۵ء

ان کا ترجمہ قرآن "موضحِ قرآن" (۱۲۰۵ھ) مشہورِ عالم ہے ۔

(۴) شاہ عبدالغنیؒ ۔ ان کا عقد مسماۃ فضیلت بنت مولوی علاء الدین پھلتی سے ہوا جن کے بطن سے ایک فرزند شاہ محمد اسمٰعیل شہیدِؒ بالاکوٹ اور دو بیٹیاں تھیں پہلی بیٹی رقیہ لاولد رہیں ۔ دوسری کلثوم بی بی شاہ رفیع الدّینؒ کے فرزند محمد موسیٰ کو بیاہی گئیں ۔

مولوی محمد اسمٰعیلؒ شہید اپنی دونوں بہنوں سے چھوٹے تھے ۔ اُن کے ایک فرزند محمد عمر تھے جن کا نکاح مولانا عبدالحی بڈھانوی کی لڑکی فاطمہ سے ہوا ۔ اولاد نہیں ہوئی ۔ محمد عمر کا انتقال ۱۲۶۸ھ / ۵۲ ۔ ۱۸۵۱ء میں ہوا ۔ "داغِ جگرم" سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے ۔

کلثوم بی بی کی دختر فاضلہ بی نے دو بیٹیاں اَمۃُ الرحمٰن اور اَمۃُ الغفار یادگار چھوڑیں ۔ آخر الذکر کی ایک بیٹی ہوئی جو مولوی محمد یوسف بن مولوی عبدالقیوم سے منسوب تھیں ۔

کلثوم بی کی دوسری نواسی اُمۃ الرحمٰن بیوہ ہوگئی تھیں، وہ دہلی میں رہتی تھیں اُن کے ایک فرزند سید محمد عمر تھے ۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی ایک بیٹی مسماۃ زینب تھیں جن کا ایک نواسہ محمد عمر نامی تھا محمد عمر کی والدہ کا نام جمیلہ تھا جو محمد مصطفٰے بن شاہ رفیع الدّین کی زوجہ تھیں یہ اپنے والدین کی زندگی ہی میں فوت ہوگئی تھیں ۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے تین نکاح ہوئے۔ پہلی زوجہ مسماۃ عارفہ اُن کے ماموں کی بیٹی تھیں، یہ سونی پت کے خاندانِ سادات سے تھیں۔ ان کے بطن سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی:

(۱) محمد عیسیٰ (۲) مخصوص اللہ

(۳) محمد مصطفیٰ (۴) محمد حسین

(۵) محمد موسیٰ (۶) اَمۃ اللہ (دختر) [۱]

اَمۃ اللہ کی شادی ساداتِ سونی پت میں ہوئی تھی۔ ان کے دو فرزند سیّد ناصر الدین اور سیّد نصیر الدین تھے آخر الذکر شاہ محمد اسحٰق دہلوی کے داماد ہیں۔ سیّد ناصر الدین کے بیٹے سیّد معز الدین تھے جن کے فرزند سیّد ظہیر الدین ولی اللہی ہوئے جنھوں نے شاہ ولی اللہؒ کے مدرسۂ رحیمیہ کا احیاء کیا اور اُن کی بعض تصانیف شائع بھی کیں۔

شاہ رفیع الدین کی دوسری زوجہ سے تین بیٹیاں ہوئیں۔ دو کا انتقال باپ کے سامنے ہی ہو گیا تھا، ایک دختر بی بی صفیہ زندہ رہیں۔ وہ مکّہ معظمہ کو ہجرت کر گئی تھیں۔ اُن کی شادی نہیں ہوئی۔ مکّہ مکرّمہ ہی میں انتقال کیا۔

تیسری زوجہ مسماۃ کلّو تھیں۔ اِن سے ایک فرزند محمد حسن تھے جن کی شادی اَمۃ الرحمٰن دختر فضل اللہ ساکن پُھلت سے ہوئی تھی۔ ان کے پوتے اور نواسے موجود تھے۔ اُن کی اولاد میں مسماۃ تقیہ اور نقیبہ تھیں اول الذکر لاولد فوت ہوئیں

---

[۱] مولانا محمد ثانی حسنی مرحوم کی مملوکہ ایک بیاض میں یوں لکھا ہے: "حضرت شاہ رفیع الدین شش فرزند داشتند مولوی مخصوص اللہ و مولوی موسیٰ وغیرہ وازیشاں عقبے نیست" مگر چھٹے بیٹے کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

(اضافہ از یادداشت حضرت مولانا نسیم احمد فریدیؒ مرقومہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۶۸ء در لکھنؤ)

مسماۃ نقیہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور عبدالوہاب تھے۔

شاہ رفیع الدینؒ کے فرزند مولوی محمد عیسیٰ اپنے والدین کے سامنے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اُن کی شادی مسماۃ زیب النساء دختر شاہ عبدالعزیز محدثؒ سے ہوئی تھی۔

محمد حسین نے لاولد رہ کر انتقال کیا۔ اُن کا عقد مسماۃ رقیہ خواہر شاہ محمد اسمٰعیل شہید سے ہوا تھا مولوی محمد مصطفےٰ فرزند شاہ رفیع الدین کا نکاح بی بی زینب (دختر شاہ عبدالقادر) سے ہوا اور اُن کے بطن سے مولوی محمد یحییٰ پیدا ہوئے۔

مولوی محمد موسیٰ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلا نکاح کلثوم بی بی (ہمشیر شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ) سے ہوا اور ایک بیٹی فاضلہ یادگار رہی۔ کلثوم بی اور مولانا محمد اسمٰعیل دونوں پُھلت (مظفر نگر) میں اپنے نانا مولوی علاء الدین پھلتی کے گھر میں پیدا ہوئے۔

محمد موسیٰ (فرزند شاہ رفیع الدین) کا دوسرا نکاح مسماۃ اَمۃُ السّلام سے ہوا جو سونی پت کے خاندانِ سادات سے تھیں، اُن کے بطن سے ایک فرزند عبدالسلام پیدا ہوئے۔

مولانا مخصوص اللہ کی شادی اُن کے ماموں کی بیٹی اَمۃ العزیز سے ہوئی اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں (۱) بی بی نعمت جن کا نکاح میاں رضا حسین سے ہوا جو شاہ ابوالرضاء محمد کے فرزند تھے۔ یہ خاتون اپنے والدینؒ اور شوہر کی حیات ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔

(۲) دوسری بیٹی مسمّاۃ اَمۃ القادر کا نکاح میاں ابوالقاسم سے ہوا جو مولوی مخصوص اللہ کی اولادِ دختری میں تھے۔ مسماۃ اَمۃ القادر نے ایک نواسی مسماۃ محمودی یادگار چھوڑی، یہ شاہ جہاں آباد دہلی میں رہتی تھیں۔ مسماۃ اَمۃ اللہ کی شادی حافظ نجم الدّین ساکن سونی پت سے ہوئی جو شاہ رفیع الدّین کے نواسوں میں تھے۔ ان سے دو بیٹے (۱) سیّد ناصر الدّین اور (۲) سیّد نفیس الدّین اور ایک دختر

(۳) شاکرہ پیدا ہوئے۔

ناصر الدّین کا عقد بی بی راحت سے ہوا، اِن کے بطن سے دو بیٹے (۱) معین الدین اور (۲) فقیر الدّین اور ایک دختر (۳) نصیرہ بی بی پیدا ہوئے۔

نصیرہ بی بی کا نکاح حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانیؒ کے خاندان میں ہوا تھا، وہ ۱۸۵۷ء کے بعد مدینہ منوّرہ کو ہجرت کر گئی تھیں۔ اُن کے ایک فرزند نصیر احمد بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔

میاں نصیر الدّین کی شادی مسماۃ اُمۃ الغفّار بنت مسماۃ فاضلہ (بنت مولوی شیخ محمد) سے ہوئی، دوسرا نکاح شاہ محمد اسحٰق کی بڑی بیٹی مسماۃ خدیجہ سے ہوا تھا۔ سیّد نصیر الدّین نے حضرت سیّد احمد شہیدؒ رائے بریلوی کی تحریک جہاد کی قیادت بھی کی تھی۔ حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکیؒ نے نقشبندی سلسلے میں پہلی بیعت اِنھیں کے ہاتھ پر کی تھی۔

سیّد نصیر الدّین کے دو فرزند ہوئے (۱) سیّد عبداللہ اور (۲) سیّد عبدالحکیم۔ سیّد عبداللہ حجاز کو جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہو کر فوت ہوئے۔ سیّد عبدالحکیم نے وبائی ہیضے میں مبتلا ہو کر مکہ مکرّمہ میں انتقال کیا۔

مسماۃ شاکرہ کا عقد سیّد باقر علی سے ہوا تھا اور اُن کے چار فرزند تھے۔ (۱) ابوالقاسم (جن سے اُمۃ القادر بنت مولوی مخصوص اللہ منسوب تھیں اور وہ اپنے شوہر کی زندگی میں ہی انتقال کر گئی تھیں)

(۲) جعفر (۳) علی تقی (۴) علی نقی (۵) دختر سکینہ

یہ سب سونی پت میں رہتے تھے۔ سکینہ سکندرہ میں فوت ہوئیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّثؒ کی شادی مسماۃ حبیبہ بنت شاہ نور اللہ بڈھانوی سے ہوئی۔ ان کی سب اولاد ان کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھی

پس ماندگان میں دو نواسے تھے ؛

(۱) شاہ محمد اسحٰق[1] (ف ۲۷/ رجب ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء) (۲) شاہ محمد یعقوب (ف ۲۸ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ/ مطابق ۱۳/ اپریل ۱۸۶۶ء جمعہ)

شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک فرزند قطب الدّین بارہ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ دوسرے بیٹے زین الدّین بھی بچپن ہی میں مر گئے تھے، ایک بیٹی مریم تھیں اُن کا نکاح شاہ عبدالحی بڈھانوی سے ہوا، لاولد رہیں، دوسری بیٹی رحمت النساء محمد عیسیٰ بن شاہ رفیع الدّین سے منسوب ہوئیں انھوں نے بھی ۱۲۳۶ھ/ ۲۱-۱۸۲۰ء میں انتقال کیا کوئی اولاد نہیں تھی۔ بڑی بیٹی عائشہ تھیں جو محمد افضل سے بیاہی گئیں۔ یہ اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ پانچ پشت اوپر ان کا سلسلۂ نسب شاہ ولی اللہؒ کے شجرہ خاندان سے متصل ہو جاتا ہے۔

محمد افضل بن شاہ احمد بن شیخ محمد بن اسمٰعیل بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدّین عرف قاضی قادن۔

منصور بن احمد رہتک (ہریانہ) میں رہتے تھے۔

---

[1] شاہ محمد اسحٰق ۸ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ/ ۱۴ نومبر ۱۷۸۲ء کو پیدا ہوئے تھے۔ دونوں بھائیوں نے ۱۲۵۸ھ/ ۴۳-۱۸۴۲ء میں مکۂ معظمہ کو ہجرت کی اور وہاں جوار حرم شریف میں درس حدیث کا فیضان جاری رکھا ۲۷/ رجب ۱۲۶۲ھ/ ۲۰- جولائی ۱۸۴۶ء یوم دوشنبہ بہ حالت صوم ہیضۂ وبائی میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ امّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔

شاہ محمد یعقوب ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ/ ۲۲- اکتوبر ۱۷۸۶ء کو پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے بھی ۱۲۸۲ھ میں مکۂ مکرمہ میں انتقال کیا۔ شاہ عبدالحی بڈھانوی نے اپنی زوجہ مریم دختر شاہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد مبارک بیگم دختر محمد افضل (شاہ محمد اسحٰق کی بہن) سے نکاح ثانی کیا تھا، مسماۃ مبارک شادی کے دو سال بعد ہی ۱۲۴۳ھ/ ۲۸-۱۸۲۷ء میں فوت ہوگئیں۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

مولوی محمد یعقوب نے اپنی برادری سے باہر کئی نکاح کیے۔ اُن کی پہلی بیوی سکینہ مرزا جان سوداگر کی بیٹی تھیں دوسری مسماۃ ظہورن کلّو خاکروب کی دختر تھیں کلّو مسلمان ہو گیا تھا عبداللہ اُس کا نام رکھا گیا تھا یہ مکہ معظمہ جا کر فوت ہوا۔

مسماۃ ظہورن کے بطن سے ایک لڑکی (فاطمہ) پیدا ہوئی تھی۔ ظہورن نے بھی مکہ معظمہ میں انتقال کیا۔ فاطمہ کا نکاح مرزا امیر بیگ ابن مرزا مراد سے ہوا تھا، اُن سے ایک فرزند خلیل الرحمٰن تھے جن کی شادی نظیر بیگ کی دختر سے ہوئی جو خلیل الرحمٰن کے چچا تھے۔ اُن کے بیٹے حبیب الرحمٰن ہوئے۔ مرزا امیر بیگ کا وطن سردھنہ (میرٹھ) تھا۔

شاہ محمد اسحٰق کی زوجہ لاڈلی بیگم بنت نذر علی عباسی سے چند اولادیں ہوئیں، اکثر اُن کے سامنے ہی فوت ہو گئیں، تین بیٹیاں باقی رہیں۔

بڑی بیٹی خدیجہ کی شادی مولوی نصیر الدّین (نواسہ شاہ رفیع الدّین) سے ہوئی تھی اُن کے شوہر فوت ہو گئے اور یہ مکہ معظمہ کو چلی گئی تھیں وہیں انتقال ہوا۔

منجھلی بیٹی اَمۃ الغفور کا نکاح حافظ محمد محتشم سے ہوا، اولاد میں ایک بیٹے عبدالرحمٰن مکہ معظمہ میں رہتے تھے۔ اَمۃ الغفور بھی مکہ میں فوت ہوئیں۔

چھوٹی بیٹی اَمۃ الرحیم مولانا عبدالقیوم بڈھانوی (بن شاہ عبدالحی بڈھانوی) سے بیاہی گئیں اُن کی اولاد میں (۱) محمد یوسف (۲) حافظ ابراہیم (۳) دختر سائرہ ہوئے۔

مولوی عبدالقیوم بڈھانوی ۱۲۳۱ھ / ۱۶-۱۸۱۵ء میں پیدا ہوئے تھے غلام نقی اور ظہور احسان اُن کے تاریخی نام ہیں۔ یہ بھوپال میں رہے نواب سکندر جہاں بیگم نے موضع ہتوڑہ پرگنہ جتہاری (؟) انھیں جاگیر میں دیا تھا۔ ان کی زوجہ اَمۃ الرحیم نے ماہ رمضان میں (سنہ ؟) بھوپال ہی میں انتقال کیا۔

امۃ الرحیم کی والدہ لاڈلی بیگم میاں نذر علی کی دختر تھیں وہ بھی شیخ عبدالعزیز شکربار کی اولاد میں تھے۔

شاہ محمد اسحٰق کے دو بیٹے ہوئے (۱) محمد سلیمان ۸ سال کی عمر میں مر گئے۔
(۲) محمد یوسف نے چار سال کی عمر میں انتقال کیا۔

شاہ صاحب کا ایک نکاح مسماۃ سعیدہ بیگم سے بھی ہوا تھا، یہ قوم کی برہمن تھیں، اِن کے باپ کی رضا سے انھیں مسلمان کیا تھا اور اُن سے ایک بیٹی سکینہ پیدا ہوئی جو شیر خوارگی ہی میں مر گئی تھی، اُس کی والدہ کا دودھ صالح بن کریم اللہ نے پیا۔ کریم اللہ شاہ محمد اسحٰق کے مملوک تھے۔ شاہ صاحب نے دونوں کو آزاد کر دیا تھا اور وہ بڑی آسودگی سے زندگی گزارتے تھے۔

شاہ محمد اسحٰق کی اہلیہ سعیدہ سفر حج سے واپس آتے ہوئے اندور میں فوت ہوئیں۔ اُن کی قبر چھاونی نواب غفور خاں (اندور) میں تھی۔

مولانا نور اللہ بڈھانوی جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مکتوب الیہم میں سے ہیں اُن کے خاندان کا احوال یہ ہے کہ اُن کے مورث اعلیٰ مولوی معین الدین کے دو فرزند اور ایک دختر تھیں:

(۱) شاہ نور اللہ (۲) حافظ فقیر اللہ (۳) عائشہ

عائشہ کا نکاح شیخ علیم الدین سے ہوا۔ شاہ نور اللہ کی شادی زمیرہ دختر شمس الحق سے ہوئی، یہ پھلت کے باشندے تھے اور یہیں اُن کا گھر تھا مگر بڈھانہ کے بعض معزز حضرات اِن کے بہت عقیدت مند تھے اِس لیے انھوں نے بڈھانہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں جا کر لبسنے کی تاریخ کسی نے یوں کہی تھی۔

اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما (= ۱۱۳۸ھ)

اُن کی اہلیہ ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔ چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

(۱) عطاء اللہ (۲) ہبۃ اللہ (۳) عطیۃ اللہ (۴) فضل اللہ

(۵) ملیحہ (۶) صبیحہ (۷) حبیبہ

میاں ہبۃ اللہ بڈھانے میں پیدا ہوئے۔ سیّد احمد شہیدؒ کے قافلۂ حج میں شریک تھے۔ ستّر سال کی عمر پاکر کلکتہ میں انتقال کیا اور منشی امین الدّین کی کوٹھی میں مدفون ہوئے۔ اُن کی شادی مسماۃ زکیّہ بنت شیخ علیم الدّین سے ہوئی جو شاہ نور اللہ کی بہن مسماۃ عائشہ کی نواسی تھیں۔

شیخ ہبۃ اللہ کے فرزند مولوی عبدالحی بڈھانوی اور ایک دختر واجدہ تھیں۔ مولوی عبدالحی کا تیسرا نکاح مسماۃ واصلہ بنت شیخ فضل اللہ سے ہوا۔ اولاد میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا:

(۱) عابدہ (۲) عائشہ انھوں نے تین سال کی عمر میں سفر حج میں انتقال کیا۔
(۳) فاطمہ: اِن کی شادی شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے فرزند شاہ محمد عمر سے ہوئی تھی۔ مکہ معظمہ میں انتقال ہوا۔ لاولد تھیں۔

مولوی عبدالحی بڈھانوی کے فرزند مولوی عبدالقیوم بڈھانوی ۱۹۔ صفر ۱۲۳۱ھ/ ۲۰ جنوری ۱۸۱۶ء ہفتہ کو پیدا ہوئے۔ تاریخی نام "غلام نقی" ہے۔ ان کا نکاح امۃ الرحیم دختر شاہ محمد اسحٰق سے ہوا۔ اولاد میں (۱) محمد یوسف (۲) محمد ابراہیم (۳) سائرہ یادگار چھوڑیں

مولوی نور اللہ بڈھانوی کی دختر ملیحہ کا عقد مولوی علاء الدّین بن علم الدّین سے ہوا، دو بیٹیاں (۱) مسماۃ بتول (۲) فضیلت ہوئیں۔ مولوی نور اللہ کی دوسری دختر صبیحہ حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے فرزند شیخ محمد سے منسوب ہوئیں ان کے اولاد نہیں تھی۔ تیسری بیٹی حبیبہ کا نکاح حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ سے ہوا۔

شاہ نور اللہ کی بہن مسماۃ عائشہ کی شادی شیخ علم الدین سے ہوئی تھی ان سے ایک فرزند علاء الدین اور تین دختران (۱) سعیدہ (۲) صالحہ (۳) ذکیہ پیدا ہوئیں ۔ مولوی علاء الدین کی اہلیہ ملیحہ دختر شاہ نور اللہ بڈھانوی تھیں۔

یہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے خاندان کا اجمالی خاکہ ہے۔ اب ہم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی کے کچھ حالات لکھیں گے، پھر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا ایک سوانحی خاکہ اور ان کے چاروں فرزندان گرامی کے تراجم درج کریں گے ۔

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

حضرت مولانا نسیم احمد فریدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ذہن و فکر کا اندازہ اس وقت تک پوری طرح نہیں ہو سکتا جب تک اُن کے ماحول، خاندان، خصوصاً ان کے والد ماجد کی سیرت ساز شخصیت سے اچھی طرح واقفیت نہ ہو۔"[1]

خود حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اُن کے حالات و ملفوظات میں رسالہ بوارق الولایۃ لکھا جو انفاس العارفین میں شامل ہے۔ اُن کے والد شیخ وجیہ الدین فاروقی سپاہی پیشہ تھے ملازمت سے استعفا دے دیا تھا مگر ایک بار انھیں شہیدوں کے درجات دکھائے گئے تو انھوں نے شہادت کی آرزو میں پھر فوجی ملازمت اختیار کر لی اور دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ برہان پور تک پہنچے تو یہ الہام ہوا کہ شہادت گاہ پیچھے رہ گئی، وہاں سے واپس ہوئے اور قصبہ منڈیا کے قریب تاجروں کے ایک قافلے کو بچانے کے لیے ڈاکوؤں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

شیخ عبدالعزیز شکر بارؒ کے پوتے شیخ رفیع الدین محمد آپ کے نانا تھے۔ موخر الذکر کے والد شیخ قطب العالم تھے حضرت خواجہ باقی باللہ نے ابتدائے سلوک میں اُن کی خانقاہ میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ اُن کے اشارے پر ہی حضرت باقی باللہؒ نے بخارا جا کر خواجہ امکنگیؒ سے نسبتِ طریقۂ نقشبندیہ حاصل کی۔ شیخ

رفیع الدین حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں رہے اور اُن کے مخصوص رفیقوں میں سے تھے۔

شیخ رفیع الدّین کا دوسرا نکاح شیخ محمد عارف فرزند شیخ عبدالغفور اعظم پوریؒ (خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ) کی صاحبزادی سے ہوا اس میں شرکت کے لیے حضرت خواجہ باقی باللہ بھی اعظم پور باسٹہ تشریف لے گئے تھے، یہ موضع بچھرالیوں (ضلع امروہہ) کے نزدیک واقع ہے۔ یہاں دور دور سے لوگ خواجہ سے ملاقات کرنے آ گئے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

"اُس نواح کے صوفیہ نے جب خواجہ کی تشریف آوری کے متعلق سنا تو تمام جمع ہو گئے اور اس نواح کے سَو مربع کوس میں کم ہی کوئی صوفی ہو گا جو وہاں حاضر نہ ہوا ہو اور ایسی عجیب محفل بپا ہوئی کہ ایسی کبھی سنی نہ گئی تھی۔"[1]

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کی نانی شیخ محمد عارف کی یہی دختر تھیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیم تقریباً (۱۰۵۴ھ/ ۴۵-۱۶۴۴ء) میں پیدا ہوئے۔ "عربی کے ابتدائی رسائل سے لے کر شرح عقائد اور حاشیہ خیالی تک اپنے بھائی شیخ ابو الرضا محمد سے پڑھا اور چند دیگر کتب میر زاہد ہروی سے پڑھیں۔"[2] آپ نے چند اسباق حضرت خواجہ خردؒ (فرزند حضرت خواجہ باقی باللہؒ) سے بھی پڑھے

---

[1] انفاس العارفین (اردو) ۲۵۹۔

[2] انفاس العارفین (اردو) ص نیز مولانا فریدی: تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیم ص ۶۵
میر زاہد ہروی اورنگ زیب عالمگیرؒ کے لشکر میں محتسب تھے، آگرہ میں رہتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ بھی اس زمانے میں اپنے والد کے ساتھ آگرے میں تھے۔ انھوں نے میر زاہد سے معقولات اور علم کلام کا درس لیا۔ شرح مواقف بھی اُن سے پڑھی تھی۔ میر زاہد نے ۱۱۰۱ھ/ ۱۶۹۰ء میں کابل میں انتقال کیا۔

حضرت خواجہ خُردؒ کے اشارے پر آپ نے حافظ سیّد عبداللہ اکبر آبادی (خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ) کے ہاتھ پر طریق نقشبندیہ مجدّدیہ میں بیعت کی خلافت واجازت سے بھی سرفراز کیے گئے۔ حافظ عبداللہ موضع کھیڑی (علاقہ بارہہ) کے رہنے والے تھے۔ فیوض باطنی کی طلب میں شیخ ادریس قادری سامانی کے پاس سامانہ (پنجاب) پہنچے اور بیعت ہوئے اُن کے انتقال کے بعد شیخ آدم بنوریؒ سے فیض پایا تھا۔ سیّد عبداللہ نے آگرے میں انتقال کیا اور وہیں گورِ غریباں میں دفن ہوئے۔ قبر کا نشان اسی زمانے میں مٹ گیا تھا۔ آگرے میں کچھ عرصے تک خلیفہ ابوالقاسمؒ ابوالعلائی (ف رمضان ۱۰۸۹ھ/اکتوبر۱۶۷۸ء) کی خدمت میں بھی رہے۔ اُن سے بھی خلافت واجازت ملی تھی۔ آگرے سے آنے کے بعد دہلی میں حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے حضرت خواجہ خردؒ کی صحبت سے بہت فیض اُٹھایا۔

آگرے کے زمانہ قیام میں حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے فتاویٰ عالمگیری کی تالیف اور نظرِ ثانی کا کچھ کام بھی شروع کیا مگر خلیفہ ابوالقاسمؒ نے اُن سے کہا کہ یہ وظیفہ لینا ترک کر دو۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ میں ترک کروں گا تو والدہ صاحبہ ناخوش ہوں گی، آپ ایسی دعا فرمادیں کہ یہ خود ہی بند ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کی تفصیل حضرت شاہ صاحبؒ نے انفاس العارفین میں بیان کی ہے۔ آگرے میں ایک اور بزرگ سیّد عظمت اللہ اکبر آبادیؒ (ف ۴ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ/۱۹۔ جون ۱۶۷۳ء) سلسلۂ قادریہ چشتیہ، سہروردیہ ونشطاریہ میں بیعت کرتے تھے اُن سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کی پہلی زوجہ سے ایک فرزند صلاح الدین ہوئے۔ اہلیہ کے انتقال کے بعد آپ نے باون سال کی عمر میں دوسرا نکاح حضرت شیخ محمد پھلتیؒ کی صاحبزادی فخر النساء سے کیا۔ اُن کے بطن سے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور شاہ

اہل اللہ پیدا ہوئے۔

شاہ عبدالرحیمؒ کے خلفاء اور مریدین کی خاصی تعداد تھی جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ محمد پھلتیؒ (وفات ۸ جمادی الاولیٰ ۱۱۲۵ھ / ۲ جون ۱۷۱۳ء)

یہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نانا اور جامع مکتوبات شیخ محمد عاشق پھلتیؒ کے دادا ہیں ان کے حالات میں حضرت شاہ ولی اللہ نے ایک رسالہ العطیۃ الصمدیۃ فی انفاس المحمدیۃ بھی لکھا تھا۔ آپ کا مزار پھلت میں ہے۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

۳۔ شاہ زین العابدین بن شیخ یحییٰ بن شیخ احمد سرہندی (وفات ۱۱۲۸ھ/ ۱۷۱۵ء)

۴۔ شیخ حسام الدین انصاری بایزید بن شیخ بدیع الدین سہارن پوری۔ آپ نے ۱۱۰۶ھ/ ۹۵۔۱۶۹۴ء میں ایک رسالہ مرافض الروافض لکھا تھا جو ردِ شیعیت میں ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے کتب خانے میں ہے۔

۵۔ شاہ عبید اللہ پھلتی ۶۔ شاہ حسیب اللہ پھلتی

دونوں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ماموں ہیں۔ پھلت ہی میں مزار ہے۔

۷۔ شیخ عبدالوہاب پھلتی (شاہ محمد عاشق کے نانا اور شاہ محمد پھلتی کے چچازاد بھائی)۔

۸۔ شیخ محمد معظم پھلتی ۹۔ شیخ بدرالحق پھلتی انھوں نے شاہ عبدالرحیمؒ کے ملفوظات بھی جمع کیے۔

۱۰۔ شیخ فیض اللہ ۱۱۔ دلدار بیگ

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کی تصانیف:

شاہ عبدالرحیم تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے، آپ کا مشغلہ درس و تدریس تھا کبھی کبھی مخلصین کی درخواست پر وعظ بھی فرماتے تھے۔ ایک خط میں شیخ محمد پھلتی کو لکھتے ہیں: "تم نے لکھا تھا کہ میں کوئی کتاب لکھوں مخدوما چونکہ فرصت کم ہے لکھنا میسّر نہیں ہوتا، پھر بھی جو کچھ تم دریافت کروگے اُس کا جواب مفصّل و مشرح لکھا جائے گا، بے سوال کیے کچھ لکھا نہیں جاتا"[1] پھر بھی اُن کے چند خطوط کا ایک مجموعہ انفاسِ رحیمیہ ہے جسے شاہ اہل اللہؒ نے جمع کیا تھا ارشادِ رحیمیہ ایک مختصر رسالہ فنِ سلوک میں ہے۔

اُنھوں نے شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے ایک رسالے کا فارسی ترجمہ بھی کیا تھا جو تصوّف کے موضوع پر عربی زبان میں تھا۔ آپ کبھی کبھار شعر بھی کہتے تھے انفاس العارفین میں آپ کی دو رباعیاں درج ہوئی ہیں، ہندی کے کبت بھی برمحل پڑھتے تھے۔

وفات:

حضرت شاہ عبدالرحیم شوال ۱۱۳۰ھ / اگست ۱۷۱۸ء میں سخت بیمار ہوئے مگر تندرست ہو گئے تھے۔ پھر مرض کا اعادہ ہوا ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ / ۴ جنوری ۱۷۱۹ء بدھ کے دن نمازِ فجر کے بعد انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر ۷۷ سال ہوئی۔ انتقال کے وقت

---

[1] انفاسِ رحیمیہ بہ حوالہ تذکرہ ص ۱۳۹

[2] یہ مختصر مجموعہ مطبع احمدی دہلی اور مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہو چکا ہے، مولانا فریدیؒ نے اس کا ایک قلمی نسخہ بھی دیکھا تھا اور اس کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ مطبوعہ نسخے میں بہت کچھ غلط مبحث ہوا ہے اور غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ (تذکرہ شاہ عبدالرحیم / ۱۳۲)

ان کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہ کی عمر ۱۶ یا ۱۷ سال تھی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم کا فقہی مسلک حنفی تھا، مگر کبھی ضرورت ہو تو کسی مسئلہ میں دوسرے مسلکِ فقہ پر بھی عمل کر لیتے تھے۔ مسلکِ طریقت میں نقشبندی نسبت غالب تھی، وحدت الوجود کے قائل تھے اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی بے حد تعظیم کرتے تھے مگر ان مسائل کو عوام کے سامنے بیان کرنا خلافِ مصلحت جانتے تھے۔

آپ کی اولاد کا حال شجرۂ خاندان میں دیکھا جائے۔

حضرت شاہ اہل اللہ پھلتیؒ (زوجہ ثانیہ فخرالنساء صاحبہ کے بطن سے) آپ کے دوسرے صاحبزادے اور حضرت شاہ ولی اللہ کے چھوٹے بھائی تھے یہ ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۸ء کو پھلت ہی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے اور پھر بڑے بھائی سے پڑھیں۔ والد سے ۱۲ سال کی عمر میں ہی بیعت کر لی تھی۔ اشغالِ طریقہ بعد کو بھائی سے حاصل کیے۔ جب ۱۱۴۳ھ / میں شاہ ولی اللہؒ حج کے لیے جانے لگے تو دستارِ خلافت اِن کے سر پر باندھی اور خانقاہِ رحیمیہ کا سجادہ نشین بنا کر گئے تھے۔

شاہ اہل اللہ علومِ معقول و منقول کے فاضل تھے، طب بھی پڑھی تھی اور مطب کرتے تھے اُن کی حذاقت کے بعض واقعات شاہ ولی اللہؒ نے انفاس العارفین میں لکھے ہیں۔ آپ ہندوستانی طب (آیوروید) میں دستگاہ رکھتے تھے اور اس فن سے بھی مریضوں کا کامیاب علاج کرتے تھے۔ شاہ اہل اللہ کی بھی متعدد تالیفات ہیں جن میں سے بعض شائع ہو چکی ہیں، دوسری ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ اُن کا حال اور تصانیف کی کیفیت حکیم محمود احمد برکاتی نے اپنی کتاب میں درج کی ہے اُس سے رجوع کیا جائے۔

شاہ اہل اللہؒ پھلت ہی میں رہتے تھے وہیں ۱۱۸۶ھ / ۳-۱۷۷۲ء میں انتقال ہوا احاطہ درگاہ میں مدفون ہیں، وہیں شاہ محمد عاشق، شاہ محمد فائق، شاہ عبدالرحمٰن وغیرہ کے مزارات ہیں۔

شجرۂ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مختصر سوانح

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نسباً فاروقی ہیں، اُن کی والدہ خاندان سادات سے تھیں۔ اُن کی ولادت ۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۲۱ فروری ۱۷۰۳ء) کو بدھ کے دن عہد اورنگ زیب کے آخری زمانے میں اپنی ننھیال موضع پھلت (ضلع مظفر نگر) میں ہوئی۔ جس کمرے میں آپ کی ولادت ہوئی تھی وہ اِس تحریر کے وقت تک محفوظ ہے اور اسی طرح کچھ تبرکات بھی اُن کی ننھیال کے لوگوں کے پاس موجود ہیں۔

آپ نے اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری کے علاوہ باطنی فیض بھی حاصل کیا، آپ (۱۷) برس کے تھے جب آپ کے والد محترم شاہ عبد الرحیمؒ نے سفر آخرت اختیار کیا (۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء)۔ شاہ ولی اللہؒ نے والد کے مدرسۂ رحیمیہ میں اُن کی جگہ بیٹھ کر درس دینے کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور فقہ و حدیث سے متعلق علوم میں مہارت پیدا کر لی تھی، اِس کے علاوہ دوسرے معاون علوم صَرف و نحو، منطق و کلام وغیرہ میں بھی دست گاہ بہم پہنچائی۔ تصوّف و سلوک میں بھی آپ کی تربیت حضرت شاہ عبد الرحیمؒ کی نگرانی میں ہوئی۔ عوارف المعارف (شیخ شہاب الدّین سہروردیؒ) لوائح (جامی) وغیرہ کتب تصوّف کا باقاعدہ درس حاصل کیا۔ شاہ صاحب نے مختلف علوم کی جن کتابوں کا مطالعہ کیا اُن کا بیان اپنے رسالہ الجزء اللطیف میں کیا ہے۔

آپ کی پہلی شادی ۱۱۲۸ھ/۱۷۱۶ء میں اپنے ماموں شیخ عبید اللہ پھلتیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی، اُس وقت شاہ صاحب کی عمر صرف (۱۴) برس کی تھی اُن سے ایک فرزند شیخ محمّد پیدا ہوئے، ایک صاحبزادی اُمۃُ العزیز بھی ان کے بطن سے تھیں۔ ۱۱۲۹ھ میں شاہ عبد الرحیم نے آپ کو بیعت کیا اور نقشبندیہ سلسلے کے اذکار کی تعلیم دی اور سر پہ دستارِ فضیلت باندھ کر اجازتِ عام عطا فرمائی۔

شاہ صاحب نے ۱۱۵۴ھ میں شیخ محمد فاضل سندھی سے پورا قرآن کریم حفص بن عاصمؒ کی روایت سے پڑھا، والد کے انتقال کے بعد آپ مسلسل بارہ سال تک مدرسہ میں درس دیتے رہے، اور اس مدّت میں ہر فن کے باکمال تیار کر دیئے خود اپنے صاحبزادے حضرت شاہ عبد العزیزؒ محدّث دہلوی کی تعلیم و تربیت کی جانب بھی گہری توجہ فرمائی۔ اُسی زمانے میں مختلف اسلامی فرقوں اور مسلکوں کے لٹریچر کا بھی وسیع مطالعہ کیا، اور ہندستان جن نازک سیاسی حالات سے گزر رہا تھا اُن کا مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۱ء میں آپ نے حجاز کا سفر کیا اور وہاں کے علماء اور محدّثین سے علمی استفادہ کیا سفرِ حرمین کے دوران ہی آپ کو ایسے مشاہدات ہوئے جنھوں نے شاہ صاحبؒ کی فکری تحریک کی بنیادیں مضبوط کر دیں۔ ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۳ء میں آپ سفرِ حرمین سے واپس آئے اور پھر زیادہ تر وقت غور و فکر، بحث و تحقیق اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ حجاز مقدّس میں شاہ صاحب نے شیخ وفد اللہ بن سلیمان مغربی شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کُردی اور شیخ تاج الدّین حنفی جیسے ممتاز علمائے عصر سے فیض حاصل کیا۔ موطّا امام مالک کی سند آپ نے شیخ وفد اللہ مغربی سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ شیخ احمد مغربی سے عربی زبان کے قواعد اور شیخ علی

مصری سے فقہ شافعی کا درس لیا۔ ان حضرات کے علاوہ شیخ حسن عجمی، شیخ احمد نخلی، شیخ عبداللہ مصری، شیخ عبداللہ لاہوری اور شیخ سعید کوکنی کے نام بھی آپ کے اساتذہ کی فہرست میں نظر آتے ہیں۔

شاہ صاحب نہایت ذہین، کم گو، دقیقہ رس، منکسر المزاج اور رقیق القلب انسان تھے۔ آپ کے اوقات کا بیشتر حصّہ عبادت و ریاضت، مطالعہ و تفکر اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوتا تھا۔

حجاز میں چودہ مہینے قیام کرنے کے بعد آپ ۱۴ر رجب ۱۱۴۵ھ/۳۱ دسمبر ۱۷۳۲ء کو دہلی واپس آئے۔ دہلی کے محلہ کلاں محل کوچہ فولاد خاں میں مدرسہ رحیمیہ منتقل ہو چکا تھا۔ شاہ صاحب کے صاجزادے خصوصاً حضرت شاہ عبدالعزیز محدّثؒ اس کی ذمّہ داری سنبھالے ہوئے تھے۔ اس مدرسہ میں رہ کر شاہ صاحب نے اپنی متعدّد کتابیں تصنیف کیں، جن کی ترتیب و تسوید کا کام اُن کے ماموں زاد بھائی اور اس مجموعہ مکتوبات کے جامع شیخ محمد عاشق پھلتی انجام دیتے تھے۔

آپ کے مرض الموت کا آغاز بڈھانہ (ضلع مظفر نگر) سے ہوا۔ ۹ر ذی الحجہ ۱۱۷۵ھ/یکم جولائی ۱۷۶۲ء کو آپ علاج کے لیے دہلی تشریف لائے اور اپنے مرید و شاگرد بابا فضل اللہ کشمیری کے مکان میں قیام کیا۔ یہ چاندنی چوک میں مسجد روشن الدولہ کے احاطے میں واقع تھا۔ اب یہ گوردوارہ سیس گنج کا ایک حصّہ بن چکا ہے۔

۲۹ر محرم ۱۱۷۶ھ/۲۰ر اگست ۱۷۶۲ء جمعہ کے دن ظہر کے وقت آپ کا انتقال ہوا، مہندیان کے قبرستان میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ اِنّا للہ واِنّا اِلیہ راجعُون۔

آپ کی اولادِ معنوی یعنی تصانیف اور اولادِ جسمانی کا تفصیلی حال ہم نے علیحدہ بیان کر دیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نسب نامہ

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ بن

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقیؒ بن

۳۔ حضرت شاہ وجیہ الدّین شہیدؒ بن

۴۔ حضرت شیخ محمد معظمؒ بن

۵۔ حضرت شیخ منصورؒ بن

۶۔ حضرت شیخ احمدؒ بن

۷۔ حضرت شیخ محمودؒ بن

۸۔ حضرت شیخ قوام الدّینؒ عرف قاضی قادن بن

۹۔ حضرت شیخ قاضی قاسمؒ بن

۱۰۔ حضرت شیخ قاضی کبیر عرف قاضی بڈھا بن

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالملکؒ بن

۱۲۔ حضرت شیخ قطب الدّین بن

۱۳۔ حضرت شیخ کمال الدّین بن

۱۴۔ حضرت شیخ شمس الدّینؒ المفتی عرف قاضی پرّاں بن[1]

---

[1] شاہ صاحب نے خود لکھا ہے کہ اُن کے مورثِ اعلیٰ شیخ شمس الدّین مفتی سب سے پہلے ہندوستان میں وارد ہوئے اور رہتک (ہریانہ) میں سکونت اختیار کی۔
اس شجرے میں بعض واسطوں کے ساقط ہو جانے کا احتمال ہے اس پر تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو "شاہ ولی اللہ کے اجدادِ گرامی" از نور الحسن راشد۔ فکر و نظر (اسلام آباد) جولائی۔ستمبر ۱۹۸۷ء

۱۵- حضرت شیخ شیر ملک بن

۱۶- حضرت شیخ عطا ملک بن

۱۷- حضرت شیخ ابوالفتح ملک بن

۱۸- حضرت شیخ عمر الحاکم ملک بن

۱۹- حضرت شیخ عادل ملک بن

۲۰- حضرت شیخ فاروق بن

۲۱- حضرت شیخ جرجیس بن

۲۲- حضرت شیخ احمد بن

۲۳- حضرت شیخ محمد شہریار بن

۲۴- حضرت شیخ عثمان بن

۲۵- حضرت شیخ ماہان بن

۲۶- حضرت شیخ ہمایوں بن

۲۷- حضرت شیخ قریش بن

۲۸- حضرت شیخ سلیمان بن

۲۹- حضرت شیخ عفّان بن

۳۰- حضرت شیخ عبداللہ بن

۳۱- حضرت شیخ محمد بن

۳۲- حضرت شیخ عبداللہ بن

۳۳- امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطّاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ،

فہرست تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

ماخذ:

رحیم بخش : حیات ولی
عبدالحی حسنی : الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند
محمود احمد برکاتی : شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان
ابوالحسن علی ندوی : تاریخ دعوت و عزیمت حصہ پنجم ۔ نسیم احمد فریدیؒ کے مضامین ۔
ڈاکٹر عبدالحق : قاموس الکتب (۲ جلدیں)

	نام کتاب	موضوع	زبان	قلمی نسخے	مطبوعہ نسخے
۱	اِتحافُ النّبیہ (الانتباہ کے باقی دو ابواب)		فارسی		مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۶۹ء
۲	الارشاد اِلی مُہمّات علمِ الأسناد	اصول حدیث	عربی		مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۷ھ
۳	إزالۃ الخفاء عن خلافۃِ الخُلفاء	مسئلہ خلافت	عربی		مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء
۴	أسرارِ فقہ	فقہ			اس کا ذکر سید محمد نعمان رائے بریلوی نے اپنے ایک مکتوب بنام شاہ ابوسعید رائے بریلوی میں کیا ہے (نسیم احمد فریدی الفرقان صفر ۱۳۸۵ھ - برکاتی ص ۵۰)
۵	أطیَبُ النغَم فی مدحِ				

نام کتاب	موضوع	زبان	مخطوطہ	مطبوعہ / کیفیت
سیّدِ العرب والعجم	نعت	عربی	ٹونک مکتوبہ ۱۳۰۲ھ برائے نواب محمد علی خاں۔ تصوف ۳/۷ شامل نمبر ۲۷	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ بعض الفاظ کی خود ہی شرح کی ہے۔
۶ الطاف القُدس	تصوّف	فارسی		مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۷ھ (بعض الہامات و مکشوفات)
۷ الامداد فی مآثرِ الأجداد	تذکرہ	فارسی		شامل انفاس العارفین و مجموعہ خمسہ رسائل۔ مطبع احمدی دہلی۔ اپنے اسلاف کا حال اور شجرۂ نسب
۸ الانتِباہ فی أسنادِ حدیثِ رسول اللہؐ	فن حدیث	عربی		
۹ الانتِباہ فی سلاسلِ أولیاء اللہ	تصوّف	فارسی	دیوبند ۲/۵۹	مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۱ھ
۱۰ إنسان العَین فی مشائخِ الحرَمین	تذکرہ	فارسی		مطبع احمد دہلی (شامل انفاس العارفین)
۱۱ الانصاف فی بیان سببِ الاختلاف (تقلید اور عمل بالحدیث کے موضوع پر عالمانہ جائزہ، اختلاف مسلک کی عادلانہ توجیہ)	فقہ الحدیث	عربی	مخطوطہ جامعہ ملیہ دہلی	مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء۔ مطبع صدّیقی بریلی ۱۳۰۷ھ۔ اس کا اردو ترجمہ کشّاف کے نام سے ہوا۔ دوسرا ترجمہ وصّاف از عبد الشکور

عمدة المطابع لکھنؤ ۱۹۱۰ء

نمبر	نام کتاب	موضوع	زبان	مخطوطہ	مطبوعہ / کیفیت
۱۲	أنفاس العارفین مع الجزء اللّطیف	تذکرہ	فارسی	مخطوطہ دیوبند فہرست ۲/۹۱ - تصوف فارسی ۳۱ - مکتوبہ ۱۲۳۹ھ اوراق ۱۵۸	اس کے ایک حصّہ میں والد ماجد شاہ عبدالرحیمؒ کے حالات وملفوظات دوسرے حصّے میں شیخ ابوالرضا کے حالات اور تیسرے میں دوسرے اجداد کا تذکرہ ہے۔ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۵ھ - کراچی ۱۳۵۸ھ اردو ترجمہ محمد اصغر فاروقی لاہور ۱۹۷۷ء نیز ترجمہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری - نیز ترجمہ: سیّد محمّد فاروق
۱۳	الأنوار المُحمّدیة			مخطوطہ	حکیم محمود احمد برکاتی نے عبدالرحیم ضیا کی کتاب مقالات طریقت کے حوالے سے یہ نام لکھا ہے
۱۴	البُدور البازِغة	کلام	فارسی	دیوبند ۲/۲۲ مکتوبہ محمد یوسف بن عبدالصمد بڈھانوی جامعہ ملیہ اسلامیہ (عربی ۲۳۵) دو نسخے	مجلس علمی ڈابھیل (گجرات) ۱۳۵۴ھ (ٹونک تصوّف ۱۴ نمبر ۲۷ نسخہ مصنّف سے نقل)
۱۵	البلاغ المُبین	تصوّف	فارسی		مطبع مجتبائی دہلی
۱۶	بَوارِقُ الوِلایة	تصوّف	فارسی		شامل انفاس العارفین
۱۷	تأویل الأحادیث فی رُموز قصصِ الأنبیاء	فن حدیث	عربی		قرآن میں مذکور انبیاء کا حال - ترجمہ اردو ۱۸۹۹ء مطبع احمدی دہلی، شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ (عبدالحی ۱۷۳) قاموس ۱/۸۹ -

۱۸	الجزء اللّطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف	خودنوشت سوانح	فارسی		متعدد بار شائع ہوئی۔ انفاس العارفین میں شامل
۱۹	چہل حدیث (اربعین) بسندہٖ المتصل الی علی بن أبی طالبؓ۔ اس کی شرح التسخیر کے نام سے اردو نظم میں ہادی علی صدیقی لکھنوی نے لکھی (عبدالحی ۱۴۶)	حدیث	عربی	مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لاہور نمبر ۱۸۱ عربی ۱۷/ ۹۲۱	چالیس احادیث کا انتخاب جو مدار ایمان ہیں مطبع احمد ہگلی ۱۲۵۴ھ ۱۸۳۸ - انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۹ھ۔ سید عبداللہ نے مطبع احمدی ہگلی سے ۱۲۵۴ھ میں اردو ترجمہ بھی شائع کیا۔ نیز ترجمہ از عبدالماجد دریابادی ۱۹۶۷ء
۲۰	حاشیہ رسالہ لبس أحمر	فقہ		مخطوطہ	فتاویٰ شاہ عبدالعزیز میں اس رسالے کا ذکر ہے۔ (برکاتی: ۴۹)
۲۱	حُجّۃ اللہ البالغۃ	فقہ الحدیث	عربی		اختلاف فقہاء و محدثین میں تطبیق۔ مطبع بولاق مصر ۱۲۹۶ھ۔ مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ لاہور ۱۹۷۸ء اردو ترجمہ "نعمۃ اللہ السابغۃ" از عبدالحق حقانی مطبع احمدی پٹنہ ۱۳۱۲ھ اس کا غالباً

					انگریزی میں ترجمہ بھی ہوا (مظاہری: ۸۶)
۲۲	حسن العقیدة (عبدالحی ۲۳۹)	عقائد	عربی	انڈیا آفس رقم ۱۱۲ (۵) اوراق ۴	شامل خمسہ رسائل۔ مطبع احمدی دہلی۔ اردو ترجمہ بھی ہوا۔ مطبع روزانہ اخبار (قاموس ۲۰۹/۱ محمد اویس نگرامی نے اس کی شرح "العقیدة الحسنہ" کے نام سے لکھی۔ (ابوالحسن علی ۵/)
۲۳	خاصیت تراجم الابواب صحیح البخاری	فن حدیث	عربی		صحیح البخاری کے تراجم ابواب کی شرح اور ان کی حکمت کا بیان۔ سہارن پور ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۸۸ء
۲۴	الخَیرالکثیر (قاموس/ ۲۷۲)	تصوف	عربی	ٹونک تصوف ۲۷ شامل نمبر ۲۷ مع مقدمہ شاہ محمد عاشق	مجلس علمی ڈابھیل ۱۳۵۴ھ اردو ترجمہ: غلام محمد سوتی نیز عبدالرحیم پشاوری
۲۵	الدرّ الثّمین فی مبشّراتِ النبیّ الأمین		عربی	دیوبند فہرست مخطوطات ۹۶/۱۔ نیز ۱۱۰/۱ کاتب محمد یوسف بڈھانوی ۱۲۹۸ھ انڈیا آفس لندن ص ۳۷۹، اوراق ۹ رقم ۲۸۱ (ج) نیز رقم ۲۸۰ (ب) اوراق ۹	مشاہدات و مبشرات۔ اس میں اپنے والد اور چچا کے بھی کچھ حالات بیان کیے ہیں۔ سہارنپور ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء اردو ترجمہ: مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۹ء (قاموس ۷۵۲/۱)

نمبر	نام	موضوع	زبان	مخطوطہ	کیفیت
۲۶	دیوان اشعار (جمع کردہ شاہ عبدالعزیزؒ)		عربی	تیسرا نسخہ مکتوبہ ۲۶ رمضان ۱۲۵۱ھ رقم ۲۷۹ (ب) اوراق ۵ مخطوط کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ	عبدالحی ۵۳
۲۷	رسالۂ دانشمندی	اصول تعلیم	فارسی		مطبع احمدی دہلی ۱۸۹۹ء اردو ترجمہ: محمد سرفراز ۱۹۶۴ء عربی ترجمہ: محمد اکرم ندوی ۱۴۰۳ھ
۲۸	رسالہ در ذکرِ روافض در ردّ "گوہرِ مراد"			مخطوطہ	(بحوالہ عبدالرحیم ضیاء: مقالات طریقت)
۲۹	رسائلِ اوائل				مجموعہ رسائل اربعہ میں شامل
۳۰	رسائل تفہیماتِ الٰہیہ ۲ جلدیں (عبدالحی ۱۹۶)	تصوّف	عربی	پنجاب یونی ورسٹی لاہور۔ کاتب محمد عاشق پھلتی ۱۱۴۶ھ اوراق ۴۷ نمبر ۵۵ ب نیز ٹونک تصوف ۱۷۔ شامل نمبر ۲/۲۷ (مصنف کے اصل مسودے سے نقل شدہ)	مشاہدات و واردات مجلس علمی ڈابھیل ۱۹۳۶ء اس میں مکتوبات مع فضائل عبداللہ البخاری و ابن تیمیہ اور مکتوب المعارف مع مکاتیب ثلاثہ شامل ہیں۔
۳۱	زَہراوین	تفسیر بعض اجزاء القرآن	فارسی	مخطوطہ	عبدالحی ۱۷۰
۳۲	السرّ المکتوم		فارسی	مخطوطہ	
۳۳	سُرور المحزون فی سِیَر الأمین والمامون	سیرۃ	فارسی	مخطوطہ دیوبند ۹۸/۲ مکتوبہ ۱۲۳۶ھ نیز سالار جنگ ۵۵/۱	حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ کی فرمائش سے ابن سید الناس کے رسالہ نور العیون کا ترجمہ مطبوعہ ۱۲۵۶ھ

				ورق ۱۹	دارالاشاعت کراچی ۱۳۵۸ھ - اردو ترجمہ: کنز المکنون مولا بخش چشتی مطبع ستارۂ ہند دہلی ۱۳۱۵ھ الذکر المیمون از عاشق الٰہی - دہلی - قرۃ العیون - مطبع محمدی ٹونک ۱۲۷۱ھ عین العیون ابو القاسم بن عبد العزیز ہسوی
۳۴	سطعات	تصوف	فارسی		اصطلاحات صوفیہ - مطبع احمدی ۱۳۰۷ھ کراچی ۱۹۳۹ء - اردو ترجمہ سید محمد متین ہاشمی لاہور ۱۹۷۶ء نیز علام مصطفیٰ قاسمی حیدر آباد سندھ ۱۹۶۴ء
۳۵	شرح تراجم بعض ابواب بخاری	فن حدیث	عربی		دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۶۳ھ - اصح المطابع دہلی مسلسلات مطبوعہ مطبع نور الانوار آرہ (بہار) کے آخر میں بھی شامل ہے -
۳۶	شِفاء القُلوب		فارسی	مخطوطہ	مطبع مجتبائی دہلی نے اشاعت کا اعلان کیا تھا (عبد الحی ۱۹۶)
۳۷	شَوارق المعرفۃ	تذکرہ	فارسی	مخطوطہ آصفیہ، علی گڑھ	شامل انفاس العارفین اس میں شاہ ابو الرضا کے حالات ہیں -

۳۸	صرف میں (منظوم)	قواعد			مطبع محمدی لاہور ۱۲۹۳ھ
۳۹	العطیّۃ الصمدیۃ فی انفاس المحمدیۃ	تذکرہ	فارسی	مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ	شامل مجموعہ خمسہ رسائل نیز انفاس العارفین اپنے نانا شیخ محمد پھلتی کے کچھ حالات کا بیان
۴۰	عِقْد الجید فی أحکام الاجتہاد والتقلید (عبدالحی ۱۲۷)	اصول فقہ	عربی	مخطوطہ کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ رقم ۲۳۶	اجتہاد و تقلید کے موضوع پر عالمانہ بحث۔ عوام کے لیے تقلید میں تحفظ ہے، عالم کے عدم تقلید گناہ نہیں۔ مطبع صدیقی بریلی ۱۳۰۹ھ۔ اس کا اردو ترجمہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی نے کیا نیز سلک مروارید ترجمہ عقد الجید مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۰ھ
۴۱	عوارف	تصوّف	فارسی	مخطوطہ	
۴۲	فتح الخبیر (الفوز الکبیر کا باب پنجم)	تفسیر	عربی	مخطوطہ انڈیا آفس اوراق ۳۲ مکتوبہ ۱۲۵۴ھ	مطبع احمدی ہگلی ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۴ - قرآن کریم کے بعض غریب الفاظ کی تشریح۔
۴۳	فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن تالیف ۱۱۵۱ھ	تفسیر	فارسی	نسخہ مکتوبہ ۲۷ ربیع الاوّل ۱۲۴۰ھ جامعہ ملیہ رقم ۲۳۷ دار المصنفین اعظم گڑھ مکتوبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۸ھ	مطبع ہاشمی میرٹھ ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء۔ مطبع فاروقی ۱۲۹۴ھ دیوبند ۱/۶۱-۷۰ انڈیا آفس رقم ۱۹ (ت) نسخہ ۲ مکتوبہ ۱۲۴۰ھ
۴۴	فتح السّلام			مخطوطہ	(حوالہ: مقالات طریقت)

نمبر	نام کتاب	فن	زبان	مخطوطہ	کیفیت
۴۵	فتح الودود فی معرفة الجنود	علم الخلائق	عربی	مخطوطہ	
۴۶	الفضل المبین فی المسلسل من الحدیث النبوی الأمین	فن حدیث	عربی	انڈیا آفس لندن ۸۰ ۳ رقم ۲۸۱ (د) اوراق ۲۶، دوسرا نسخہ رقم ۲۸۰ (ح) اوراق ۳۸	یہی رسالہ مسلسلات کے نام سے معروف ہے اس کا ذکر شاہ صاحب نے اپنی ایک سند مرقومہ ۱۱۵۹ھ بنام شیخ محمد بن پیر محمد بن شیخ ابوالفتح میں کیا ہے جو کتب خانہ خدا بخش پٹنہ میں صحیح بخاری کے ایک نسخے پر مرقوم ہے اور جس کا عکس الخیر الکثیر مطبوعہ ڈابھیل کے آغاز میں ہے (برکاتی ۴۹)
۴۷	الفوز الکبیر شرح فتح الکبیر (عبدالحی ۳۷، قاموس ۶۹/۱)	اصول تفسیر	فارسی	مخطوطہ دیوبند ۶۴/۱ جامعہ ملیہ رقم ۳۸۶ انڈیا آفس رقم ۲۷۹ (د) اوراق ۴۱۔ مکتوبہ ۲۱ شعبان ۱۲۵۲ھ انڈیا آفس: (حیات مصنف میں بہ سند مصنف ۱۱۶۰ھ میں لکھا گیا۔)	اس کا عربی ترجمہ ایک مصری عالم نے کیا تھا نیز مطبع احمدی ہگلی ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۴ء۔ مطبع مجتبائی ۱۸۹۸ء۔ اردو ترجمہ ۱۹۱۴ء مکتبہ برہان دہلی ۱۹۴۱ء
۴۸	فیض عام	متفرقات	فارسی		
۴۹	فیوض الحرمین	تصوف	عربی		مشاہدات و واردات مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۸ھ اردو ترجمہ محمد سرور سندھ ساگر

					اکیڈمی لاہور ۱۹۶۷ء
۵۰	قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین	عقائد	عربی	دیوبند ۲۵۶/۱	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۰ھ مطبع روزانہ اخبار دہلی ۱۸۹۹ء
۵۱	قصیدہ ھمزیہ	نظم	عربی	مخطوطہ پھلواری	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ
۵۲	القول الجمیل فی بیان سواء السبیل	تصوف	عربی	کتب خانہ ندوۃ العلماء میں دو خطی نسخے ہیں (عبدالحی ۱۹۹)	مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۱ھ اور ۱۳۰۷ھ نیز مطبع الجمیلہ مصر ۱۲۹۰ھ اردو ترجمہ ۱۲۶۰ھ میں خرم علی بلہوری نے شفاء العلیل کے نام سے کیا۔ مطبع درخشانی ۱۲۷۸ھ
۵۳	کشف الأنوار			مخطوطہ	(حوالہ: مقالات طریقت)
۵۴	کشف الغین عن شرح رباعیتین	تصوف	فارسی	مخطوطہ نیشنل میوزیم کراچی نمبر ۲۵۳ N.M.۱۹۶۸-۱۰۷ کاتب محمد ہاشم بن شیخ محمود ٹھٹھوی ۲۵ صفر ۱۱۵۰ھ	خواجہ باقی باللہ کی دو رباعیوں کی تشریح۔ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۰ھ منقول از نسخہ مصنف ش ۳ مجموعہ ۹۶-۱۳۷
۵۵	کلام منظوم	شعر	عربی و فارسی		متفرق کتب میں ہے
۵۶	لطائف القدس فی معرفۃ لطائف النفس	تصوف		مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ	عبدالحی ۱۹۶
۵۷	لمحات	تصوف	فارسی	عبدالحی ۱۹۶	شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ سنہ ندارد

نمبر	نام کتاب	موضوع	زبان	مخطوطہ	کیفیت
۵۷	مجموعہ مکاتیب جلد اوّل دو حصّے		فارسی	مخطوطہ ذخیرہ مرتضے احسن چاندپوری جواب دار العلوم دیوبند میں محفوظ ہے	حصّہ اوّل مرتبہ حافظ شاہ عبدالرحمٰن بن شیخ محمد عاشق پھلتی حصّہ دوم مرتبہ شاہ محمد عاشق پھلتی
۵۸	مجموعہ مکاتیب		فارسی	مخطوط کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد	ایک مجموعہ دیوبند ۲/۲۱ اوراق ۹۵ - اس میں شاہ ولی اللہ، شاہ اہل اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے مکتوبات
۵۹	مسلسلات	حدیث			رجوع کریں: "فضل المبین"
۶۰	المسوّٰی شرح المؤطا (عبدالحی ۱۵۰)	حدیث	عربی	انڈیا آفس رقم ۱۷۸ اوراق ۳۰۶	مطبع مرتضوی دہلی ۱۲۹۳ھ اور ۱۳۴۷ نیز طبع مکہ معظمہ
۶۱	المصفّٰی شرح المؤطا (عبدالحی ۱۵۰)	حدیث	فارسی		مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء جلد ۲ مطبع مرتضوی ۱۲۹۳ھ
۶۲	المقالة الوضیه فی النصیحة والوصیة المعروف بہ وصیّت نامہ	وصیّت نامہ	عربی	مخطوط: گورنمنٹ اورینٹل لائبریری مدراس (اخلاق فارسی) کیٹلاگ مطبوعہ ۱۹۶۳ء	قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس پر حاشیہ لکھا۔ مطبع مطبع الرحمٰن دہلی سے ۱۲۶۸ھ میں چھپا۔ اس میں آٹھ وصایا ہیں ایک بار مطبع مسیحی کانپور سے بھی ۱۲۷۳ھ میں چھپا۔
۶۳	المقدمة السَنِیَّة فی انتصار الفرقة السُنّیَة۔		عربی	مخطوطہ کتب خانہ ٹونک	حضرت مجدد کے فارسی رسالہ ردّ روافض کا عربی ترجمہ مع تمہید ابوالحسن زید فاروقی نے دہلی سے شائع کیا۔

علامہ ابن اثیر کی مشہور کتاب النہایۃ فی غریب الحدیث و االأثر کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں موجود ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے تین سو روپے میں عبداللہ دمشقی سے مکہ مکرمہ میں خریدا تھا۔ اس کے آخری ورق پر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے یہ یادداشت لکھی ہوئی ہے۔ دیوبند میں یہ نسخہ مفتی سعد اللہ مراد آبادیؒ کے ذخیرے سے آیا تھا۔

این کتاب در مکہ بہ قیمت سہ صد روپیہ از عبداللہ دمشقی خریدہ شد۔

محمد ولی اللہ دہلی

۶۴	المقدمه فی قوانین الترجمة		فارسی	ٹونک میں تین نسخے ایک نسخہ مکتوبہ جمادی الثانیہ ۱۲۲۷ھ نوشت سید محمد علی جو شاہ صاحب کے بھانجے تھے۔ دوسرا نسخہ حافظ محمد امین نے ۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۱ھ کو لکھا۔	فتح الرحمٰن کے آغاز میں شامل ہے۔
۶۵	مکاتیب عربی	انشاء	عربی	مخطوطہ	
۶۶	مکتوبات مع مناقب امام بخاری و ابن تیمیہ		فارسی		مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۸ھ نیز مطبع مجتبائی دہلی کلمات طیبات سے دو خط لے کر رسالے کی شکل دے دی ہے۔
۶۷	مکتوب المعارف	تصوّف	فارسی		مطلع العلوم سہارن پور ۱۳۰۴ھ نیز مطبع مجتبائی دہلی
۶۸	مکتوب مدنی	تصوّف	فارسی	دیوبند ۲/۵۹ رامپور رضا	اردو ترجمہ محمد حنیف ندوی لاہور ۱۹۶۵ء نیز تفہیمات الٰہیہ میں شامل
۶۹	منصور		فارسی		مکتوب سید محمد نعمان رائے بریلوی بنام شاہ ابو سعید رائے بریلوی۔ حوالہ: نسیم احمد فریدیؒ الفرقان صفر ۱۳۸۵ھ
۷۰	النبذة الابريزية	تذکرہ	فارسی		اپنے نانا شیخ عبد العزیز

فی الطبقة العزیزیة	تذکرہ	فارسی		چشتی دہلوی کا حال۔ شامل مجموعہ خمسہ رسائل مطبوعہ مطبع احمدی نیز انفاس العارفین۔
۱۔ النخبة فی سلسلة الصحبة				شاہ صاحب نے ۱۱۴۳ھ میں شیخ جار اللہ کو سند اجازت دی تھی اسمیں اس تصنیف کا ذکر کیا ہے (برکاتی ۴۹)
۲۔ النوادر من حدیث سیّد الأوائل والأواخر	حدیث	عربی	انڈیا آفس لندن رقم ۲۸۱ (ب) اوراق ۱۳ نیز ۲۸۰ (الف) اوراق ۱۸	سہارن پور ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء (مسلسلات کے ساتھ طبع ہوا)
۳۔ نہایات الأصول			مخطوط	حوالہ مقالات طریقت
۴۔ واردات			مخطوط	حوالہ مقالات طریقت
۵۔ وصایا أربعة		فارسی		شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ۔ سنہ ندارد
۶۔ وصیّت نامہ		فارسی	انڈیا آفس لندن رقم ۶۵ (۱) اوراق ۵	مطبع احمدی ہگلی سنہ ندارد اس کا اردو ترجمہ رسالہ دانشمندی کے ساتھ مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا۔
۷۔ ہمعات	تصوّف	فارسی		لاہور ۱۹۴۱ء۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۴ء
۸۔ ہوامع شرح حزب	تصوّف	فارسی		مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۷ھ

البحر	مطبع روزانہ اخبار دہلی (عبدالحی ۲۰۵ قاموس ۱/۱۰۷۴)

اضافات اور تحقیق طلب

۷۹	رسالہ بسیطۃ بالفارسیۃ فی الاسانید	فن حدیث	فارسی		عبدالحی ۱۶۰
۸۰	حاشیہ ترجمۃ فتح الرحمٰن	تفسیر	فارسی	مخطوط انڈیا آفس رقم ۱۹ (ت) دوسرا نسخہ مکتوبہ ۱۲۴۰ھ	
۸۱	ترجمہ وتفسیر سورۃ المزمل والمدثر	تفسیر	فارسی		بیت الحکمہ لاہور ۱۹۴۵ء قاموس ۱/۶۱)
۸۲	رسالہ بالعربیۃ فی تحقیق مسائل الشیخ عبداللہ بن عبدالباقی دہلوی	تصوف	عربی	مخطوط	عبدالحی ۱۹۶
۸۳	معدن الجواہر (حدیث اربعین)	حدیث	عربی		اردو ترجمہ نواب قطب الدین دہلوی مطبوعہ ۱۸۸۰ء قاموس ۱/۱۶۷

شاہ صاحبؒ سے منسوب کتابیں

(کچھ کتابوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ کے تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ وہ اُن سے غلط منسوب کر دی گئی ہیں، بعض کے صرف فرضی نام کمزور عقیدے والوں کو گمراہ کرنے کے لیے گھڑ لیے ہیں۔ ایسی چند کتابوں کی فہرست یہ ہے:

مراجع: انفاس العارفین (اردو ترجمہ) طبع لاہور ۱۹۷۷ء مقدمہ از راجا محمود محمود احمد برکاتی؛ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، لاہور ۱۹۷۸ء وغیرہ)

۱	تحفۃ الموحّدین	عدم تقلید	فارسی		افضل المطابع دہلی۔ اردو ترجمہ رحیم بخش لاہور ۱۹۶۲ء اس کے بارے میں محمد ایوب قادری مرحوم کا خیال ہے کہ یہ رسالہ شیخ محمد سعید کا لکھا ہوا ہے
۲	البلاغ المُبین	ردّ تقلید	فارسی		ایوّب قادری مرحوم نے اسے شاہ صاحب کے کسی شاگرد کی تصنیف قرار دیا ہے یہ مطبع محمدی سے ایک غیر مقلّد عالم فقیر اللہ نے شائع کردی تھی مولانا سلیمان ندوی

					بھی اس کتاب کو جعلی سمجھتے تھے ۔
٣	قولِ سدید				یہ کتاب بھی غلط منسوب کردی گئی ہے۔ حکیم محمود احمد برکاتی اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری اِسے جعلی سمجھتے ہیں
٤	اشارۂ مستمرۃ				
٥	قرۃ العینین فی إبطال شہادۃ الحسین	تاریخ	فارسی	فرضی	ان دونوں کتابوں کے نام مرزا علی لطف نے اپنے طور پر گھڑ کر تذکرۂ گلشن ہند میں لکھے ہیں ان کو وہ شاہ ولی اللہ اشتیاق کے ترجمے میں لکھتا ہے اور انھیں شاہ ولی اللہ محدث سمجھا ہے حالانکہ دونوں مختلف شخصیات ہیں اور دونوں کا ان تصانیف سے کوئی تعلق نہیں نہ ان کتابوں کا خارجی وجود ہے۔
٦	جنت العالیۃ فی مناقب معاویۃ	تاریخ	فارسی	فرضی	
٧	رسالۂ اوائل				محمد ایوب قادری مرحوم کی تحقیق کے مطابق یہ شیخ محمد سعید بن شیخ محمد سنبل کا مؤلفہ ہے
٨	فیما یجبُ حفظُہ للنّاظِر		عربی		محمد ایوب قادری مرحوم اسے شاہ صاحب کے کسی شاگرد کی تصنیف بتلاتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے

تلامذہ، مریدین اور خلفاء

۱۔ آفندی ابراہیم شیخ

۲۔ امین اللہ نگرنہوی

۳۔ اہل اللہ (شاہ) پھلتی — شاہ صاحب کے برادرِ خُرد ف ۱۱۸۷ھ

۴۔ بدرالحق پھلتی شیخ

۵۔ ثناء اللہ پانی پتی قاضی — ف ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء

۶۔ جاراللہ بن عبدالرحیم لاہوری ثم المدنی

۷۔ جمال الدین (سیّد) رام پوری (خلیفہ مولانا فخرالدین نظامیؒ) ف ۱۲۴۱ھ/۱۸۲۵ء

۸۔ چراغ محمد (مولانا)

۹۔ حسنی شاہ ابوسعید رائے بریلوی ف ۹ رمضان ۱۱۹۳ھ/ ۱۹ستمبر ۱۷۷۹ء
مدفن: رائے بریلی

۱۰۔ خیرالدین سورتی (مولانا)

۱۱۔ داوّد (میاں)

۱۲۔ رستم علی بیگ (مرزا) — شاہ صاحب کے مرید

۱۳۔ رفیع الدین (شاہ) — شاہ صاحب کے فرزند

۱۴۔ شرف الدین محمد (سیّد)

۱۵۔ شیخ محمد بن پیر محمد بن ابی الفتح
۱۶۔ عبدالرحمٰن ٹھٹھوی (حافظ)
۱۷۔ عبدالعزیز (شاہ) محدث دہلوی شاہ صاحب کے فرزند ف ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء
۱۸۔ عبداللہ خاں رام پوری
۱۹۔ عبدالنبی (حافظ) عرف عبدالرحمٰن
۲۰۔ عبدالہادی (شیخ) بن عبداللہ ساکن سودھرہ انھیں شاہ صاحب نے الفوزالکبیر کا درس دیا ۱۱۶۲ھ
۲۱۔ فاروقی نواب رفیع الدین خاں مراد آبادی ف ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء
۲۲۔ فضل اللہ کشمیری (بابا)
۲۳۔ محمد امین (مخدوم) والد محمد معین ٹھٹھوی
۲۴۔ محمد امین (خواجہ) ولی اللہی کشمیری ف ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء
۲۵۔ محمد بن ابی الفتح بلگرامی (شیخ)
۲۶۔ محمد سعید (شیخ) بن محمد ظریف دہلوی
۲۷۔ محمد سعید خاں رام پوری (ف قبل ۱۱۸۸ھ) مشہور مورّخ نجم الغنی خاں کے دادا
۲۸۔ محمد شریف بن خیرالدین بن عبدالغنی
۲۹۔ محمد عابد بن علاء الدّین پھلتی
۳۰۔ محمد عاشق (شاہ) پھلتی شاہ صاحب کے ماموں زاد بھائی اور ممتاز خلیفہ
۳۱۔ محمد عثمان کشمیری (بابا)
۳۲۔ محمد معین ٹھٹھوی (مخدوم)
۳۳۔ محمد معین رائے بریلوی (شاہ)
۳۴۔ محمد نعمان (شاہ) رائے بریلوی عم سیّد احمد شہیدؒ

ف ۵ رجمادی الاخری ۱۱۹۳ھ/۱۹ جون ۱۷۷۹ء مدفن بیت المقدس

۳۵۔ محمد واضح رائے بریلوی (شاہ)

۳۶۔ مرتضیٰ زبیدی بلگرامی (سیّد) صاحب تاج العروس شرح قاموس

۳۷۔ منّت قمرالدّین سونی پتی ف ۱۲۰۸ھ/۹۴-۱۷۹۳ء اردو کے مشہور شاعر

۳۸۔ نثار علی (شاہ) الہ آبادی ثم مظفر آبادی

۳۹۔ نوراللہ (شیخ) بن معین الدّین پھلتی

مراجع:

محمود احمد برکاتی : شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان

ابوالحسن علی ندوی : تاریخ دعوت وعزیمت جلد پنجم

رحیم بخش : حیات ولی

عبدالقیوم مظاہری: الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رح

محمد عاشق پھلتی : القول الجلی

کتب خانۂ مشرقیہ خدا بخش (پٹنہ) میں صحیح بخاری کے ایک نسخے پر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے قلم سے شیخ محمد کے لیے یہ اجازت نامہ لکھا ہوا ہے:

الحمد لله قد قرأ علي هذه الرسالة كلها صاحب النسخة اخونا الشيخ محمد احسن الله تعالىٰ و اصلح حاله، فأجزت له روايتها عني على أن فيها بعض شئ من الخلل فی ضبط الأسمأ لا سيما أسمأ [المغازيها ؟]، نتفرغ لتصحيحها ساعتنا هذه و عسى أن يسر الله لنا ذلك فی الزمان المستقبل ـ كتب هذه السطور مؤلفها الفقير ولى الله عفى عنه اول محرم سنة ۱۱۶۰ آخر ساعة من يوم الجمعة الحمد لله تعالى اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً ـ

الحمد للہ یہ پورا رسالہ اس نسخہ کے مالک میرے بھائی شیخ محمد (اللہ ان کا بھلا کرے اور ان کے حال کو سدھارے) نے میرے سامنے پڑھا ہے اور میں نے ان کو اس کی روایت کرنے کی اجازت دی ہے مگر اسمیں کہیں کہیں ناموں کے لکھنے میں خصوصًا مغازی کے ناموں میں بعض غلطیاں ہوئی ہیں ہمیں اس وقت اس کی تصحیح کرنے کی فرصت نہیں اللہ تعالی آیندہ کبھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ سطریں اس رسالے کے مولف فقیر ولی اللہ عفی عنہ نے پہلی محرم ۱۱۶۰ھ کو جمعہ کی آخری ساعتوں میں لکھی ہیں۔ الحمد لله تعالیٰ اولاً و آخرًا و ظاهرًا و باطنًا.

والله اعلم بالصواب [illegible]

تمت هذه الرسالة مسمی بفوز الکبیر من تصنیفات افضل العلماء شیخنا و مولانا شاه ولی الله سلمه الله وقت الاشراق یوم الثانی حادی عشر من شهر شوال فی سنة احد احمد شاه بادشاه غازی کاتبه و مالکه عبد الهادی اللهم اغفر له و ارحمه۔ هر که خواند دعا طمع دارم

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات باتمام رسید قرات این رساله از برادر دینی شیخ عبد الهادی بن عبد الله ساکن قصبه سودهره برین فقیر که مولف اوست و در اثنا بحسب امکان تقریر مطالب کرده شد و عزیز مشار الیه بحسب امکان تقیید آن معانی نمود و الحمد لله اولا و آخرا و ظاهرا و باطنا

کتب هذه الاحرف الفقیر ولی الله عفی عنه

و کان ذلک فی الیوم الثانی عشر من شهر صفر

سنه ۱۱۶۲ من الهجرة المقدسة

تمت هذه الرسالة مسمی بفوز الکبیر من تصنیفات افضل العلماء شیخنا

و مولانا شاہ ولی اللہ سلمه الله وقت الاشراق یوم الثانی حادی عشر من

شہر شوال فی سنة احد احمد شاہ بادشاہ غازی

کاتبه و مالکه عبد الهادی اللهم اغفر له و ارحمه۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات باتمام رسید قرأت این رساله از برادر دینی

شیخ عبد الهادی بن عبد الله ساکن قصبه سودهره برین فقیر که مؤلف اوست ودر اثنا

به حسبِ امکان تقریرِ مطالب کرده شد و عزیز مشار الیه بحسبِ امکان تقییدِ آن

معانی نمود۔ و الحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً۔

کتب هذه الأحرف الفقیر ولی الله عفی عنه کان ذلک فی الیوم الثانی عشر

من شهر صفر ۱۱۶۲ من الهجرة المقدسة۔

یہ رسالہ جس کا نام الفوز الکبیر ہے جو ہمارے شیخ افضل العلماء مولانا شاہ ولی اللہ سلمہ اللہ کی تصنیفات میں سے ہے اشراق کے وقت ۱۲ شوال کو ۱ھ جلوس احمد شاہ بادشاہ غازی میں تمام ہوا۔

اس کا لکھنے والا اور مالک عبد الہادی۔ اللھم اغفرله وارحمه جو کوئی مطالعہ کرے اس سے دعا کی آرزو ہے۔

الحمد للہ جس کی نعمت سے نیکیاں پوری ہوتی ہیں برادر دینی شیخ عبد الہادی بن عبد اللہ ساکن قصبہ سودھرہ نے اس فقیر کے ساتھ اس رسالہ کی قرات تمام کی اور پڑھنے کے دوران میں حد امکان تک مطالب کی وضاحت کی گئی اور عزیز مذکور نے اپنے حسب امکان ان مطالب کو سمجھا ہے۔ والحمد لله اولاً وآخرًا وظاهرًا وباطنًا یہ حروف فقیر ولی اللہ عفی عنہ نے ۱۲/ صفر ۱۱۶۲ ہجری کو لکھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی دوسری زوجہ کے بطن سے سب سے بڑے صاحبزادے فخر المحدّثین حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ ۲۵۔رمضان ۱۱۵۹ھ (۱۲۔اکتوبر ۱۷۴۶ء) کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ غلام حلیم آپ کا تاریخی نام ہے۔ بچپن میں پیار کا نام "مسیتا" بھی تھا۔

آپ نے تیرہ برس کی عمر تک اپنے والد سے بہت سی درسی کتابیں پڑھ لی تھیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، منطق، فلسفہ، کلام، عقائد، نحو، ہندسہ، ہیئت وغیرہ علوم میں دستگاہ حاصل کر لی تھی۔ آپ کی عمر ۱۷ برس کی تھی کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا اور آپ نے اتنی کمسنی میں مسندِ درس و ارشاد کو سنبھال لیا نہ صرف مدرسہ رحیمیہ میں تشنگان علوم کو سیراب کرنے لگے تھے بلکہ اپنے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ کی۔

آپ کے زمانے میں خاندانِ ولی اللّٰہی کی شہرت و عظمت بامِ ثریّا تک پہنچ چکی تھی۔ یہاں سے فارغ ہو کر جانے والوں نے سارے ہندوستان میں دینی مدارس کا جال بچھا دیا تھا۔

شاہ عبدالعزیزؒ نہایت بلند پایہ عالم اور بہترین معلّم ہی نہیں تھے، اعلیٰ پائے کے مصنّف بھی تھے آپ کی تصانیف آج تک اپنے موضوع پر حجت سمجھی جاتی ہیں

اس کے علاوہ وہ شیوا بیان واعظ و مقرّر اور نہایت ذہین دقیقہ شناس نکتہ رس مفتی بھی تھے۔ آپ کا مسلک حنفی تھا مگر نواب صدّیق حسن خاں نے لکھا ہے کہ "علم حدیث کی جیسی خدمت اِس خاندان سے وجود میں آئی ایسی اِس ملک میں اور کسی سے معلوم نہیں"۔

شاہ صاحب کی جتنی گہری نظر علومِ نقلیہ پر تھی اُتنا ہی عبور معقولات پر بھی تھا آپ کے گھر اور مدرسے میں ہمہ وقت طالبان علم کا ہجوم رہتا تھا اور دن رات وعظ و درس و ارشاد کی صدائیں گونجتی رہتی تھیں۔ آپ روزانہ قرآن کریم کی تفسیر بھی بیان فرماتے تھے۔ ایک سال ۱۳ رجب ۱۲۱۳ھ (۲۰۔ دسمبر ۱۷۹۸ء) کو درس قرآن کریم مکمل کیا تو خود ہی اُس کی تاریخ کہی: "آج کلام اللہ ختم ہوا"۔

شاہ صاحب شاعر بھی تھے۔ عربی میں بھی آپ کا منظوم کلام ملتا ہے۔ عربی و فارسی کے بہترین انشاء پرداز تھے، خوابوں کی تعبیر دینے میں اپنے عہد کے ابنِ سیرین اور قوتِ حافظہ میں امام شعبی کی نظیر سمجھے جاتے تھے۔ ایسے علوم کے رموز و دقائق بھی انھیں مستحضر رہتے تھے جن سے بظاہر برسوں آپ کا سابقہ نہ پڑتا تھا۔ اس کے ساتھ تصوّف و سلوک، ارشاد و ہدایت، وَرع و تقویٰ، اتباعِ سنّت اور عمل بالحدیث میں بھی امتیازی شان رکھتے تھے۔ اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی حالات اور عصری تقاضوں سے بھی باخبر تھے اور اپنے والدِ ماجد کی طرح نہایت دردمندی و دلسوزی کے ساتھ اِن مسائل میں غور و فکر کرتے تھے۔

ہفتے میں دو دن منگل اور جمعہ کو آپ کا وعظ کوچہ چیلان میں ہوا کرتا تھا جس سے فیض یاب ہونے کے لیے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ ان محفلوں میں کوئی اختلاف انگیز بات بیان نہ کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحؒ کی شادی مسماۃ حبیبہ بنت شاہ نوراللہ بڈھانوی سے ہوئی تھی۔

شاہ صاحب کی اولاد نرینہ زندہ نہیں رہی۔ صاحبزادیوں کا اور تینوں چھوٹے بھائیوں کا انتقال بھی آپ کے سامنے ہی ہوگیا تھا۔ پس ماندگان میں دو نواسے مولانا محمد اسحٰق دہلویؒ اور مولانا محمد یعقوب تھے جو ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

شاہ صاحب کے ایک فرزند قطب الدّین بارہ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ دوسرے بھی کم سنی میں ہی مر گئے ایک بیٹی مریم تھیں جن کا نکاح مولوی عبد الحی بڈھانوی سے ہوا تھا۔ دوسری بیٹی مسماۃ رحمت، محمد عیسٰی فرزند شاہ رفیع الدّین سے منسوب ہوئیں اور لاولد فوت ہوگئیں۔ منجھلی بیٹی کا انتقال شاہ صاحب کی رحلت سے دو سال قبل (۱۲۳۷ھ/۲۲-۱۸۲۱ء) ہوا۔ بڑی بیٹی عائشہ نے بھی باپ کی زندگی میں ہی انتقال کیا۔ اُن کی شادی محمد افضل سے ہوئی تھی جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ پانچ پشت اوپر اُن کا سلسلۂ نسب بھی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے مل جاتا ہے: محمد افضل بن شاہ احمد بن شیخ محمد بن اسمٰعیل بن منصور بن احمد... الخ

حکیم سیّد عبد الحی حسنی رائے بریلوی نے "نزہۃ الخواطر" میں آپ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے: آپ کا قد لمبا، بدن نحیف، رنگ گندم گوں تھا۔ آنکھیں کشادہ اور داڑھی گھنی تھی۔ سید احمد ولی اللّٰہی نے شاہ صاحب کا لباس بتاتے ہوئے لکھا ہے: "اکثر جبّہ اُس کے نیچے انگرکھا اور پایجامہ شرعی، دستار کشمشی، کلاہ پنبہ دار، رومال بینی پاک کرنے کا نیلا اور پاپوش نری اور ہاتھ میں عصائے سبز رکھتے تھے۔"

شاہ صاحب نے ۷۔ شوال المکرم ۱۲۳۹ھ/۶۔جون ۱۸۲۴ء اتوار کے دن سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اپنے آبائی قبرستان (مہندیان دہلی) میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ کوٹلہ فیروز شاہ کے میدان میں ۵۴ بار پڑھی گئی تھی۔

تصانیف

حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی متعدد تصانیف ہیں فارسی میں زیادہ عربی میں کم۔ ان میں سے کچھ شائع ہو چکی ہیں، مگر اب وہ بھی بازار میں دستیاب نہیں۔ کچھ کبھی نہیں چھپیں اور صرف بعض کتب خانوں کی زینت ہیں۔ بعض کتابوں کے بارے میں شبہ ہوتا ہے کہ ان سے غلط منسوب کر دی گئی ہیں یا التباسِ اسمی کی وجہ سے کسی اور عبد العزیز کی تالیف کو شاہ عبد العزیز محدثؒ کی کتابوں میں شمار کر لیا گیا ہے۔

یہاں شاہ صاحب کی کتابوں کی ایک فہرست آگے درج کی جارہی ہے، جو کتابیں اس فہرست میں شامل ہیں ان کے علاوہ درج ذیل رسائل کا انتساب بھی شاہ صاحب سے کیا گیا ہے۔

(۱) رسالہ خلت (؟) (پٹنہ۔ دیوبند)

(۲) رسالہ دفعِ اعتراضات (دیوبند)

(۳) کرامات الاولیاء (علی گڑھ۔ رامپور)

(۴) مجموعہ تقریر شاہ عبد العزیز در وحدت وجود و شہود (رامپور)

(۵) رسالہ فی ردّ الرسالہ فی کلمۃ التوحید (رامپور)

(۶) رسالہ فی تفسیر "ما اُھلّ بہٖ لغیر اللّٰہ" (اس کا ردّ عبد الحکیم پنجابی نے لکھا۔ نیز دیکھیے اولاد حسن قنوجی نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۳ء)

(۷) قصائد عربی (عبد الحی ۵۳)

(۸) حاشیہ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ للصدرا شیرازی

(۹) بشارت احمدی (ترجمہ) ۱۳۰۳ھ (آصفیہ ۳/۳۸۲۔ قاموس ۱/۵۰) ایک بشارت احمدی منظوم حصہ اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ سے چھپی تھی وہ عبد العزیز

محدّث لکھنوی کی تالیف ہے۔)

(۱۰) ہدایت المومنین (برحاشیہ: سوالات عشرۂ محرم) اردو۔ سیّد المطابع دہلی

(۱۱) احسن الحسنات ترجمہ اردو رسالہ وسیلۃ النجات
مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۰۵ء (قاموس ۱/۸۶۸)

(۱۲) راہ نجات (قلمی) آصفیہ ۲/۱۱۳۴ نیز مخطوطہ مکتوبہ ۱۲۰۰ھ سالار جنگ
مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۲۸۴ھ

(۱۳) فیصلہ شاہ صاحب دہلوی (درمسئلہ وحدت الوجود) شائع کردہ
مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگؒ۔ محمود پریس مدرسہ نظامیہ حیدرآباد
نور محمد جوڑوی (منکر) اور شاہ محمد رمضان مہمی شہیدؒ (قائل) کے درمیان
بحث کا فیصلہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی تصانیف

شمار	نام کتاب	موضوع	زبان	کیفیت
۱	بستان المحدّثین	تذکرہ محدثین	فارسی	اردو ترجمہ: عبدالسمیع دیوبندی۔ مطبع مجتبائی دہلی، ترجمہ ۱۲۹۵ھ فہرست آصفیہ ۳/۳۸۲، قاموس ۱/۹۶۔
	پیغام محمدی دربیان حقیقت وحی			
۲	تحفۂ اثناعشریہ	عقائد	فارسی	۱۲۰۴ھ میں لکھی۔ عربی ترجمہ مولوی اسلمی مدراسی نے کیا۔
	تفسیر پارۂ تبارک الذی [1]	تفسیر	فارسی	ٹونک اوراق ۱۸۷

[1] تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک مخطوطہ (اوراق ۱۸ مسطر ۲۴ کاتب سراج الدین اجمیر) ٹونک میں ہے۔

۳	تفسیر عزیزی	تفسیر	فارسی	دیکھو فتح العزیز
	تفسیر پارۂ عمّ	تفسیر	فارسی	ٹونک: اوراق ۳۵۲ (۳ نسخے) کاتب سراج الدین در اجمیر
۴	حواشی بر بدیع المیزان		عربی	غیر مطبوعہ
	حاشیہ علی شرح الشمسیہ للرازی			عبدالحی ۲۵۶
۵	حواشی بر شرح عقائد		عربی	غیر مطبوعہ
۶	حواشی بر کتب فلسفہ و منطق [۱]		عربی	غیر مطبوعہ
	دیوان عربی	نظم	عربی	رحیم بخش (حیات ولی ر۳۴۱) کا بیان ہے کہ دہلی میں بعض لوگوں کے پاس ہے۔
۷	رسالہ فی الانساب	انساب		ندوۃ العلماء لکھنؤ نمبر ۲۰۹ دو نسخے
	رسالہ در اسئلہ و اجوبہ [۲]	عقائد	فارسی	فہرست مخطوطات دار العلوم دیوبند ۲/۵۹
۸	رسالہ فی الرؤیا	تعبیر خواب	عربی	مع اردو ترجمہ مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا تھا مطبع مجتبائی سے بھی چھپا۔ قاموس ۱/۱۰۴۵
۹	السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل		فارسی	فتاوی عزیزیہ جلد دوم میں بھی شامل ہے اس کا ترجمہ "اسرار" کے نام سے ہوا۔ مطبع

[۱] حاشیہ علی شرح الشمسیہ للرازی اور حاشیہ علی شرح التہذیب لجلال الدوانی، حاشیہ علی القطبیہ وغیرہ (دیکھیے: عبدالحی: الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ۲۵۶-۲۵۸ وغیرہ) نیز حاشیہ بر حاشیہ میر محمد زاہد علی شرح المواقف

[۲] نعیم الدین ساکن پر ولی پرگنہ ڈھاکا جلال پور نے لکھا ہے:

"۱۲۲۹ھ میں خاکسار مرزا پور (بنارس) سے شاہ جہاں آباد دہلی حاضر ہوا اور حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا اور چند ضروری سوالات جو عرصے سے قلب میں تھے حضرت کی خدمت میں پیش کر کے جواب حاصل کیے۔۔۔۔ یہ رسائل ۱۲۵۸ھ میں الطاف علی کاتب نے نقل کیے ہیں۔

نمبر	نام کتاب	موضوع	زبان	کیفیت
				روزانہ اخبار دہلی ۱۸۹۹ء
۱۰	سر الشہادتین		عربی	اس کی شرح "تحریر الشہادتین" از سلامت اللہ کشفی بدایونی۔ ترجمہ از مرزا حسن علی، نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۳ء۔ نیز خرم علی بلہوری، مکتوبہ ۱۲۲۶ھ (کتب خانہ انجمن پاکستان) ایک اور ترجمہ "رمز الشہادتین" کے نام سے بھی ہوا (قاموس ۱/۹۷۵) یہ شاید غلام امام شہید نے کیا تھا۔
۱۱	شرح میزان المنطق	منطق	عربی	غیر مطبوعہ
۱۲	عجالۂ نافعہ [1]	اصول حدیث		اردو ترجمہ۔ مطبع مجتبائی دہلی دوسرا ترجمہ عجالہ نافع مطبع روزانہ اخبار ۱۹۰۵ء
۱۳	عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس	عقائد	فارسی	خلفائے راشدین کے فضائل میں مطبع احمدی دہلی ۱۳۲۲ھ مع اردو ترجمہ از حسن علی محدث لکھنوی۔
۱۴	فتاویٰ عزیزیہ (۲ جلدیں)	فقہ	فارسی	مطبع مجتبائی میرٹھ (عبد الحی ۱۰۹)
۱۵	فتح العزیز	تفسیر	فارسی	آخری زمانے میں املا کر کے لکھوائی، صرف دو جلدیں موجود ہیں باقی ہنوز نایاب۔ ٹونک میں ایک نسخہ ہے اوراق ۴۶۴ مدراس میں اس کے دو قلمی نسخے ہیں۔
۱۶	فی أسئلہ و اجوبہ (اسی کا نام افادات عزیزیہ بھی بتایا گیا ہے)	تفسیر	فارسی عربی	مرتبہ نواب رفیع الدین فاروقی مرادآبادی قلمی نسخے: لکھنؤ، علی گڑھ، سہارن پور، رام پور

[1] دیکھیے، عبد الحی: الثقافۃ الاسلامیہ ۱۵۹۔ قاموس الکتب / ۱۷۴۔

۱۷	کرامات عزیزی	عملیات	اردو	تین حصوں میں یہ کتاب مطبع احمدی دہلی نے شائع کی تھی اس میں عملیات وتعویذات وغیرہ بھی دیے گئے تھے۔
۱۸	ملفوظات عزیزی [1]		فارسی	۱۷ ررجب ۱۲۳۳ھ سے شوال ۱۲۳۳ھ تک صرف تین ماہ کے ملفوظات۔ جامع نامعلوم۔ مطبوعہ
	مختصر فی المعراج		عربی	
۱۹	میزان البلاغہ	بلاغت	فارسی	مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی کے حاشیے کے ساتھ مطبع مجتبائی میرٹھ سے شائع ہوئی سنہ ندارد۔ اس کی شرح قاضی ارتضیٰ علی خاں گوپاموی اور عبدالقادر بن محمد اکرم رامپوری نے لکھی۔
۲۰	میزان العقائد	عقائد	عربی	یہ مختصر رسالہ عقائد میں تھا، پھر خود شاہ صاحب نے اس کی شرح لکھی۔ مطبع احمدی دہلی نے شائع کیا۔
۲۱	میزان الکلام	کلام	فارسی	عبدالحی ۲۳۹

[1] ملفوظات کا ایک قلمی نسخہ جس کی نقل ۲۹۔جمادی الثانیہ ۱۲۹۴ھ/۱۱ جولائی ۱۸۷۷ء کو محمد عطا علی نے تمام کی جواہر میوزیم اٹاوہ کے ذخیرۂ مخطوطات میں ہے جواب مولانا آزاد لائبریری (علی گڑھ) میں محفوظ ہے مولانا فریدی مرحوم نے ملفوظات کے مطبوعہ نسخے سے اس کا مقابلہ ایک چوتھائی حصے کے بقدر کیا تو اُن کا بیان ہے کہ مطبوعہ نسخے میں بہت سی غلطیاں پائی گئیں۔ اس کا اعتراف قاضی بشیرالدین میرٹھی مرحوم نے مقدمہ ملفوظات میں کیا بھی ہے۔ اردو ترجمہ جو کراچی سے شائع ہوا، وہ کہیں غلط در غلط اور بعض مواقع پر مضحکہ خیز ہوگیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے چند ممتاز تلامذہ

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے تلامذہ بے مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں تھے ان میں سے چند نمایاں شخصیات کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

شمار	نام	سنہ وفات	کیفیت
۱	آزردہ مفتی صدرالدین	۲۴ ربیع الاوّل ۱۲۸۵ھ / ۶- فروری ۱۸۶۹ء	
۲	آل حسن قنوجی سیّد		نواب صدیق حسن خاں کے والد
۳	آل رسول قادری مارہروی		
۴	ابوسعید مجدّدی شاہ	یکم شوال ۱۲۵۰ھ / ۳۱- جنوری ۱۸۳۵ء	
۵	احمد سعید مجدّدی شاہ	۲- ربیع الاوّل ف ۱۲۷۷ھ / ۱۷ ستمبر ۱۸۶۰ء	مدفن : مدینہ منوّرہ
۶	احمد علی بجنوری سیّد		
۷	الٰہی بخش کاندھلوی مفتی		
۸	ثناء اللہ احمد بدایونی		
۹	جلال الدین برہان پوری سیّد		
۱۰	حسن علی صغیر محدّث لکھنوی		
۱۱	حسین احمد محدّث ملیح آبادی		
۱۲	حیدر علی رام پوری	۶ ذی قعدہ ۱۲۷۲ھ / ۹ جولائی ۱۸۵۶ء	مدفن : ٹونک
۱۳	حیدر علی فیض آبادی		منتہی الکلام اور ازالۃ الغین وغیرہ کے مصنّف۔

۱۴	رافت رؤف احمد مجددی	ف ۱۲۴۹ھ/۳۴-۱۸۳۳ء	
۱۵	رحمٰن بخش (شاہ) امروہوی	۱۸ محرم ۱۲۸۰ھ ۴ جولائی ۱۸۶۳ء	ابن حضرت شاہ عبدالباری چشتی و سجادہ نشین دوم حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی امروہوی رحؒ۔
۱۶	رشید الدّین دہلوی	ف ۱۲۴۳ھ/۲۸-۱۸۲۷ء	
۱۷	رفعت غلام جیلانی رام پوری	۲۷ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ ۱۶-اکتوبر ۱۸۱۹ء	مدفن: رام پور
۱۸	رفیع الدّین (شاہ)	ف ۵ شوال ۱۲۳۳ھ ۷/اگست ۱۸۱۸ء	شاہ عبدالعزیز کے برادر خرد
۱۹	رمضان علی امروہوی سیّد		
۲۰	ساحر غلام مینا علوی کاکوروی		
۲۱	سلامت اللہ کشفی بدایونی	۱۳-رجب ۱۲۸۱ھ ۱۲/دسمبر ۱۸۶۴ء	مدفن: کانپور
۲۲	ظہور الحق قادری پھلواری	۱۶ ذی قعدہ ۱۲۳۴ھ ۵ ستمبر ۱۸۱۹ء	
۲۳	عبدالحی بڈھانوی		
۲۴	عبدالخالق دہلوی		
۲۵	عبدالعزیز اخوند قادری	۱۰-محرم ۱۲۹۶ھ ۳-جنوری ۱۸۷۹ء	مدفن: درگاہ خواجہ باقی باللہ
۲۶	عبدالغنی (شاہ)		محمد اسمٰعیل شہید کے والد
۲۷	عبدالقادر (شاہ)	ف ۱۲۳۰ھ	شاہ عبدالعزیز کے برادر خرد
۲۸	غلام علی چڑیا کوٹی حافظ		

۲۹	غلام علی نقشبندی (شاہ)	ف ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ ۱۵ / اکتوبر ۱۸۲۴ء	
۳۰	غلام محی الدین بگوئی		
۳۱	فضل حق خیرآبادی	ف ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء	مدفن: انڈومان
۳۲	فضل رحمٰن گنج مرادآبادی	۲۲۔ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ ۱۱۔ ستمبر ۱۸۹۵ء	
۳۳	قطب الہدیٰ رائے بریلوی سیّد		
۳۴	کرم اللہ محدث دہلوی	۱۲۵۲ھ/ ۳۷-۱۸۳۶ء	
۳۵	کریم الدین دہلوی		
۳۶	محبوب علی جعفری میر	۱۰۔ ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ ۱۶۔ مئی ۱۸۶۴ء	
۳۷	محمد اسحٰق رائے بریلوی سیّد		
۳۸	محمد اسحٰق دہلوی (شاہ)	ف ۱۲۶۲ھ/ ۶-۱۸۴۵ء	شاہ عبدالعزیز کے نواسے مدفن: مکہ مکرمہ
۳۹	محمد اسمٰعیل شہید	۲۴۔ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء	شاہ عبدالعزیز کے بھتیجے
۴۰	محمد رمضان مہمی شہید	۲۸۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ ۱۸۔ جنوری ۱۸۲۵ء	شہادت: منڈسور مدفن: مہم ہریانہ
۴۱	محمد شکور مچھلی شہری		
۴۲	محمد یعقوب دہلوی (شاہ)	ف ۲۸۔ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ ۱۳۔ اپریل ۱۸۶۶ء	شاہ عبدالعزیز کے نواسے۔ مدفن: مکہ مکرمہ

۴۳	مخصوص اللہ	ف ۱۳ر ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ ۲۶۔ اگست ۱۸۵۵ء	شاہ عبدالعزیز کے بھتیجے
۴۴	منت قمر الدین سونی پتی	ف ۱۲۰۸ھ/۹۴-۱۷۹۳ء	
۴۵	نجابت حسین بریلوی		

اولاد

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا نکاح شاہ نوراللہ بڈھانویؒ کی صاحبزادی حبیبہ سے ہوا تھا اُن کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے، ان سب کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا۔ تین صاحبزادیاں تھیں ان کی وفات بھی شاہ صاحب کی زندگی ہی میں ہوگئی تھی۔

(۱) دختر — یہ حضرت شاہ رفیع الدین کے فرزند محمد عیسیٰ سے منسوب ہوئیں۔

(۲) عائشہ: — ان کے شوہر محمد افضل فاروقی تھے جن سے دو صاحبزادے ہوئے۔ شاہ محمد اسحٰق ولادت: ۱۱۹۷ھ/۱۷۸۳ء

وفات: ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء

شاہ محمد یعقوب ولادت: ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۷ء

وفات: ۱۲۸۲ھ/۶۶-۱۸۶۵ء

(۳) تیسری صاحبزادی کا عقد شاہ عبدالحی بڈھانوی سے ہوا جو شاہ نوراللہ بڈھانوی کے پوتے اور حضرت شاہ صاحب کی اہلیہ کے حقیقی بھتیجے تھے ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

مولانا عبدالقیوم بڈھانوی (ف ۱۲۹۹ھ) جو شاہ محمد اسحٰق کے داماد تھے،

مولانا عبدالحی بڈھانوی کی دوسری زوجہ کے بطن سے تھے۔

شاہ عبدالعزیز کے دونوں نواسوں (شاہ محمد اسحٰق اور شاہ محمد یعقوب) نے ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں مکہ معظمہ کو ہجرت کی تھی، وہاں ان کا حلقہ درس جاری ہوا اور سیکڑوں علماء کو ان سے سندِ حدیث ملی، وہیں دونوں کا انتقال ہوا، اور جنت المعلی (مکہ مکرمہ) میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کے نزدیک ہی مدفون ہوئے۔

حضرت شاہ رفیع الدّینؒ دہلوی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (کی زوجۂ ثانیہ سے) دوسرے فرزند حضرت شاہ رفیع الدّینؒ ۹-ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ/ ۱۰- نومبر ۱۷۵۰ء بروز شنبہ پیدا ہوئے۔ یہ ۱۲-۱۳ کے تھے کہ شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ان کی تعلیم و تربیت حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کی نگرانی میں ہوئی جو ان سے عمر میں چار سال بڑے تھے انھوں نے اپنے ماموں شاہ محمد عاشق پھلتیؒ سے بھی پڑھا اور سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے جب اپنے ضعف اور بیماری کی وجہ سے طلبہ کو درس دینا بند کر دیا تھا تو تدریس کی ذمہ داری شاہ رفیع الدّین ہی کو سونپی گئی تھی۔ یہ علوم منقول و معقول دونوں پر حاوی تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے ملفوظات میں متعدد بار بیان کیا ہے کہ شاہ رفیع الدّین ریاضی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔

"مولوی رفیع الدّین در ریاضیات چنداں ترقی کردہ کہ شاید موجد آں محمد علی ہم بودہ باشد"[1]	مولوی رفیع الدین نے ریاضی میں اتنی ترقی کر لی تھی کہ شاید اس علم کے موجد محمد علی ہی نے کی ہو گی۔

۱؎ ملفوظات شاہ عبدالعزیز (فارسی) ص ۸۰ (مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ)

شاہ رفیع الدّین نے اپنے ماموں شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کی متعدد تصانیف بھی ہیں، چند کتابوں کے نام یہ ہیں :

(۱) اردو ترجمہ کلام اللہ — یہ تقریباً ۱۲۰۵ھ / ۹۱-۱۷۹۰ء میں مکمل ہوا۔ مگر بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ نے ترجمہ شروع کیا تھا، بعد میں دوسروں نے مکمل کیا اور آپ کے نام سے مشہور کر دیا۔[۱]

(۲) راہِ نجات — یہ رسالہ بھی آپ سے منسوب ہے۔ پہلی بار مطبع مصطفائی لکھنؤ سے ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں چھپا تھا، مگر یہ در اصل مولانا محمد علی پانی پتی کا لکھا ہوا ہے۔

(۳) تفسیر رفیعی — سورۂ بقرہ کی اردو تفسیر۔ شاہ رفیع الدین کے درسِ قرآن کی تقریر اُن کے مُرید سید نجف علی عرف فوجدار خاں قلمبند کر لیا کرتے تھے اس کا مسوّدہ انھوں نے شاہ صاحب کو دکھا بھی لیا تھا۔

سیّد نجف علی کے بیٹے سیّد عبد الرزّاق نے ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں اسے مطبع نقشبندی دہلی سے شائع کر دیا تھا۔[۲] یہ تفسیر اور ترجمہ دونوں سید نجف علی نے لکھے ہیں، مفہوم شاہ رفیع الدّین کا بیان کردہ ہے الفاظ لازماً اُن کے نہیں۔

---

[۱] محمود احمد برکاتی : شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۱۵۸ (لاہور ۱۹۷۶ء)

[۲] برکاتی : ۱۵۹

(۴) رسالہ اذان و نماز (فارسی) محرم ۱۲۲۰ھ/اپریل ۱۸۰۵ء میں لکھا۔

(۵) رسالہ فوائد نماز (فارسی)

(۶) حملۃ العرش (فارسی) اس کی عبارت شاہ عبدالعزیز نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں نقل کی ہے۔

(۷) شرح رباعیات (فارسی)

(۸) رسالہ در بیعت (فارسی)

(۹) شرح چہل کاف (فارسی) صفر ۱۲۲۰ھ/مئی ۱۸۰۵ء میں لکھی

(۱۰) رسالہ برہان العاشقین و رسالہ معمّا تالیف ۱۳۔ جمادی الآخرہ ۱۲۲۰ھ/۷ ستمبر ۱۸۰۵ء

(۱۱) رسالہ نذورِ بزرگاں

(۱۲) جوابات سوالات اثنا عشر

یہ سب نو (۹) رسالے "مجموعۂ رسائلِ تسعہ" کے نام سے سیّد ظہیر الدین ولی اللّٰہی نے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیے تھے۔ پھر سنہ ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۳ء میں مولانا عبدالحمید سواتی نے مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ (پاکستان) سے شایع کیے ہیں[۱]

(۱۳) مجموعہ فتاوی شاہ رفیع الدین مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۳ء

(۱۴) آثار القیامۃ (قیامت نامہ) مطبوعہ مطبع احمدی کلکتہ

(۱۵) تنبیہ الغافلین

(۱۶) رسالہ سمت قبلہ

(۱۷) رسالہ تعدیلات الخمسۃ المتحیرۃ

---

[۱] برکاتی: ۱۶۰

عربی میں

(۱) اسرار المحبتہ — نصرۃ العلوم گوجرنوالہ ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۵ء

(۲) تفسیر آیۂ نور — نصرۃ العلوم گوجرنوالہ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۴ء

(۳) تکمیل الاذہان — تالیف ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء ، گوجرنوالہ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۴ء

(۴) دمغ الباطل — مولوی غلام یحییٰ بہاری (ف ۱۷۶۷ء) نے حضرت شاہ ولی اللہ کے مکتوب مدنی کے ردّ میں رسالہ کلمۃ الحق لکھا تھا' اس کا جواب شاہ رفیع الدّین نے دیا اور دمغ الباطل نام رکھا۔ (مخطوطات : سالار جنگ حیدر آباد، رضا رام پور، حبیب گنج ، علی گڑھ)

(۵) رسالہ فی اثبات شق القمر و ابطال براھین الحکمۃ

(۶) رسالہ فی تحقیق الالوان

(۷) رسالہ فی الحجاب

(۸) رسالہ فی برھان التمانع

(۹) رسالہ فی عقد الأنامل (ریاضی)

(۱۰) حاشیہ بر میر زاہد

(۱۱) الدُّرر الدّراری

(۱۲) رسالہ فی المنطق

(۱۳) رسالہ فی الأُمورِ العامّہ

(۱۴) رسالہ فی التاریخ

(۱۵) تکمیل الصناعۃ

حضرت شاہ رفیع الدینؒ شعر بھی کہتے تھے۔ شیخ الرئیس بو علی سینا نے ایک قصیدہ لکھا تھا جس میں بتایا گیا ہے کہ "نفس" کیا ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس قصیدۂ عینیہ کا جواب لکھا اُسے شاہ رفیع الدین نے مخمس کیا۔ اس قصیدے کے آٹھ بند حیات ولی میں نقل ہوئے ہیں[1]۔ آپ کا ایک عربی قصیدہ معراج نبوی کے بیان میں ہے اس کے بھی ۲۷ شعر حیات ولی میں درج ہوئے ہیں۔

وفات

۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء میں دہلی میں طاعون کی وبا پھیلی تھی۔ شاہ رفیع الدّین اس کے زد میں آگئے اور ۵ شوال ۱۲۳۳ھ/ ۷۔ اگست ۱۸۱۸ء کو انتقال کیا۔ اپنے خاندانی قبرستان (مہندیان) میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پائین میں مدفون ہیں۔

اولاد

شاہ رفیع الدّین کے تین نکاح ہوئے۔ پہلا عارفہ بنت شاہ صدر عالم سے ہوا، دوسری کا علم نہیں تیسری زوجہ کلو تھیں۔ اولاد میں چھ صاحبزادے اور

---

[1] رحیم بخش: حیات ولی ص ۳۴۶

کتب خانہ قاضی بدرالدولہ مدراس میں ایک "رسالہ دربیان قیامت" (ورق ۴۰۔ رقم ۱۳۷۳) شاہ رفیع الدین کے نام سے ملتا ہے اس کا دوسرا نسخہ (رقم ۱۳۷۶) ۱۴۔ ربیع الاوّل ۱۲۴۷ھ کا مکتوب ہے اس میں ۱۱۲۔ ورق ہیں۔

اسی طرح شرح الصدر فی شرح حال الموتیٰ والقبر للسیوطی کا اردو ترجمہ "قصر الآمال بذکر حال المآل" (ورق ۱۷۹) ۱۲۱۴ھ کا مکتوبہ بھی شاہ رفیع الدین سے منسوب ہے اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں بھی ہے۔ (کلام فارسی ۱۷۵)

اور ایک دختر تھیں۔[1]

(۱) محمد عیسیٰ (۲) محمد مصطفیٰ[2]

(۳) مولوی مخصوص اللہ[3] (ف ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ/۲۶۔ اگست ۱۸۵۵ء)

(۴) محمد حسین

(۵) محمد موسیٰ (ف ۱۲۔ رجب ۱۲۵۹ھ/۷۔ اگست ۱۸۴۳ء)

(۶) محمد حسن (۷) دختر اَمۃُ اللہ

محمد عیسیٰ سے حضرت شاہ عبدالعزیز کی بڑی صاحبزادی منسوب ہوئیں۔
محمد مصطفیٰ کا عقد زینب دختر شاہ عبدالقادر سے ہوا اور ایک بیٹی کلثوم پیدا ہوئیں جو شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کو بیاہی گئیں، ان کے فرزند شاہ محمد عمر تھے۔

محمد موسیٰ کے ایک فرزند عبدالسلام اور ایک دختر تھیں۔ محمد حسن کے ایک بیٹے احمد حسن اور چند صاحبزادیاں تھیں۔ احمد حسن کی دختر سے مولوی علاء الدین پھلتی کا عقد ہوا تھا۔

آصفیہ میں ایک رسالہ تطبیق التواریخ رفیع الدین دہلوی کے نام سے موجود ہے (منطق فارسی ۱۱) (تصوّف فارسی ۸۸۷) میں ایک مخطوطہ "رسائل شاہ رفیع الدین" بھی قابل ذکر ہے۔

[1] مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے لکھا ہے: "شاہ رفیع الدین کے چار لڑکے مولوی موسیٰ مولوی عیسیٰ، مولوی مخصوص اللہ، مولوی حسن جان ہوئے۔" انھوں نے محمد مصطفیٰ اور محمد حسین کا نام نہیں لیا۔ مولوی حسن جان غالباً مولوی محمد حسن کو لکھا ہے (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ ص ۳ کراچی ۱۹۶۸ء)۔ یہی بات رحیم بخش نے (حیات ولی ص ۳۴۸) میں لکھی ہے کہ شاہ رفیع الدین صاحب کے ہاں چار ہونہار اور بلند اقبال فرزند پیدا ہوئے۔ مولانا گیلانی کا ماخذ یہی کتاب ہے مگر صحیح کیا ہے یہ ہم نے خاندان کے انساب کی تحقیق کرتے ہوئے شروع میں ہی ظاہر کر دیا ہے۔

[2] یہ صاحبزادے اردو کے شاعر بھی تھے تحیّر تخلّص تھا۔ شاعری میں حکیم ثناء اللہ فراق سے مشورہ کرتے تھے (خویشگی: تذکرہ ہمیشہ بہار صفحہ ۹۴) قطب الدین باطن نے ان کا نام غلام مصطفیٰ

شاہ رفیع الدین کی صاحبزادی اَمۃُ اللہ کا عقد نجم الدین سونی پتی سے ہوا۔ ان سے دو صاحبزادے (۱) سید ناصر الدین اور (۲) سید نصیر الدین تھے۔ اوّل الذکر کے بیٹے سید معز الدین اور اُن کے فرزند سید ظہیر الدین ولی اللّٰہی ہوئے جنھوں نے خاندان ولی اللّٰہی کی بہت سی کتابیں شائع کی تھیں۔

مولوی سید نصیر الدین سے شاہ محمد اسحٰق دہلوی کی صاحبزادی منسوب تھیں[۱]۔ ان کے دو بیٹوں کے نام معلوم ہیں (۱) سید عبداللہ (۲) سید عبدالحکیم۔ یہ دونوں اپنے نانا کے ساتھ ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

شاہ رفیع الدین کے فرزند مولوی محمد موسیٰ (ف ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء) سے بھی دو رسالے یادگار ہیں مگر دونوں غیر مطبوعہ رہے۔ حجۃ العمل فی ابطالِ الجہل (فارسی) ۶۰۔ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کے اختتام کی تاریخ ۱۷۔ ربیع الاوّل ۱۲۴۲ھ/۱۸ اکتوبر ۱۸۲۶ء بتائی گئی ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم نے دیکھا تھا۔ دوسرا رسالہ "در تحقیق استعانت" بھی فارسی میں تھا اور فی الحال ناپید ہے۔

لکھا ہے (نغمہ عندلیب ص ۵۳) غالباً اِن کا نام عبدالرحمٰن بھی تھا یہ شاہ عبدالقادر کے داماد اور شاہ محمد اسمٰعیل کے خسر تھے۔

[۳] سید احمد ولی اللّٰہی نے یادگار دہلی (مطبع احمدی دہلی ۱۹۰۵ء) میں لکھا ہے کہ مولوی مخصوص اللہ کی نشست اکثر مسجد روشن الدولہ (دریا گنج) میں رہتی تھی۔ روشن الدولہ ظفر خاں حضرت شاہ بھیکھ (۱۱۳۱ھ/۱۹-۱۷ء) کا مرید تھا، اُس کی قبر درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں ہے۔

[۱] حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (ف ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) نے ابتدائے حال میں اِن سے طریقِ نقشبندیہ میں بیعت کی تھی، مگر زیادہ استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ خود شاہ محمد آفاق مجددی کے خلیفہ اور مرید اور شاہ رفیع الدین کے نواسے تھے۔ ان کے حالات میں ایک کتاب نور الحسن راشد صاحب کاندھلوی کو ملی ہے اور مکتوبات کا ایک مجموعہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ

(۱۱۶۷ھ ——— ۱۲۳۰ھ)

حضرت شاہ عبدالقادر، شاہ ولی اللہؒ کے تیسرے بیٹے اور شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین سے چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۶۷ھ / ۵۴-۱۷۵۳ء میں ہوئے۔ اپنے برادر بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد عاشق پھلتی سے درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ عبدالعدل دہلوی سے باطنی نسبت حاصل کی۔

شاہ عبدالقادر نے عمر کا بیشتر حصہ مسجد اکبر آبادی کے ایک حجرے میں بسر کیا، توکل اور استغنا میں آپ نہایت ثابت قدم تھے۔ آپ کے علمی کارنامے تعداد میں زیادہ نہیں مگر اردو ترجمۂ قرآن کو من جانب اللہ وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو کسی دوسرے ترجمے کے حصے میں نہیں آئی۔ یہ ترجمہ ٹھیٹھ اردو میں ہے اور اس قدر چسپاں ہے کہ اِسے بس شاہ صاحب کی کرامت ہی کہا جا سکتا ہے ترجمۂ قرآن کی خوبی یہ ہے کہ کوئی لفظ زائد استعمال نہیں کیا، جتنے الفاظ آیت قرآنی کے ہیں عموماً اتنے ہی لفظوں میں اُس کا مفہوم ادا کر دیا ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے بھی یہ ترجمہ ایسا ہے کہ عربی میں جس لفظ پر زور دیا گیا ہے، ترجمہ میں بھی وہی آہنگ پیدا ہو گیا ہے۔ زبان ایسی سادہ و دل نشیں ہے کہ عوام اور خواص دونوں اسے سمجھ سکتے ہیں اور اُس کی لطافت محسوس کر سکتے ہیں۔ شاہ صاحب نے محاورہ بندی کی کوشش نہیں کی، نہ اپنی انشاء پردازی کا کمال دکھایا

ہے، نہایت سادگی سے مفہوم کو پورا پورا ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہندی کے الفاظ بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ صرف چند مثالیں اِس ترجمۂ قرآن کی خوبی کو سمجھنے کے لیے کافی ہوں گی ۔

آیت	حوالہ	ترجمہ
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا	التوبہ ۴۰	اور اللّٰہ ہی کا بول بالا ہے
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ	الغاشیہ ۲۲	تو نہیں ہے اُن پر داروغہ
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ	الانشقاق ۱۹	تم کو چڑھنا ہے کھنڈ پر کھنڈ
أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ	النازعات ۹	ان کے تیور نوے ہیں
أَئِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً	النازعات ۱۱	کیا جب ہم ہو چکے ہڈیاں کھوکھری
وَأَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ	الملائکۃ ۲۸	ان کے رنگ اور بھجنگ کالے
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ۔	الانعام ۹۹	کھجور کے گابھے میں سے گچھے لٹکتے ہیں۔

شاہ عبدالعدل نقشبندی (ولادت ۱۱۲۰ھ/ ۰۹-۱۷۰۸ء) خواجہ محمد ناصر۔ اور خواجہ محمد زبیر مجدّدی (ولادت ۵ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ/ ۵ نومبر ۱۶۸۲ء، وفات ۴ ذی قعدہ ۱۱۵۱ھ/ ۱۲ فروری ۱۷۳۹ء سے فیض یافتہ تھے۔ خواجہ محمد ناصر کو شاہ سعد اللّٰہ المعروف بہ شاہ گلشن قدس سرہٗ سے بیعت تھی۔ شاہ عبد القادر کو خواجہ میر درد دہلوی (ف ۱۱۹۹ھ/ ۱۷۸۴ء) سے بھی فیض ملا تھا۔ شاہ عبدالعدل کی وفات ۱۲۰۴ھ/ ۹۰-۱۷۸۹ء میں ہوئی۔ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ میں مزار ہے۔

(احمد سعید: تاریخ اولیاے دہلی ۱۳۵۴ھ۔ صوفی محمد حسین: انوار العارفین مطبع نولکشور لکھنؤ سنہ ندارد۔

کلٌّ یَعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ	الاسراء ۸۴	ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر
اَللّٰہُ الصَّمَد	الاخلاص ۲	اللہ نِرا دھار ہے
وَلَا نُضِیْعُ اَجْرًا الْمُحْسِنِیْن	یوسف ۵۶	اور ہم ضائع نہیں کرتے نیک بھلائی والوں کا
اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا	الانسان ۵	البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی ملونی ہے کافور
فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ	البقرہ ۳۶	پس ڈگایا اُن کو شیطان نے
وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ	البقرہ ۵۰	اور جب ہم نے چیرا تمھارے پیٹھنے کے واسطے دریا
لَا تَجْھَرُوالہ بالقول	الحجرات ۲	اس سے نہ بولو کہک کر

پہلی ہی مثال میں دیکھیے ۔ و / کلمۃ / اللہ / ھی / العُلیا

اور بول اللہ ہی بالا

عربی میں ضمیر ھِیَ تاکید کے لیے استعمال ہوئی ہے اردو میں وہی خاصیت 'ہی' پیدا کر رہا ہے ۔ یہاں کلمۃ کے لیے 'بول' سے اچھا اور العُلیا کے لیے 'بالا' سے اونچا اور کوئی لفظ نہیں کھپ سکتا ۔

اسی طرح فرماتے ہیں : اللہ الصّمد اللہ نِرا دھار ہے ۔ مفسّروں نے صَمد کا ترجمہ طرح طرح سے کیا ہے، عموماً بے نیاز کہتے ہیں، مگر صَمد کا مفہوم بے نیاز سے قطعاً جداگانہ ہے ۔ شاہ صاحب نے اِس لفظ کا مفہوم بیان کرنے کے لیے ہندی کا نہایت مناسب مُترادف استعمال کیا ہے ۔

شاہ صاحب کی زبان نہایت مستند کھڑی بولی ہے اور یہ وہ زبان اور

لہجہ ہے آج بھی مغربی یوپی میں جس کا چلن ہے۔ سہار۔ چوکس۔ سنوار۔ چنگا۔ گچھے۔ نیگ۔ ڈول۔ ڈھور۔ ناڑ۔ ڈھیٹ۔ جون سا۔ رجھانا۔ نبڑنا۔ رلنا۔ جھونجھل گہکنا۔ جھینکنا۔ بکسنا۔ ریجھنا۔ کھدیڑنا۔

یہ اُن ہزاروں الفاظ میں سے چند مثالیں ہیں جو راقم الحروف نے اپنی والدۂ مرحومہ کی زبان سے بار بار سنی ہیں۔ اس ترجمۂ قرآن کی خوبیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے لکھا ہے:

> "مختلف مثالوں سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب کو عربی زبان و ادب کا جیسا صحیح ذوق اور قرآنی الفاظ کی روح اور طاقت اور منشاء کے مطابق اردو کے الفاظ کے انتخاب میں جو کامیابی ہوئی ہے، اس کی نظیر کم سے کم ہندوستان میں نہیں ہے اور بعض مقامات پر وہ علامہ زمخشری اور راغب اصفہانی جیسے علمائے بلاغت و ائمہ لغت سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ تائید الہٰی، اعلیٰ درجے کے اخلاص اور وہبی ادبی اور لسانی صحیح ذوق کے سوا کسی چیز سے اس کی توجیہ نہیں کی جاسکتی۔"
>
> (تاریخ دعوت و عزیمت حصہ پنجم ص ۳۸۶ حاشیہ)

اِس ترجمۂ قرآن کا نام عموماً موضح القرآن لکھا جاتا ہے مگر صحیح "موضحِ قرآن" (بدون الف لام) ہے۔ اِس لیے کہ یہ نام تاریخی ہے اِس سے ۱۲۰۵ھ برآمد ہوتے ہیں جو تکمیل ترجمہ کا سال ہے[1]

---

[1] حکیم محمود احمد برکاتی کا بیان ہے: "مولوی سید شاہجہاں داماد میاں نذیر حسین نے ۱۳۰۷ھ میں اِس میں اضافات کر کے شائع کیا۔ چنانچہ مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللٰہی نے انفاس العارفین کے آخر میں اس خاندان کی جن جعلی کتابوں کی نشاندہی کی ہے اُن میں تحفۃ الموحدین اور البلاغ المبین اور تفسیر مولانا شاہ عبدالقادر المعروف بہ موضح القرآن بھی ہے"۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۱۶۴-۱۶۵ نیز دیکھیے مقدمہ القول الجلی از شاہ ابوالحسن زید فاروقی ص ۹)

یہ پہلی بار ۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء میں مطبع احمدی ہگلی سے شائع ہوا تھا۔ اب تک موضح قرآن کے بے شمار ایڈیشن نکل چکے ہیں اور یہ عام طور سے دستیاب ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر کی ایک کتاب تقریر الصلوٰۃ (اردو) کا حوالہ حکیم سیّد عبدالحی رائے بریلوی نے اپنی کتاب "الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند (طبع دمشق) میں دیا ہے۔

ممتاز تلامذہ

شاہ صاحب کے ممتاز تلامذہ میں شیخ عبدالحی بڈھانوی، شاہ محمد اسمٰعیل شہید، شاہ محمد رمضان مہمی شہید، مولانا فضل حق خیر آبادی، شاہ محمد اسحٰق دہلوی اور مفتی صدرالدین آزردہ جیسے جیّد علماء ہوئے ہیں۔

شاہ صاحب مسجد اکبر آبادی میں عبادت اور ارشاد و ہدایت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے لباس اور طعام کی کفالت حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کرتے تھے۔ انھیں اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر سے گہرا قلبی تعلّق تھا ان کی وفات کے بعد بھی بڑے اہتمام سے ایصالِ ثواب کرتے تھے۔ ملفوظاتِ عزیزی میں لکھا ہے:

> "ایک دن شاہ صاحب اپنے بھائی مولوی عبدالقادر مرحوم کے عرس کی تقریب میں اپنے والد ماجد اور جدّ امجد کی قبروں پر تشریف لے گئے اور باوجود مسافتِ بعیدہ کے پا پیادہ تشریف لے گئے اور واپسی میں سواری پر تشریف لائے۔ اور پیروں کی قبروں کو ہاتھ سے بوسہ دیا، جن میں آپ کے والد ماجد اور جدّ امجد کی قبریں بھی شامل تھیں اور قرآن شریف اور

فاتحہ سے فارغ ہو کر ایک خوش الحان سے فرمایا کہ مولانا روم کی مثنوی سے کچھ سناؤ۔ اُس نے صدر جہاں کا قصّہ سنایا۔ ایک مرید کو وجد آگیا اور دوسرے مرید اور خلفاء بھی اس سے متاثر ہوئے۔ اُس مرید نے ایک نعرہ لگایا اور قریب تھا کہ گر جائے، حضرت نے اپنے پاس بلا کر توجّہ دی۔ وہ مرید اپنا سر حضرت کے زانو پر رکھے ہوئے روتا رہا۔ اُس مرید کے سر اور تاج (کلاہ) پر آپ کے قطرات اشک اور لعابِ دہن ٹپک گیا، اُس مرید نے اس کلاہ کو تبرکاً محفوظ رکھ لیا۔ اس کے بعد مرید نے کہا کہ حضرت اس وقت بندے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے پیر کی محبّت بہ درجہ احسن نصیب فرمائے اور جو کچھ ہے اُس میں ترقی عطا فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ مجھ کو اور تجھ کو خدا کی محبّت زیادہ نصیب ہو۔[1]

اولاد

شاہ عبدالقادر کی اولاد نرینہ نہیں تھی ایک صاحبزادی زینب تھیں، جن کا عقد آپ کے بھتیجے شاہ مصطفےٰ فرزند شاہ رفیع الدین سے ہوا تھا۔ اُن کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی کلثوم پیدا ہوئیں جو مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی زوجہ تھیں، اُن کے فرزند شاہ محمد عمر (متوفی ۱۲۶۸ھ) تھے۔

آپ اپنی بیٹی اور برادر بزرگ شاہ عبدالعزیز سے ملنے کے لیے ہفتہ میں صرف ایک بار بدھ کے دن مسجد اکبر آبادی سے اپنے گھر جایا کرتے تھے۔

شاہ عبدالقادر کا انتقال ۶۳ سال کی عمر میں چہارشنبہ ۱۹۔ رجب ۱۲۳۰ھ (۲۸۔ جون ۱۸۱۵ء) کو ہوا۔ اپنے خاندانی قبرستان (واقع مہندیان، دہلی) میں مدفون ہوئے۔

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص ۹۷ (کراچی ۱۹۶۰ء)

حضرت شاہ عبدالغنی دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے (زوجہ ثانیہ سے) چوتھے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے شاہ عبدالغنی تھے۔ یہ ۱۱۷۱ھ/۵۸-۱۷۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے برادرِ بزرگ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور شاہ رفیع الدینؒ سے تعلیم حاصل کی پھر مدرسۂ رحیمیہ میں درس دیتے رہے۔ سادہ مزاج، قانع اور متوکّل تھے۔ شکل اور لباس میں اپنے والدِ بزرگوار سے بہت مشابہ تھے۔ فقہ و حدیث میں اچھی نظر رکھتے تھے۔ سب بھائیوں کا انتقال عکسی ترتیب سے ہوا یعنی سب سے چھوٹے (شاہ عبدالغنی) پہلے فوت ہوئے اور سب سے بڑے (شاہ عبدالعزیز) نے آخر میں وفات پائی۔

شاہ عبدالغنی کا عقد شیخ علاء الدین پھلتی کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوا تھا حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدِ بالاکوٹ (ولادت ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء شہادت ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) آپ کے فرزند تھے۔ ایک صاحبزادی رقیہ شاہ محمد اسمٰعیلؒ سے بڑی تھیں۔ دوسری صاحبزادی اُمّ کلثوم شاہ صاحب سے چھوٹی تھیں۔ بی بی رقیہ کا عقد شیخ علاء الدین پھلتیؒ کے پوتے شیخ کمال الدّین سے ہوا تھا۔ اُن کا انتقال ہوگیا تو شاہ محمد اسمٰعیلؒ نے نکاحِ بیوگان کی تحریک کے

دوران ان کا دوسرا عقد مولوی عبدالحی بڈھانوی سے کر دیا تھا[1]

دوسری صاحبزادی امّ کلثوم صاحبہ اولاد تھیں اور ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء تک ان کی صاحبزادیوں کے بہ قید حیات ہونے کا پتا چلتا ہے[2] حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی اہلیہ بھی اُم کلثوم تھیں وہ شاہ رفیع الدین کی پوتی اور شاہ عبدالقادر کی نواسی تھیں ۔ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل کی والدہ نے ۱۸۲۲ء میں سفرحج کے دوران وفات پائی ۔

شاہ عبدالغنی نے عین عالم شباب میں ۱۶ ۔ رجب ۱۲۰۳ھ/۱۲۔ اپریل ۱۷۸۹ء کو دہلی[3] میں انتقال کیا اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے ۔

---

[1] محمود احمد برکاتی : شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۱۶۶

[2] حوالہ ماسبق ص ۱۶۶

[3] شاہ عبدالغنی کی تاریخ وفات حضرت مولانا نسیم احمد فریدی علیہ الرحمۃ نے ایک قلمی بیاض سے دریافت کی تھی ۔ یہ بیاض حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی مدّظلہٗ کے ذاتی ذخیرے میں ہے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے
افکار کا تجزیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ محض ایک خانقاہ نشیں درویش یا کتابوں کی دنیا میں بند رہنے والے عالم ہی نہ تھے ان کی تصانیف کا گہرا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حالات، مذہبی رسوم و عقائد، سیاسی نشیب و فراز اور اسبابِ زوال و انحطاط پر نگاہ رکھتے تھے اور اُن کا صحیح تجزیہ کر سکتے تھے۔ اُن کی نظر ماضی سے زیادہ حال اور مستقبل پر تھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے فرمایا:

حضرت والد ماجد از ہر یک فن شخصے طیار کردہ بودند طالبِ ہر فن باوے می سپردند و خود مشغولِ معارف گوئی و نویسی بودند و حدیث می خواندند بعد مراقبہ ہر چہ بہ کشف می رسید می نگاشتند۔ مریض ہم کم می شدند۔

حضرت والد ماجد نے ہر فن میں ایک شخص کو ماہر بنا دیا تھا اور اُس فن کے طالب کو اُس کے حوالے کر دیتے تھے خود معارف لکھنے اور بیان کرنے میں مشغول رہتے تھے، اور حدیث کا مطالعہ کرتے تھے مراقبے کے بعد جو کچھ از روے کشف معلوم ہوتا تھا وہ لکھتے تھے، بہت کم بیمار ہوتے تھے .....

اپنے مکاشفات سے اُنھوں نے جو پیش گوئیاں کی ہیں وہ حیرت انگیز طور پر واقعات کے عین مطابق ثابت ہوئیں، چند مثالوں سے اِس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حضرت شاہ صاحبؒ کا ایک خواب اُن کے رفیق خاص شاہ محمد عاشق پھلتیؒ نے اپنے خواجہ تاش خواجہ محمد امین کے حوالے سے کتاب "القول الجلی" میں نقل کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا:

شانزدہم جمادالثانی شب پنجشنبہ در رویا مشاہدہ نمودم کہ گویا در مسجدے ہستیم، مسجدِ جامع باشد یا مسجد اکبرآبادی۔ ناگاہ می گویند کہ این جا صورتِ کریمۂ حضرت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر می شود جمع مشتاقِ ظہورِ جلوۂ آن صورت ایستادہ اند وما نیز بہ آرزوے مشاہدۂ جمالِ باکمال بطرفے کہ نمودند متوجہ شدیم۔

می بینیم کہ در یک آئینہ صورتِ شریفہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ تدریج ظاہر شدن گرفت تا آن کہ تمام نمودار گردید، درین اثناء از میان آن آئینہ بر آمدہ در خارج جلوہ گر گشت وما بالتجا

۱۶ر جمادالآخر روز پنجشنبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور وہ مسجد جامع دہلی ہے یا مسجد اکبرآبادی بیگم۔ ناگاہ لوگ کہنے لگے کہ اس جگہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ کریمہ ظاہر ہوگی یہ سن کر مشتاقوں کی ایک جماعت آپ کے جلوۂ دل افروز کی آرزو میں صف بستہ ہے اور میں بھی جمال باکمال کے مشاہدے کی تمنا میں جدھر بتایا گیا تھا متوجہ ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آئینہ میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ آہستہ آہستہ ظاہر ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ پوری طرح ظاہر ہوگئی۔ پھر اُس آئینے سے نکل کر

واستمداد از آن جناب درخواستیم کہ برائے ترویجِ علم حدیث ہمتِ قویۂ عالیہ درکار است، فرمودند "خواہد شد"۔ باز عرض داشتیم کہ ترویج این علم شریف بردست ما و اولادِ ما و اِخوانِ ما باشد، درین باب نیز مددے درکار است قبول فرمایند۔ فرمودند کہ "ہم چنین می شود"، بعد ازان آن صورتِ کریمہ روے باستتار آورد، و ما با جانبِ مسجد روان شدیم، فی الحال آواز آمد کہ صورتِ مطہرۂ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز جلوہ می فرمایند باز متوجہ آن طرف شدیم، دیدیم کہ این مرتبہ ہمان صورت درونِ آئینہ متجلّی شدن گرفت، تا آن کہ تمام صورت در ہمان آئینہ مشہود گشت۔

درین اثنا جوانے را بہ عمر شانزدہ سالہ حاضر ساختند و ازان جناب اشارہ می شدہ بہ جانبِ ما کہ این جوان را لباسِ خرقہ می باید نمود۔ بہ حسبِ ارشاد ردائے خود را بالائے آن جوان پوشانیدیم از آن جناب نیز لباسِ خرقہ

خارج میں جلوہ گر ہوگئی اور ہم نے عرض کی کہ حضور کی عنایت و توجہ ہماری شریکِ حال ہو اور علم حدیث کی اشاعت و ترویج میں عالی ہمتی عطا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہوگی۔ پھر عرض کیا کہ اس علم کی اشاعت ہمارے ہاتھوں نیز ہماری اولاد اور بھائیوں (منتسبوں) کے ہاتھوں ہو، فرمایا کہ "ایسا ہی ہوگا"۔ پھر وہ صورتِ کریمہ روپوش ہوگئی اور ہم نماز کے لیے مسجد کی جانب چلے ہی تھے کہ یہ آواز آئی کہ آپ کی صورتِ کریمہ پھر جلوہ گر ہوگئی، ہم پھر اُس سمت گھومے دیکھا کہ اِس مرتبہ بھی وہی صورت آئینہ میں متجلّی ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ پوری صورت ظاہر ہوگئی۔

اس اثنا میں ایک سولہ سالہ جوان حاضر کیا گیا اور آن جناب کی جانب سے ہماری طرف اشارہ ہوا کہ اِس جوان کو خرقہ پہناؤ۔ میں نے آپ کے فرمانے کے مطابق اپنی چادر اُس جوان کو اُڑھا دی اور آن حضرت

بروے ظاہر می گردید و آن جوان معلوم نہ شد کہ کیست۔
تا دوست کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس جوان کو خرقہ عطا ہوا اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ جوان کون تھا۔ دیکھیں دوست کسے چاہتا ہے اور اس کا میلان کس کی طرف ہے!

اس خواب کا تجزیہ مولوی نورالحسن راشد کاندھلوی نے اپنے مضمون "حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک خواب کی تعبیر: سیّد احمد شہید" میں کیا ہے جو ماہ نامہ الفرقان (لکھنؤ) بابت فروری ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا تھا انھوں نے جو نتائج برآمد کیے ہیں اُن سے اختلاف کی بہ ظاہر کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلویؒ ۶ رصفر ۱۲۰۱ھ مطابق ۲۹۔ نومبر ۱۷۸۶ء کو پیدا ہوئے تھے وہ ۱۶۔ ۱۷ کی عمر میں ہی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی خدمت میں آئے تھے (۱۲۱۷ھ یا ۱۲۱۸ھ)۔ اُنھوں نے حضرت محدّث دہلویؒ سے بیعت بھی کی تھی اور پھر حضرت محدّث کے بعض فاضل تلامذہ نے سیّد صاحبؒ سے بیعت جہاد کی' حضرت شاہ ولی اللہ کا اپنی چادر اوڑھانا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خرقہ عطا کرنا دونوں اشارے بہت معنی خیز ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ خود فرما رہے ہیں کہ یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ نوجوان کون تھا۔ ان کی ولادت تو حضرت شاہ صاحب کی وفات سے ۲۵ برس کے بعد ہونا تھی۔
اِس خواب میں مسجد جامع دہلی اور مسجد اکبر آبادی کا تذکرہ ہے ان دونوں مسجدوں کا حضرت سیّدؒ کی تحریک سے گہرا تعلق رہا۔

لہ القول الجلی (فارسی عکس نسخہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری مکتوبہ ۱۲۲۹ھ ص ۲۲۲۔ ۲۲۳ طبع دہلی ۱۹۸۹ء اردو ترجمہ از مولوی تقی انور علوی کاکوروی ص ۲۸۸ (طبع کاکوری ۱۹۸۸ء)

نقشہ مسجد اکبرآبادی
تحریک ولی اللہی کا مرکز مسجد اکبر آبادی بیگم (جس کی جگہ اب دریا گنج دہلی میں ایڈورڈ پارک [نیتا جی سوبھاش پارک] واقع ہے)
اس کا نقشہ سر سید احمد خان نے آثار الصنادید کے لیے اُس زمانے کے مشہور نقشہ نویس مرزا شاہرخ بیگ سے بنوایا تھا۔
اس کے گیارہ برس کے بعد یہ مسجد شہید کردی گئی تھی۔ اس کے پس منظر میں جامع مسجد دہلی کا شمالی حصہ بھی نظر آرہا ہے۔
عمل مرزا شاہرخ بیگ

کتبه مسجد اکبرآبادی

این مسجد فیض انتما و سرای راحت جا و حمام نظافت پیما و تمامی بیوتات که متصل آنهاست به اعتبار نگاه حق پرستان و کاه

گرامی حمیده اوصاف و طاهره متبرکه اسماعیلیان و دار النفع زمین آباد در عهد بست مهد سعادت پادشاه اسلام که بیمن انام

نیابت پروردگار خلیفه برگزیده کردگار ترحمت شمه ذی الجلال مظهر آثار داور بی همال

ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان پادشاه غازی پرستار پادشاهی پرستنده با اخلاص اللهی

موفقه خیرات و مبرات مخدره سعادت و حسنات اعز النساء ملقب به اکبرآبادی محل بفرمان معلی بنا کرده و ابتغاء رضای الهی و اقتنای

ثواب اخروی حاصل شش محتوی بر مسجد باد حقوق مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرعی نموده مقرر ساخت

که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد آنچه از حاصل موقوف بعد الترمیم باقی ماند بخدمه مسجد و حمام

و طلبه علم رسانند الی الاتمام را بجماعه مسطور بدهند این منازل منیعه در عرض دو سال بصرف

صد و پنجاه هزار روپیه آخر شهر رمضان المبارک سال هزار و شصتم هجری مطابق بیست و چهارم

سال جلوس عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بروزگار

فرخنده آثار پادشاه دین پرور حق گزین حقیقت گستر و بانیه این مبانی

عامره این مغانی عاید گرداند آمین یا رب العالمین

کتبہ مسجد اکبر آبادی بیگم

این مسجدِ فیض اِنتما وسرائے راحت جا وحمامِ نظافت آما وچوکِ دلکشا کہ عبادتگاہِ حق پرستانِ روزگار وروح افزائے متردّدانِ اقطار ونُزہت کدۂ آسمانیاں ودار النفعِ زمینیان است، در عہدِ سعادت مہد بادشاہ اسلام، کہفِ انام، سایۂ والا پایۂ پروردگار، خلیفۂ برگزیدۂ کردگار، رحمتِ اعم ذی الجلال، مظہرِ اتمّ دادارِ بیہمال ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحبقرانِ ثانی شاہجہان بادشاہِ غازی، پرستارِ خاص بادشاہی پرستندۂ بااخلاصِ ظل اللہی موفقۂ خیرات ومبرّات، محررۂ سعادات و حسنات اعزالنسا مشہورہ باکبر آبادی محل، بفرمانِ معلّٰی بنا کرد بجہتِ اِبتغاے رضاے الٰہی واقتناے ثوابِ اُخروی۔ حاصلِ سرائے محتوی بر مسجد باحقوق ومرافق داخلہ وخارجہ وقفِ لازمِ شرعی نمود و مقرر ساخت کہ اگر بہ مرمتِ این امکنہ احتیاج اُفتد انچہ از حاصلِ موقوف بعد الترمیم باقی ماند بہ خدمتِ مسجد وحمام وطلبۂ علم رسانند والا تمام را بجماعۂ مسطور بدہند۔ این منازلِ منیعہ در عرضِ دو سال بہ صرفِ صد و پنجاہ ہزار روپیہ آخر شہر رمضان المبارک سال ہزار و شستم ہجری مطابق بیست وچہارم سالِ جلوس عالم آرا صورتِ انجام پذیرفت۔
ایزد تعالٰی اجرِ این خیر جاری ونفعِ باقی بروزگارِ فرخندہ آثار بادشاہِ دین پرورِ حق گزینِ حقیقت گستر و بانیۂ این مبانی عامرۂ این معانی عائد گرداند۔

آمین یا رب العلمین۔

کتبہ مسجد اکبر آبادی بیگم

یہ فیض پہنچانے والی مسجد اور راحت والی سرائے اور صاف ستھرے حمام اور دلکشاں چوک جو زمانے بھر کے حق پرستوں کی عبادت گاہ اور تمام علاقوں سے آنے والوں کے لئے روح پرور ہے جو آسمان والوں (فرشتوں) کی سیر گاہ اور زمیں والوں کے لئے نفع پہنچانے کی جگہ ہے۔

بادشاہ اسلام، پناہ عوام، ظل الٰہی، اللہ کے برگزیدہ خلیفہ، رب ذوالجلال کی رحمت عام اور بے حساب بخشش کرنے والے رب کے مظہر تمام ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی کے خوشیوں بھرے عہد میں بادشاہ کی خاص پرستار اور ظل اللہ کی مخلص جسے نیکیوں کی توفیق دی گئی ہے اور جو سعادتوں کو عام کرنے والی ہے۔ یعنی اعزالنساء مشہور بہ اکبر آبادی محل نے شاہی فرمان سے محض اللہ کی رضا حاصل کرنے اور آخرت میں ثواب پانے کی نیت سے بنوائی۔

یہ سرائے کی آمدنی کو جو مسجد کے ساتھ ہے آنے جانے والوں کے حقوق کی رعایت کے ساتھ ہمیشہ رہنے والا شرعی وقف کر دیا اور یہ طے کیا ہے کہ اگر کبھی اس عمارت کی مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کے بعد وقف کی آمدنی سے جو کچھ باقی بچے وہ مسجد، اس کے حمام اور طالب علموں پر خرچ کیا جائے ورنہ سب آمدنی اس جماعت کو دے دی جائے، یہ شاندار عمارتیں دو سال کے عرصے میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی خرچ سے رمضان المبارک ۱۰۶۰ھ مطابق ۲۴ سنہ جلوس میں تمام ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ اس جاری رہنے والی نیکی اور باقی رہنے والے نفع کا اجر دین کی پرورش کرنے والے بادشاہ کے زمانے کو اور ان بھرپور عمارتوں کی بنانے والی کو پہنچاتا رہے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۲) فیوض الحرمین میں شاہ صاحب نے اپنا ۴۴ واں مشاہدہ لکھا ہے۔
"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں "قائم الزماں" ہوں۔ قائم الزماں سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس دنیا میں نظام خیر کو قائم کرنے کا ارادہ فرمایا تو اُس نے اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے مجھے بہ طور ایک ذریعۂ کار کے مقرر کیا چنانچہ میں نے دیکھا کہ کفار کا بادشاہ مسلمانوں کے شہر پر قابض ہو گیا، اُس نے ان کے مال و متاع لوٹ لیے اُن کی اولاد کو اپنا غلام بنا لیا۔ اجمیر کے شہر میں کفر کے شعائر اور رسوم کو سربلند کیا اور خدا کی پناہ اُس نے وہاں سے اسلام کے شعائر و رسوم کو مٹا دیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کو زمین والوں پر غضب آیا اور میں نے اللہ کے اِس غضب کو ملاءِ اعلیٰ میں ایک مثالی صورت میں متمثل دیکھا۔ غضبِ الٰہی کی اس مثالی صورت سے میرے اندر بھی غضب کا اثر مترشح ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ غصّے سے بھرا ہوا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا اس وقت غصّے میں آنا نتیجہ تھا اُس تاثیر کا جو ملأ اعلیٰ کی مثالی صورت سے مجھ میں آئی تھی نہ کہ میرے اس غصّے کا باعث دنیا کے اسباب میں سے کوئی سبب ہوا۔ اِسی دوران میں نے دیکھا کہ میں لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ میں ہوں جس میں کہ رومی بھی ہیں، اُزبک بھی اور عرب بھی، اُن میں سے بعض تو اونٹوں پر سوار ہیں اور بعض گھوڑوں پر اور بعض پیدل ہیں۔ اِس بھیڑ کی مناسب ترین مثال اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ حج کے موقع پر میدانِ عرفات میں حاجیوں کے جمع ہونے کی ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ سب کے سب میرے غضب ناک ہونے کی وجہ سے غصّے میں بھرے ہوئے ہیں اور مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اِس وقت اللہ کا کیا حکم ہے؟ میں نے اُن سے کہا کہ "ہر نظام کو توڑنا"[1] وہ کہنے لگے کہ یہ کب تک؟ میں نے

---

[1] شاہ صاحب نے یہاں "فلک کلّ نظام" استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے Total Revolution یا مکمل انقلاب

جواب دیا کہ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ میرا غصہ فرو ہو گیا ۔ میرا یہ کہنا تھا کہ وہ آپس میں لڑنے لگے ۔ انھوں نے اونٹوں کے منہ پر وار کرنے شروع کر دیے ۔ چناں چہ ان میں سے بہت سے تو وہیں ڈھیر ہو گئے، اُن کے اونٹوں کے بھی سر ٹوٹے اور ہونٹ کٹے ۔ پھر میں اس شہر کی طرف بڑھا جو خراب کیا گیا تھا اور اُس کے رہنے والوں کو قتل کیا گیا تھا ۔ یہ لوگ بھی میرے پیچھے پیچھے چلے ۔ ہم نے بھی اسی طرح ایک شہر کے بعد دوسرے شہر کو تباہ کیا جیسے کہ کفار نے کیا تھا یہاں تک کہ ہم اجمیر پہنچے اور وہاں ہم نے کفّار کو قتل کیا اور اُن سے اِس شہر کو آزاد کرایا ۔ اور کفّار کے بادشاہ کو قید کر لیا ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی جمعیت میں کافروں کا بادشاہ، بادشاہِ اسلام کے ساتھ ساتھ جا رہا ہے ۔ اِسی اثنا میں بادشاہ اسلام نے کفّار کے بادشاہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا ۔ جب میں نے اس کی رگوں سے خون کو خوب زور سے بہتے دیکھا تو میں پکار اُٹھا کہ اب رحمت نازل ہوتی ہے ۔ میں نے اُس وقت دیکھا کہ رحمت اور سکینت نے ان سب مسلمانوں کو جو اس لڑائی میں شریک ہوئے اپنے دامن میں لے لیا اور اُن پر رحمت کا فیضان ہوا ہے ۔ اِس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک شخص اٹھا اُس نے مجھ سے ان مسلمانوں کے متعلق پوچھا جو باہم ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے ۔ میں نے اُس شخص کو جواب دینے میں توقّف کیا اور اس بارے میں کوئی واضح بات نہ کہی

یہ خواب میں نے ذی قعدہ کی اکیسویں رات کو ۱۱۴۴ھ میں دیکھا۔[1]

شاہ صاحب نے اپنے اس خواب کی تاریخ بھی درج کر دی ہے ۲۱ ذی قعدہ ۱۱۴۴ھ پنجشنبہ ۱۵ امئی ۱۷۳۲ء کے مطابق ہے ۔ اِس کی تشریح و تفسیر مولانا

---

[1] مشاہدات و معارف ترجمہ فیوض الحرمین از : محمد سرور ۔ سندھ ساگر اکیڈمی لاہور ۱۹۶۷ء ص ۳۱۵-۳۱۶

مناظر احسن گیلانی نے خوب کی ہے۔[1]

وہ کہتے ہیں کہ "ٹھیک اس تاریخ سے ۲۹ سال بعد یعنی ۱۱۷۳ھ میں اپنی وفات سے تین سال پہلے ..... جو کچھ خواب میں دیکھا گیا تھا بیداری میں .... پھر اسی کا معائنہ کرایا گیا"۔ انھوں نے سیر المتاخرین کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ / ۲۲ جولائی ۱۷۶۰ء کو لال قلعہ بھاؤ سردار مرہٹہ کے قبضے میں آگیا اور شاہی حرم سرا کے ساتھ سلطنت کے تمام کارخانے مرہٹوں کے تصرّف میں آگئے۔

شاہ صاحب نے اس مشاہدے میں یہ الفاظ لکھے ہیں: جَعَلَنِی کالجَارِحَۃِ لِاِنفاذِ مَوادّہٖ (اس کام کی تکمیل کے لیے مجھے ذریعہ بنایا گیا) اس کی تشریح کے لیے شاہ صاحب کا وہ خط ملاحظہ ہو۔ جس کا عنوان تو ہے "بہ بعضے سلاطین" مگر وہ دراصل احمد شاہ ابدالی کو لکھا گیا ہے۔ یہ خط اس دور کے سیاسی حالات کا نہایت جامع بیان ہے جس کا ایک ایک لفظ شاہ صاحب کی سیاسی بصیرت کی شہادت دے رہا ہے اس خط میں یہ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"برانداختن قوم مرہٹہ آسان کار یست اگر غازیانِ اسلام کمر ہمّت بر بندند، دو سہ صف آنہا بشکنند۔ دراصل قوم مرہٹہ قلیل اند و ملحق بہ این طائفہ کثیر.. .... چوں اقویا نیستند سلیقۂ آنہا فراہم آوردن کثرتِ افواج است کہ

قوم مرہٹہ کو شکست دینا آسان کام ہے اگر اسلام کے مجاہد کمر ہمّت باندھ لیں، اُن کی دو تین صفوں کو توڑ دیں دراصل مرہٹے تعداد میں تھوڑے ہیں مگر جو لوگ اُن سے مل گئے ہیں وہ زیادہ ہیں چونکہ یہ طاقت ور نہیں اُن کا سارا جنگی سلیقہ

---

[1] تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ۔ بساط ادب لاہور (طبع پنجم جون ۱۹۶۸ء) ص ۶۵ و بعد

از مور و ملخ بیشتر توان گفت نہ دلاوری و گونہ یراقی - غرض کہ فتنہ قوم مرہٹہ در ہندوستان اعظم فتنہ ہاست حق تعالیٰ خیر دہاد کسے راکہ ایں فتنہ را فرونشاند ..... دریں وقت ہر عملے و دخلے کہ در سرکار پادشاہی جاری ست بہ دست ہنود است کہ متصدیان و کارکنان غیر ایں طائفہ نیست ہر دولتے و ثروتے کہ ہست در خانہ ہائے ایں ہا جمع شد وہر افلاسے و مخمصہ کہ ہست بر مسلمانان ....

دریں زمانہ پادشاہے کہ صاحب اقتدار و شوکت باشد وقادر بر شکستِ لشکرِ کفار، و دور اندیش جنگ آزما، غیر از ملازمانِ سرکار موجود نیست لاجرم برآں حضرت فرضِ عین است قصدِ ہندستاں کردن ....."

افواج کی کثرت جمع کر لینے میں ہے جیسے ٹڈی دل سے بھی زیادہ کہا جاسکتا ہے اس میں شجاعت اور فوجی حکمت کو دخل نہیں۔ غرض قوم مرہٹہ ہندستان کے بڑے فتنوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے کہ وہ اس فتنے کو ختم کر دے ...... اس وقت سرکار بادشاہی میں سارے عمل دخل پر ہنود حاوی ہیں کوئی کلرک یا محرّر بھی ان کے سوا نہیں، جو بھی دولت و ثروت ہے وہ سب ان کے گھروں میں سمٹ گئی ہے، ہر افلاس اور پریشانی مسلمانوں پر مسلّط ہے ...... اس زمانے میں کوئی بادشاہ جو صاحبِ اقتدار و شوکت ہو اور لشکرِ کفّار کو شکست دینے کی قدرت رکھتا ہو، دور اندیش اور جنگ آزما ہو، ملازمانِ سرکار کے سوا کہیں موجود نہیں، اس لیے آپ پر ہندستان کا قصد کرنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

یہ خط دراصل اسی مجموعۂ مکتوبات (نسخہ چاند پور) کا ہے، لیکن "شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات" (دہلی ۱۹۶۹ء) ص ۶ تا ۱۷ میں شامل ہے۔

شاہ صاحب اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے مراقبہ کر رہے تھے مگر اُن کا قلب جامِ جہاں نما تھا، وہ دیکھ رہے تھے کہ لوگوں کے موروثی حقوق بھی ختم کر دیے گئے ہیں اور ہر جگہ اسی قوم کے افراد آکر بیٹھ گئے ہیں، یہی باتیں اس زمانے کے دوسرے مورّخ بھی لکھ رہے ہیں۔ آزاد بلگرامی نے شجاع الدولہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

از مدّتے براہمہ دکن بر ہند ستان مسلّط شدہ اند، روادارِ آبرو و رفاہ و آسایش احدے از خلقِ خدا نیستند ہمہ را برائے خود و اقوامِ خود می خواہند مردم از دست ایشان بہ جان آمدہ اند۔"

ایک مدّت سے دکنی مرہٹے ہندستان پر مسلّط ہوگئے ہیں یہ خلقِ خدا میں سے کسی کی آبرو، آرام اور بھلائی کے روادار نہیں جو کچھ بھی ہے سب اپنے لیے اور اپنی قوموں کے لیے چاہتے ہیں ان کے ہاتھوں سے لوگ جاں بلب ہو چکے ہیں۔

شاہ صاحب نے اُس مشاہدے میں مسلمانوں کو بھی باہم لڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ معلوم ہے کہ مرہٹہ افواج میں مسلمان بھی تھے ابراہیم گاردی بارہ ہزار سپاہ کے ساتھ توپ خانے کا کمانڈر تھا۔ کچھ حضرمی عرب "چاؤش" بھی مرہٹہ فوج میں ملازم تھے، بھاؤ اس پلان کے ساتھ آیا تھا کہ بعدِ فتحِ دہلی کے تخت پر بسواس راؤ کو بٹھا دیا جائے گا۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ جنگ پانی پت کے انجام سے پانچ ماہ ۱۳ دن کے بعد بالاجی بھی مرگیا، مولانا گیلانی لکھتے ہیں: "حضرت شاہ صاحب نے یہ خواب ذی قعدہ ہی میں دیکھا تھا اور بالاجی راؤ کا انتقال بھی ذی قعدہ میں ہوا"[1]

میں عرض کرتا ہوں کہ قمری تاریخ میں حجاز اور ہند کی تقویم میں اکثر دو دن

---

[1] تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ص ۸۳

کا فرق بھی پایا جاتا ہے شاہ صاحب نے ۲۱ر ذی قعدہ کو خواب دیکھا تھا اس دن ممکن ہے ہندوستان میں ۱۹ر ذی قعدہ تاریخ رہی ہو اس طرح بالاجی کی موت ٹھیک اسی تاریخ کو واقع ہوئی جو مشاہدے میں دیکھا گیا تھا۔

(۳) شاہ صاحب کے زمانے میں تین طاقتیں مرکز کی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ مرہٹے، جاٹ اور سکھ۔ شاہ صاحب نے مرہٹوں کی قوت توڑنے کے لیے روہیلہ سرداروں کو اکسایا، اور اس طرح وہ محاذ تیار ہوا جسے پانی پت کی تیسری جنگ کہا جاسکتا ہے۔ مرہٹوں کے لیے تو یہ جنگ فیصلہ کن ہی ہوگئی تھی، اِس لیے کہ اُن کے تقریباً سب جیالے سردار اس میں کام آگئے تھے۔ دوسری طاقت جاٹوں کی تھی جنھوں نے دہلی سے اکبرآباد تک اور کچھ راجستھان کے علاقوں پر اپنا تسلّط قائم کر لیا تھا۔ مرکز میں تباہی مچانے کے لیے انھیں اس سے موقع ملا کہ نواب صفدر جنگ اور ایرانی گروپ کے دوسرے امرا نے ان سے سازباز کر رکھی تھی۔ شاہ صاحب نے نجیب الدولہ کو لکھا کہ اب جاٹوں کی قوت کو توڑنا ضروری ہے اس سلسلے میں ان کے دو خط بہت اہم ہیں جو اسی مجموعہ مکاتیب کا حصّہ ہیں اور "شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات" میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان دو خطوں کی یہ عبارت ملاحظہ کیجیے۔

فقیر در واقعہ استیصالِ قوم جَٹ بہ ہمان صفت کہ قوم مرہٹہ مستاصَل شدہ اند، دیدہ است، ونیز در واقعہ دید کہ مسلمین بر دیہات وقلاعِ جَٹ مسلّط شدہ اند ومسکن وماوائے مسلمین شدہ است، اغلب رائے آنست کہ

فقیر نے عالم واقعہ میں قوم جاٹ کی شکست بھی مرہٹوں کی ہار کی طرح ہی دیکھی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جاٹوں کے دیہات اور قلعوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا ہے اور وہ مسلمانوں کی پناہ گاہ بن گئے ہیں۔ غالب قیاس یہ

روہیلہا در قلعہائے جات اقامت
کنند، این قدر در غیب الغیب مصمم
ومقرر است ......

امیدواری از فضل حضرت کریم
آنست کہ فتح عجیب دست دہد وافواجِ
آن ملاعین برہم خورد، این قدر خود ہموار
باید ساخت کہ جنگ اعدا نشیب و
فراز دارد - بہ اندک خبر بد دل نہ باید
شد، از ابتداء آفرینش حضرت آدم تا
الیوم کدام فتح بودہ است کہ نشیب
وفراز نداشت، زیادہ مبالغہ درین
مقدمہ عادت فقیر نیست۔ امایک نکتہ
راخاطر نشان خود بکنند کہ بعض مردمِ ہنود
کہ بظاہر نوکرِ شما و دولتِ خواہِ شما اند و
بباطن میل بجانبِ آن ملاعین دارند،
نمی خواہند کہ قومِ کفرہ مستاصل شوند،
ہزار حیلہ درین مقدمہ خواہند انگیخت
وبہر نوع صلح را در نظر آن عزیز القدر
خواہند آراست دردل می باید نیت
مصمم ساخت کہ سخن آن جماعت
نشنوند وہرگز بسخنِ ایشان میل ننمایند

ہے کہ روہیلے جاٹوں کے قلعوں میں
بسیں گے یہ بات غیب الغیب میں
طے شدہ ہے .....

اللہ کے فضل سے اُمید یہ ہے کہ عجیب
فتح حاصل ہوگی اور اِن ملعونوں کی فوجیں
تتر بتر ہو جائیں گی۔ مگر اتنا ضرور سمجھ لینا
چاہیئے کہ دشمن سے جنگ کرنے میں اونچ
نیچ ہوتی ہے، کسی معمولی سی خبر سے دل
برداشتہ نہ ہو جانا۔ آدم سے این دم
تک کون سی ایسی فتح ہوئی ہے جس میں نشیب
وفراز نہیں آئے۔ اس بارے میں زیادہ
مبالغہ سے لکھنا فقیر کی عادت کے خلاف
ہے البتہ ایک نکتہ ذہن نشیں کرلیں کہ
بعض ہندو جو بظاہر آپ کے ملازم اور
خیر خواہ ہیں وہ باطن میں اِن ملاعین کی
طرف میلان رکھتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے
کہ اُن کو شکست ہو، وہ اس معاملے
میں ہزار حیلے کریں گے اور ہر طرح آپ
کی نظر میں صلح کرنے کو بہتر بتانے کی
کوشش کریں گے مگر آپ کو اپنے دل
میں پکّا ارادہ کرلینا چاہیئے کہ اس جماعت

اگر میل سخن آن جماعت نمودند نصرت
متأخر می شود، فقیر این مقدّمہ ہمچناں
می داند کہ گویا کسے بہ چشمِ خود می بیند"

کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے اگر
ان کی باتوں میں آگئے تو فتح نصیب
ہونے میں دیر لگے گی۔ یہ بات فقیر اس
طرح جانتا ہے جیسے کہ سب کچھ اپنی آنکھوں
سے دیکھ رہا ہے۔

مکتوبات کا تحلیلی مطالعہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مکتوبات جو زیرِ نظر مجموعے میں شامل ہیں کئی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ اِن میں تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ و کلام اور تصوّف وسلوک کے علاوہ علمِ اسرار الشریعۃ پر بھی مفید نکات ملتے ہیں جو حضرت شاہ صاحب کا مخصوص موضوع ہے۔ اِن کے علاوہ اُن کے سوانح حیات اور علمی آثار کے بارے میں بھی رہنما اشارے ملتے ہیں۔ یہاں صرف چند خطوط کے مشمولات کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ عبارت میں جو حوالے قوسین کے درمیان آئے ہیں وہ مکتوب کا نمبر شمار ظاہر کرتے ہیں۔

(۱) شاہ صاحب کو اندازہ تھا کہ اُن کے علوم و معارف ایک خاص حلقے میں شائع ہوں گے مگر اُن کا اثر پایدار ہو گا فرماتے ہیں، ”میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ تمام عالم میرے اِس طریقے کو قبول کرلے گا۔ بلکہ (قبول کرنے والے) تین یا چار اشخاص ہوں گے، یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ کام روشن تر اور واضح تر ہو جائے گا۔ میرے ہاتھ سے نہیں بلکہ کسی اَور کے ہاتھ سے، میری نیابت کے طور پر۔“ (۵/۲)

ایک موقع پر لکھا ہے کہ ”مُروّجِ علمے یا معرفتے غیرِآن باشد کہ مظہرِآن علوم

ومعارف است از حضرتِ حق تعالیٰ۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا (۳۳: ۶۲) باید دید کہ حق تعالیٰ مروّجِ این علوم ومعارف کرا خواہد گردانید واین سعادت بہ کہ نصیب فرمودہ"۔ (۲/۱۷)

ایک اور خط میں (۲/۳۷) یوں فرماتے ہیں: "کوشِفتُ أنَّ فِيَّ وفي کُتُبِي وفي ذُرِّیَّتِي سِرًّا أمْضَاہُ اللّٰہُ تعالیٰ فَھُوَ مَاضٍ إلیٰ یَوْمِ القِیَامَةِ إنْ شَاءَ اللّٰہُ"۔

(۲) ان خطوط میں عموماً تاریخِ کتابت درج نہیں، صرف بعض خطوط کا زمانہ قرائن سے متعیّن ہو سکتا ہے۔ ایک خط سے (مکتوب ۶۶) معلوم ہوتا ہے کہ شاہ رفیع الدّین کی ولادت ۹/ ذی الحجّہ کو منگل کے دن ضحوة الکبریٰ کے وقت ہوئی اور نام عبدالوہاب رکھا گیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ۹/ ذی الحجّہ ۱۱۶۳ھ (مطابق ۱۰/ نومبر ۱۷۵۰ء) صحیح تاریخِ ولادت ہے۔

(۳) ایک مکتوب میں اپنی اہلیہ کے انتقال کی خبر دی ہے کہ وہ ۲۱ سال سے رفیقِ حیات تھیں۔ اُنھوں نے تین اولادیں چھوڑیں۔ ایک بچّی عمر ۶ سال، دوسرا بچّہ عمر ۳ سال، تیسری بچّی عمر ۶ ماہ۔

یہ حضرت کی پہلی زوجہ (فاطمہ) کا حال ہے جن کے فرزند شیخ محمّد تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے ایک خط (بنام مخدوم محمد معین ٹھٹھوی) سے شیخ محمد کی ولادت ۱۱۴۶ھ/ ۳۴-۱۷۳۳ء دریافت ہوتی ہے۔ والدہ کی رحلت کے وقت وہ تین سال کے تھے، تو والدہ کا انتقال ۱۱۴۹ھ/ ۳۷-۱۷۳۶ء میں ہوا۔ شاہ صاحب نے عقدِ ثانی ۱۱۵۷ھ/ ۴۵-۱۷۴۴ء میں کیا۔ اِس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ پہلا عقد ۱۱۲۸ھ/ ۱۷۱۵ء میں ہوا تھا۔ اِن زوجہ سے دونوں صاحبزادیوں کا سنہ ولادت بھی اِس خط کی روشنی میں متعیّن ہوتا ہے۔

(۴) مکتوب ۶۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مُسَوّیٰ شرح المؤطّا (بزبان عربی)

کی تالیف ہورہی ہے۔ مکتوب ۱۲۷ میں ہَوامِع (شرحِ حزبُ البحر) کی تالیف کا ذکر ہے خط ۱۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا مسودہ صاف ہورہا ہے۔

خط ۱۱۵ میں حجۃ اللہ البالغہ اور الانتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ کی تکمیل کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اُس وقت تک یہ دونوں کتابیں اَدھوری تھیں۔ مکتوبات ۴۱، ۴۲ میں بھی تصانیف کا تذکرہ ہے۔ مکتوب ۴۴ سے الانتباہ کے مسودے کا اور مکتوب ۴۶ سے مآثرِ رحیمیہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ مکتوب ۶۶، ۷۱ میں القولُ الجلی کا حوالہ ہے۔

ایک خط میں خیرِ کثیر کے مسودہ کا تذکرہ ہے (۲/۱۲) اگلے خط میں حجۃ اللہ البالغہ کے بعض اجزا کا ذکر ہے۔ ازالۃ الخفا کی فصل چہارم تسوید کی منزل میں ہے (۲/۱۹۱) اِس وقت کا سب سے بڑا مقصد درگاہِ الٰہی میں اِزالۃ الخفا کی تکمیل کے لیے التجا کرنا ہے، اِس میں رسالہ تدوین مذہبِ فاروقِ اعظم کو بھی ایجاز و اختصار کے ساتھ لکھ دیا ہے۔" (۲/۱۷۵) ازالۃ الخفا میں مآثر و فضائلِ ذی النُّورَین لکھنا شروع ہو گئے ہیں۔ (۲/۱۸۷)

(۵) (جلد ۲ مکتوب ۹) سفرِ حج کا تذکرہ ہے: "روز دوشنبہ دوازدہم جمادالآخرہ به اجمیر رسیدہ شد۔ بتاریخ چہاردہم بسمت گجرات توجّہ نمودہ خواہد شد"۔ یعنی ۱۲ رجمادالآخرہ ۱۱۴۳ھ / ۲۴ دسمبر ۱۷۳۰ء کو شاہ صاحب اجمیر پہنچے، دو دن بعد وہاں سے گجرات کی طرف سفر کرنے کا ارادہ تھا۔ ۱۲ رجمادالآخرہ کو روزِ دوشنبہ بتایا ہے مگر تقویم کے حساب سے اس تاریخ کو ہفتہ کا دن آتا ہے۔

(۶) اسی خط (۲/۹) میں یہ بھی لکھا ہے کہ "والدہ صاحبہ واہلِ بیت این فقیر ہمہ را تسکین دہند" اس سے ظاہر ہے کہ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء میں شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ حیات تھیں اور اہلیہ بھی۔ (۲/۱۰) میں نانی صاحبہ (زوجہ شاہ

عبید اللہ و والدہ شاہ محمد عاشق پھلتی) کی وفات کا تذکرہ ہے۔ جو ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۰ء ہی میں واقع ہوئی۔ (۲/۱۱) سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب کی ایک دختر جو ۲۱ ذی الحجہ ۱۱۴۳ کو پیدا ہوئی تھی وفات پا گئی۔

(۷) بعض خطوط سے شاہ صاحب کے شخصی حالات کا اندازہ ہوتا ہے مکتوب ۲/۱۵ میں ہے کہ "با من یک فلس بے مبالغہ نیست" (بلا مبالغہ میرے پاس ایک پیسا بھی نہیں)۔ مکتوب ۲/۱۵۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس زمانے میں مکان خالی کر کے اکبر آبادی مسجد میں آ رہے تھے۔ چالیس دن اُس میں مقیم رہے ہر سال مکان کی چارپائیاں اور چٹائیاں تبدیل کی جاتی تھیں۔ (۲/۱۵۵)

ایک دختر پیدا ہوئی ہے نام فاطمہ رکھا ہے (۲/۱۷۳) "ہمارا گھر فاطمہ نامی لڑکی سے خالی ہو گیا تھا اور یہ بات برابر دل میں کھٹکتی رہتی تھی اس لیے اس لڑکی کا نام فاطمہ رکھا گیا۔"

صاحبزادہ سعد الدین کا انتقال (۲/۱۴۷) تعزیت نامے کا جواب دیا ہے

(۸) حضرت شاہ نور اللہ بڈھانوی کو اُن کے فرزند کی ولادت پر مبارکباد دی ہے، نومولود کا نام عطاء اللہ رکھا۔ (۲/۲۱) شاہ اہل اللہ کے فرزند کی وفات پر تعزیت (۲/۱۲۹)

(۹) شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے بارے میں: "عبد العزیز نے تراویح میں قرآن پڑھا۔ پچھلے سال سے بہتر" (۲/۱۹۱) فرزند اکبر شاہ محمدؔ کی نسبت شاہ نور اللہ بڈھانوی کے ہاں طے ہوئی ہے (۲/۱۷۷) شاہ عبد العزیز کی نسبت بھی ٹھہرانے کا خیال ہے۔

(۱۰) مجھ کو خلعت مجددیت دی گئی ہے۔ حدیث پیغمبر کی خاص طور پر تقلید ہو گی۔ مزامیر کے سماع کے عادی نہ بنیں۔ (۲/۵)

(۱۱) بادشاہ مسلمین اور اسلامی لشکروں کے لیے دعا ختمِ خواجگان پڑھیں۔
(۱۹/۲)

(۱۲) صوفیہ کی بعض غلط فہمیوں کو "الطاف القدس" میں دور کیا گیا ہے۔
لطائف والا مکتوب حدِّ مکتوبات سے بڑھ گیا اور ایک مستقل رسالہ ہو گیا۔ آپ
جو نام مقرر کریں وہی رکھ دیا جائے گا۔ حسبِ دستورِ قدیم کہ فقیر کی ہر تصنیف
کی تبییض یا تصحیح اور اُس کا نام رکھنے میں یا دوسرے اُمور میں آپ کو دخل
رہا ہے۔ (۲/۲۹-۳۱) نیز (۲/۳۷)

(۱۳) الموطّاؔ کے ترجمے میں مشغولیت ہے۔ (۲/۳۷)

(۱۴) مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں (۲/۴۸)

(۱۵) محمد فائق فرزند شاہ محمد عاشق کی رسمِ مکتب (۲/۲۲)

(۱۶) "در خانقاہِ شما کہ دو صد سالہ یا قدیم تر ازین است ابتلائے کہ خواہد شد
نبود" (۲/۵۴)

(۱۷) ہمارے حضرت (شاہ عبدالرحیمؒ) گاہ گاہے ہندی کا یہ دوہا پڑھتے
تھے اور اُنھیں بہت رقّت ہوتی تھی۔ (۲/۵۷)

پات جھڑنتے یوں کہیں سن رے بن کے رائے
اب کے بچھڑے نا ملیں دور پڑیں گے جائے

पात झड़नते यूँ कहे सुन रे बन के राय ।
अब के बिछड़े ना मिलें दूर पड़े गे जाय ।।

(۱۸) ہر شخص کو وہ ملتا ہے جو اس کا دلی مطلوب ہو۔ میاں نور اللہ اور میاں
محمد عاشق کو "فنا" مطلوب تھی وہ اُنھیں مل گئی اور اس سے آگے عروج کے
اُمیدوار ہیں (۲/۶۴)

(۱۹) ذکرِ جہر، سماعِ غنا اور محبّت انگیز باتیں سننے سے قلب بیدار ہوتا ہے
(۸۴/۲)

(۲۰) ہندی کا ایک دوہا میرے قلب میں اِلقاء کیا گیا ہے۔ (۸۸/۲)

میرے من میں پیت بسے جس دیکھت مجھ چین
گلی گلی اب کون پھرے کیوں کو کے دن رین

मेरे मन में पीत बसे जिस देखत मोरे चैन ।
गली गली अब कौन फिरे कियूँ कूके दिन रैन ॥

(۲۱) شاہ عبدالرحمٰن کے فرزند کی ولادت۔ نام محمد نعمان تجویز کیا۔ اپنی اہلیہ کا سلام لکھا ہے۔ (۱۳۳/۲)

(۲۲) مسجد اکبرآبادی کے امام کی سفارش۔ تن خواہ وقت پر ملا کرے (۱۶۰/۲)

مصادر اور مراجع

(حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی جن تصانیف کی فہرست مقدمے میں پیش کی گئی ہے ان کے علاوہ درج ذیل کتابیں اُن کے سوانح اور افکار کا تفصیلی مطالعہ کرنے میں مددگار ہوسکتی ہیں۔)

۱۔ آثار الصنادید : سرسیّد احمد خان، دہلی ۱۸۴۷ء

۲۔ ابجد العلوم : نواب صدیق حسن خان (تالیف ۱۸۸۰ء)

۳۔ ابوسعید حسنی (حضرت شاہ) : مولانا نسیم احمد فریدیؒ، لکھنؤ ۱۹۸۹ء

۴۔ اتحاف النبلاء : نواب صدیق حسن خان (تالیف ۱۲۸۸ھ)

۵۔ ارشادِ رحیمیہ : شاہ عبد الرحیم دہلویؒ۔ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان، حیدرآباد سندھ ۱۹۵۹ء

۶۔ ارواحِ ثلاثہ : ظہور الحسن کسولوی

۷۔ اُصول فقہ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ : ڈاکٹر مظہر بقا۔ اسلام آباد

۸۔ التمہید لتعریف ائمۃ التجدید : عبید اللہ سندھی۔ جام شورو ۱۳۹۶ھ

۹۔ الروضۃ القیومیۃ : کمال الدّین محمد احسان

۱۰۔ الفرقان (بریلی) شاہ ولی اللہ نمبر۔ مرتبہ محمد منظور نعمانی ۱۳۹۰ھ

۱۱۔ القول الجلی (فارسی متن) مرتبہ زید ابوالحسن فاروقی دہلی ۱۹۸۶ء

۱۲- الیانع الجنی فی اسانید عبدالغنی : محسن بہاری تالیف ۱۸۶۳ء
۱۳- انفاسِ رحیمیہ : مرتبہ شاہ اہل اللہ دہلویؒ
۱۴- انوار القلوب (قلمی) شاہزادہ منعم بخت بن شاہ عالم مؤلفہ ۱۲۵۵ھ
۱۵- باغی ہندستان (اردو ترجمہ الثورۃ الہندیۃ للعلامہ فضل حق خیرآبادیؒ) عبدالشاہد خان شیروانی ۱۹۷۸ء
۱۶- تاریخ الائمۃ فی ذکر خلفاء الامۃ : (قلمی) میر محبوب علی دہلوی ۔ (کتب خانہ جامعہ ہمدرد ، نئی دہلی)
۱۷- تاریخ دعوت و عزیمت : مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۔ لکھنؤ
۱۸- تذکرۃ الرشید : عاشق الٰہی میرٹھی
۱۹- تذکرۂ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ و شاہ ابوالرضا دہلویؒ : مولانا نسیم احمد فریدیؒ ۔ لکھنؤ ۱۹۸۹ء
۲۰- تذکرۂ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ : مولانا نسیم احمد فریدیؒ ۔ الفرقان بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۹۲ء
۲۱- تذکرۂ حضرت شاہ ولی اللہؒ : مولانا مناظر احسنؒ گیلانی ۔ کراچی ۱۹۶۸ء
۲۲- تذکرۂ سلیمان : مولانا غلام محمدؒ ۔ کراچی
۲۳- تذکرۂ شاہ محمد اسمٰعیل شہید : مولانا نسیم احمد فریدیؒ ۔ لکھنؤ
۲۴- تذکرۂ شاہ ولی اللہؒ : مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۲۵- تذکرۂ علمائے ہند : رحمٰن علی ۱۸۹۰ء
۲۶- تذکرۂ گلشنِ ہند : مرزا علی لطف
۲۷- جماعتِ مجاہدین : غلام رسول مہر
۲۸- حدائق الحنفیۃ : فقیر محمد جہلمی ۱۲۸۸ھ

۲۹۔ حکمتِ ولی اللّٰہی میں تاریخ کا مرتبہ : صبیح احمد کمالی مجلۂ فکر و نظر (سہ ماہی) علی گڑھ جون ۔ دسمبر ۱۹۶۶ء

۳۰۔ حیاتِ طیّبہ : مرزا حیرت دہلوی

۳۱۔ حیاتِ ولی : رحیم بخش دہلوی ۱۹۰۱ء

۳۲۔ حالاتِ عزیزی : سیّد احمد ولی اللّٰہی دہلوی ۱۸۹۲ء

۳۳۔ حیاتِ عزیزی : رحیم بخش دہلوی ۱۸۹۹ء

۳۴۔ خزینۃ الاصفیاء : غلام سرور لاہوری ۔ ثمر ہند پریس لکھنؤ ۱۲۹۰ھ

۳۵۔ دہلی اور اُس کے اطراف : مولانا سیّد عبدالحی رائے بریلویؒ ۱۹۵۸ء

۳۶۔ دہلی گائڈ : رحیم بخش

۳۷۔ سیّد احمد شہیدؒ : غلام رسول مہر

۳۸۔ سرگزشتِ مجاہدین : غلام رسول مہر

۳۹۔ سیر المتاخرین : غلام حسین طباطبا

۴۰۔ سیرت سیّد احمد شہیدؒ : مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

۴۱۔ سیر دہلی : محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری آگرہ ۱۳۱۱ھ

۴۲۔ شاہ ولی اللہؒ اور ردِّ شیعیت : محمد میاں

۴۳۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کا خاندان : محمود احمد برکاتی، لاہور ۱۹۷۶ء

۴۴۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات : خلیق احمد نظامی ۱۹۶۹ء

۴۵۔ شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریے : شمس الرحمٰن محسنی ۔ لاہور ۱۹۶۸ء

۴۶۔ عبقات : شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ

۴۷۔ عجالۂ نافعہ : شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ

۴۸۔ عزیز الاقتباس : ترجمہ نظام الدین کیرانوی

۴۹۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی : محمد میاں

۵۰۔ علم وعمل (وقائع عبدالقادر خانی) تالیف ۱۸۳۱ء مرتبہ ڈاکٹر محمد ایوّب قادری

۵۱۔ فخرالطالبین : نورالدّین حسین فخری ۱۸۹۷ء

۵۲۔ قصرِ عارفاں : احمد علی خیرآبادی ۔ مرتّبہ ڈاکٹر محمد باقر

۵۳۔ کلماتِ طیبّات : حافظ محمد علی خیرآبادی

۵۴۔ کمالاتِ عزیزی (تالیف ۱۸۷۳ء) نواب مبارک علی خان

۵۵۔ مآثرالکرام : غلام علی آزاد بلگرامی

۵۶۔ مجرّباتِ خاندانِ عزیزیہ : ظہیرالدین احمد ولی اللّٰہی

۵۷۔ مقالاتِ طریقت : عبدالرحیم ضیا حیدرآبادی

۵۸۔ مقاماتِ مظہری : شاہ غلام علی دہلویؒ ۔ مرتبہ محمد اقبال مجدّدی

۵۹۔ مقدمۂ فتاویٰ شاہ عبدالعزیزؒ ۔ مرزا محمد بیگ دہلوی ۱۸۹۲ء

۶۰۔ مکتوبات المعارف : ابوالقاسم ہسوی

۶۱۔ ملفوظات شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (اردو ترجمہ) محمد علی لطفی و انتظام اللّٰہ شہابی ۔ کراچی ۱۹۶۰ء

۶۲۔ ملفوظات شاہ عبدالعزیزؒ (فارسی متن) مرتبہ قاضی بشیرالدّین میرٹھی ۔ مطبع مجتبائی میرٹھ

۶۳۔ مناقبِ فخریہ : نواب غازی الدّین فیروز جنگ ۔ ۱۸۹۷ء

۶۴۔ میخانۂ درد : ناصر نذیر فراق دہلوی ۱۳۴۴ھ

۶۵۔ نزہتہ الخواطر (عربی) مولانا سیّد عبدالحی رائے بریلوی

۶۶۔ نقشِ حیات : مولانا حسین احمد مدنی

۶۷۔ نورالقلوب (قلمی) ملفوظات شاہ آبادانیؒ سیالکوٹی مولفہ امجد علی رضوی (ذخیرۂ ذاتی نثار احمد فاروقی)

۶۸۔ واقعات دارالحکومت دہلی ۔ بشیرالدین احمد آگرہ ۱۳۳۷ھ

۶۹۔ یادگارِ دہلی : سیّد احمد ولی اللّٰہی ۔ مطبع احمدی دہلی ۱۸۹۲ء

نادر مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

جلد اوّل

حصہ اوّل : مرتبہ شاہ محمد عبد الرحمٰن پھلتیؒ

حصہ دوم : مرتبہ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

اردو ترجمہ و حواشی

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از حافظ شاہ عبدالرحمٰن پھلتی رح

دیباچہ

(الحمد للہ الذی) علّم بالقلم علّم الانسان ما لم یعلم [العلق ٤ـ٥]

تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جس نے سکھایا قلم کے ذریعے سے۔ اور اُس نے آدم اور اُن کی اولاد میں سے انبیاء کے اوپر صحیفوں اور کتابوں، بالخصوص قرآن کو، نازل کرکے وہ باتیں سکھائیں جن سے انسان واقف نہ تھا۔ اور وہ انبیاء سب کے سب مرتبے والے اور عظمت والے تھے ـــــ اور اُن انبیاء کے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو، جو سب سے زیادہ مرتبے والے اور سب سے زیادہ عظمت والے تھے خاص کیا، اور اُن کو "فصل الخطاب" اور "جامع کلمات" کی عطا کے ساتھ ساتھ خاتم الرسالۃ کرکے مبعوث کیا۔ ایسے جامع کلمات جو حقائقِ لاہوت، حقائقِ جبرُوت اور تمام اَسرار وحِکَم پر مشتمل ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اِس عطا کے ذریعے اس امت پر جو کہ خیرالامم ہے، احسان کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے الہام کیا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہترین اور کامل

ترین وارث کو، کہ وہ لوگوں کو بہترین راستہ دکھائے تاکہ وہ لوگ دوسرے لوگوں کی ہمتوں کو جگانے کے لیے غفلت کی نیند سے اُٹھ جائیں۔ پس وہ معارفِ ذات اور معارفِ صفات کے بیان کرنے میں اپنے نبی کا اتباع کریں، خطاب وکتاب کے ذریعے سے، اور رُودررُو گفتگو اور مراسلت کے ذریعے سے، تاکہ وہ لوگوں کو اِس کارِخیر کا گواہ بنادیں تیرہ و تاریک زمانے میں ـــــ

اور اکمل و اتم صلوٰۃ وسلام ہو سیّدنا حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جو کہ سلطانِ عرب وعجم ہیں، اور اُن کی آل واصحاب پر بھی صلوٰۃ وسلام ہو، جو کہ سخت اندھیروں میں ہدایت کے چراغ ہیں ـــــ

کہتا ہے فقیر عبدالرحمٰن ـــــ رحم کرے اُس پر اللہ جو کہ رحمٰن، رحیم اور وَلی ہے ـــــ ابنِ محمّد عاشق جو کہ اپنے مُرشد (حضرت شاہ ولی اللہ رح) کی طرف سے علی کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اور جو علاقہ ساداتِ بارہہ میں پھلت کے رہنے والے ہیں ـــــ ربِّ قوی اِن دونوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے ـــــ

چونکہ امامِ اہلِ حقیقت، قطبِ اصحابِ طریقت سیّدنا ومولانا ابوالفیاض قطب الدین احمد، معروف بہ شاہ ولی اللہ ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کے ارشاد کے سائے کو تمام کائنات پر دائم و قائم رکھے ـــــ کے رقعات ومکتوبات کا ایک حصّہ جو حضرتِ والا کے بعض اصحاب اور بعض منتسبین کی طرف صادر ہوئے تھے، نیز تفہیماتِ الٰہیہ جو مقاصد ومطالبِ مکتوبات کے سمجھنے کے لیے ایک جامع نسخہ ہے، قلمبند نہیں ہوئے تھے۔ اس کمترینِ درگاہِ ولی اللّٰہی نے اُن کی جمع وتدوین میں اپنی سعادتِ دارین سمجھ کر اِس امرِ جلیل القدر کے انجام دینے میں سعیِ بلیغ کی ـــــ اس کا اِتمام وتکمیل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا ربّ رحمٰن ومُستعان ہے، اور اُسی پر ہمارا بھروسا ہے۔ اور نہیں ہے کوئی گناہوں سے بچنے کی قوّت اور طاعت کرنے کی طاقت، مگر اللہ کے ذریعے سے ـــــ

مکتوب اول

﴿ ۱ ﴾

معارف و حقائق آگاہ شاہ نور اللہ[1] کے نام

[اسرار کو چھپانے اور احکامِ شرعیہ کی ترغیب کے بیان میں]

برادرِ عزیز القدر میاں نور اللہ ــــــ اللہ تعالیٰ ان کو منور کرے ــــــ سلام مسنون الاسلام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ

آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ علم وحدتِ وجود (فلسفۂ توحیدِ وجودی) آبِ نیل کے مانند ہے کہ وہ محبوبین کے لیے پانی ہے اور محجوبین کے لیے بلاء و مصیبت ہے۔

اہلِ نفس کو جس قدر حیرانی وحدتِ وجود کے اِس اعتقاد کی وجہ سے پیش آتی ہے معلوم نہیں کہ کسی اور بات کی وجہ سے اِس قدر حیرانی پیش آتی ہو۔ عوام الناس کے لیے اِس سے بہتر کوئی امر نہیں ہے کہ علوم تقلیدیۂ اجمالیہ پر جن کو شارع

---

[1] شاہ نور اللہ کے متعلق جامع نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اصحاب و احباب میں سب سے زیادہ اقدم و اکرم (سب سے پرانے اور سب سے زیادہ باعزت) ہیں۔

علیہ السّلام نے بیان فرمایا ہے ، اکتفا کریں ، متکلّمین کی تحقیقات وتشویشات سے قطعِ نظر کریں اور اس سے زیادہ کوئی غور وفکر نہ کریں ، نہ نفی میں نہ اثبات میں۔

والسّلام

مکتوب دوم

﴿۲﴾

شاہ محمّد عاشق پُھلتیؒ کے نام

گرامی قدر محمّد عاشق جیو سلّمہم اللہ تعالیٰ

امّا بعد ـــــ آپ کا خطِ بہجت نمط پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

سالک کو حضرتِ حق تعالیٰ کے جلال و کبریائی سے قلبی تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ کچھ وظائفِ ظاہرہ کو بھی لازم رکھنا ضروری ہے۔ اِس لیے کہ مردِ کامل وہ ہے کہ طبقۂ نفسیہ (جسمانیہ) اور طبقۂ نَسمیہ (روحانیہ) میں سے ہر ایک کو کچھ فائدہ پہونچاتے۔

چشمِ وجدان میں محسوس ہوا کہ مجذوبِ خالص کو سالکِ خالص کے مقابلہ میں دارالجزاء (آخرت) کے اندر کچھ رفعت وعظمت نہیں ہے۔ ہاں جو کمال مجذوبِ خالص کو فی نفسہٖ حاصل ہے، وہ دوسری چیز ہے۔ اُس کمال کی رو سے دارالکسب (دنیا) اور دارالجزاء دونوں برابر ہیں۔ اِس لیے کہ قوائے نَسمیہ سے نہ تو کوئی کسب کیا جاتا ہے اور نہ اُس پر کوئی جزاء دی جاتی ہے......

لے متن میں جامع نے اپنے والد بزرگوار کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حافظِ علوم ولی اللّٰہی اور حاملِ اسرارِ بزرگیِ ولی اللّٰہی ہیں۔

جیساکہ ایک عارف غازیوں کے میدانِ کارزار کے اندر عام لوگوں کی صف میں ملا جلا ہوتا ہے ۔ اور یہ بھی ہے کہ تقسیمِ غنائم کے وقت اُس کا عرفان وہ شے ہے کہ جس کو اس نے جزاء اور بدلے کے واسطے طلب نہیں کیا ہے بلکہ وہ عرفان اُس کا مطلوب لذاتہٖ ہے ــــــ

تمام وظائف جو ہمارے مختار و پسندیدہ ہیں تین ہیں ۔ جیساکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ " مدد طلب کیا کرو صبح و شام کے ذریعے سے اور کچھ رات کے آخری حصّے کے ذریعے سے " ــــــ

(۱) جب تہجّد کے لیے اُٹھے تو (مع وتر) سات رکعت پڑھے یا نو یا گیارہ ۔ اِن رکعات میں سورۂ یٰسٓ پڑھے یا سورۂ واقعہ یا سورۂ یوسف ۔ اس کے بعد ماثورہ دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے ، جو اس کے مناسبِ وقت ہو ، اور چاہیئے کہ دعا کا وقفہ اتنا ہو جتنا کہ سورۂ مُلک کے پڑھنے میں ہوتا ہے ، یا اس کے قریب قریب ہو ــــــ کتاب حصنِ حصین کی فصل " فضل الدعا " کا بغرض معرفت مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ اس کے بعد جتنی دیر بھی ہو سکے تفکّر اور تعلّقِ قلب میں مشغول ہو جائے ۔

(۲) نماز فجر ہے ۔ اس کے بعد سَو بار کلمۂ لا إله الاّ اللہ اور سَو بار سبحان اللہ وبحمدہ اس کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک بتعلّقِ قلب حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے ۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے ، اور آفتاب کے گرم ہونے کے وقت چار رکعت پڑھے ــــــ

(۳) نماز عشاء کے بعد ہے ۔ سَو بار کلمہ لا إله الاّ اللہ خفی سے کچھ اُوپر اور جہر سے کم آواز میں پڑھے ۔ بعدۂ سورۂ ملک پڑھے ...... اس کے بعد بستر پہ جائے اور معوذات پڑھ کر اور ہاتھ پر دم کر کے تمام جسم پہ پھیرے ۔

والسّلام

مکتوب سوم

﴿۳﴾

حقائق ومعارف آگاہ شاہ نوراللہ کے نام

[درارشاد وطریقِ تسلیکِ طالبان]

برادرگرامی قدر میاں نوراللہ ـــــــ اللہ تعالیٰ ان کو کمال کی بلندیوں تک پہونچائے۔ فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام سُنّت الاسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپکا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور حقیقت واضح ہوئی ـــــــ

اکثر آدمی جوکہ راہِ خدا کی رغبت رکھتے ہیں اُن کی استعداد ایسی اُونچی نہیں ہوتی کہ ان کو حضورِ مجرّد کا مکلّف کریں، یا دَوامِ محبّت کو اور معنیِ دلبر کے ساتھ وابستگیِ قلب کو صبح وشام اُن کا مطمحِ نظر اور نصبُ العین بنائیں اُن کا علاج یہ ہے کہ اُن کے حق میں دار ومدارِ امر کوئی اَور چیز بنائی جائے۔ مثلاً یہ ہدایت کریں کہ وہ دِن رات میں چار ہزار مرتبہ کلمۂ تہلیل (لا إله الاّ الله) کہہ لیا کریں۔ دو تین مہینے اُن سے اتنی ہی مقدار پر اکتفا کریں۔ جب اُن کا دل ذکر کرنے سے راحت وتسکین پانے لگے تو اُس وقت محبوبِ ذہنیۂ شوقیہّ کا مشاہدہ اِسی شرطِ مذکور کے ساتھ کرتے رہیں۔ جب یہ ملکہ راسخ ہو جائے اُس وقت اُن کو ذکرِ خفی سکھائیں۔

میں نے غور کیا (تو پتا چلا) کہ اکثر سالکوں کا اضطراب اس وجہ سے ہے کہ وہ اگرچہ فہم معنیِ مجرّد کی استطاعت رکھتے ہیں، اور شوقِ توحید بھی رکھتے ہیں لیکن اُن کی حالت کے مطابق اُن کی آلودہ طبیعت جو کہ نچلے پن اور گھٹیاپن کی کشاکش میں پڑ گئی ہے، اِس سعادت کو قبول نہیں کرتی۔ اسی وجہ سے اُن کی حالت میں پیچیدگی واقع ہو جاتی ہے، اور قسم قسم کے شکوک اور طرح طرح کے تاریک خیالات اُن کے ذہن میں اُبھرنے لگتے ہیں ــــــــ

المختصر یہ بات جان لی گئی کہ آہن گردں کو بادشاہوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے (دونوں کی استعداد میں بیّن فرق ہوتا ہے)۔ اِس وقت اس راز کی تفصیل اس سے زیادہ ممکن نہیں تھی۔ اِس کے بعد اللہ نے چاہا تو اور تفصیل لکھی جائے گی ــــــــ

والسلام

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

برادر عزیز میاں نور اللہ ـــــــ اللہ تعالیٰ ان کو کمال کی رفعتوں پر فائز کرے فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ اس جگہ (دہلی) آکر اثرِ صحبت محسوس نہ کرنے اور واپس جانے کے بعد اثرِ صحبت محسوس کرنے کا سبب یہ ہے کہ طبیعتِ فقیر اِس زمانے میں علومِ ظاہر کی طرف مائل ہے اور وہ ظاہر کی طرف رُخ کیے ہوتے ہے اور باطن کی طرف پُشت کیے ہوتے ہے۔ اور آپ اِس کے برعکس ہیں ......

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

بعض شبہات کے جواب میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرِ گرامی قدر میاں نور اللہ ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کو عافیت سے رکھے۔
سلام محبت اِنتظام کے بعد فقیر ولی اللہ کی جانب سے مطالعہ کریں کہ آپ کا خط پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ آپ نے بعض شبہات کے تفصیلی جوابات کی درخواست کی تھی لہذا اِن جوابات کو لکھنا شروع کیا جاتا ہے۔

بہر حال یہ بات کہ آپ کے حال کو معلوم نہیں کیا گیا، سچ کہتا ہوں اِس کا سبب ایک انقباض و تکدر تھا جو میں اپنے اندر آپ کی طرف سے پاتا تھا بغیر اِس کے کہ اُس کی کوئی وجہ معلوم ہو ـــــ بہت سی باتیں ہیں کہ منہ تک آتیں لیکن اُن پر لب نہیں کھولے گئے ـــــ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ حال کو خوب جاننے والا ہے ـــــ

بہر حال نایافت کا (نہ پانے کا) قلق و اضطراب آپ کا مقصود ہے، لیکن مرد وہ ہے کہ اس کو جو کچھ بھی پیش آتے اُس کو عقل و ادراک کی ترازو میں تولے، قیل و قال

پر قانع اور ہر چیز میں مقلدِ محض نہ ہو ۔ آپ اپنے عقل و ادراک سے اِس مسئلے پر غور کرو۔ ہم نے آپ ہی کو منصف کیا، (آپ دیکھیں کہ) آیا آپ کو فنا، و بقا، کا کچھ حصّہ اور دوام یاد داشت طریق کی کوئی صورت تاثیرِ صحبت کی وجہ سے حاصل ہے یا نہیں ؟

اگر آپ کلیتہً اپنے آپ کو اس امر میں مشغول کر دیں تو یہ دائرہ لامحالہ وسعت پیدا کرے گا ہاں وسعتِ دائرہ اور ظہورِ آثار کثرتِ توجّہ کے سبب سے ہونا یہ ایک امرِ دیگر ہے ، اور میری غرض یہی معنیٰ ہیں ۔ دی ہوئی چیز کو نہ دی ہوئی سمجھنا اور دیکھی ہوئی چیز کو نہ دیکھی ہوئی جاننا ، بڑے غضب کی بات ہے ۔ اور آپ کی اصلی استعداد اسی دائرے کی وسعت ہے (جس کا اُوپر ذکر ہوا) لیکن اس میں ترقی انعکاس کے طور پر ایک ایسا امر ہے جو حساب سے باہر ہے ۔

بہر حال یہ امر کہ فقہائے حنفیہ کی موافقت بعض ایسے مسائل میں جو کہ خلافِ احادیثِ صحیحہ ہیں ترک ہو جاتی ہے ، اور یہ بات عوام کے طعن و تشنیع کا سبب ہے ، میں کیا کروں آپ بھی جانتے ہیں کہ کھنبایت میں عصر کے بعد ایک واقعہ دیکھا گیا ، اور اُسی دن بعض مسائلِ مجددیت کا ، اور جو قیاس و اجماع میں حق بات ہے ، اُس کا ذکر ہوا تھا ۔ اس کے بعد جب ہم دہلی پہونچے تو ہم سے (عالمِ واقعہ میں) کہا گیا کہ عملیات میں حق سبحانہ کی طرف سے ایک جمعیّتِ قلب حاصل ہو گی ۔ بالجملہ کرمِ باری تعالیٰ سے اُمیدواری یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ذہن اِس کو قبول کریں گے اور اس کے بارے میں مجھے کوئی اذیت نہیں پہونچے گی ، اور اگر پہونچے گی تو میں کیا کروں معذور ہوں : ؎

(ترجمۂ شعر) : " اگر سلطانِ دین مجھ سے طمع کی فرمائش کرے تو میں طمع کروں گا اور اس کے بعد قناعت کے سر پر خاک ڈال دوں گا "۔

بہر حال یہ بات کہ میاں محمد عاشق نایافت کا نعرہ لگاتے ہیں ، ان کے حال پر غور کیا جائے کہ یاد داشت ، توحید اور حق تعالیٰ کی طرف جمعِ ہمت اُن کی رصدگاہیں ہیں یا نہیں ۔

اِس سے پہلے میں نے کہا تھا کہ اُن کو ایک مدّت کے بعد کوئی قلق و اضطراب باقی نہیں رہے گا۔ آپ بھی میرے اِس کہنے کو جانتے ہیں۔ اب اس وعدے کی ابتدا ہے اگر اِس اثناء میں اُن کو کسی اور مقام پر لے آئیں تو یہ حقیقت زیادہ تر واضح و نمایاں ہو جائے گی۔ اُن سے دریافت کریں، اُن ہی کو ہم نے اس مسئلے میں حَکَم و ثالث کر دیا۔

بہرحال یہ بات کہ محمد عالم سے کہا گیا کہ ہمارا کام رونق پذیر ہوگا۔ اس قصّے کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو خلعتِ مجدّدیت دی گئی ہے تو انہوں نے کہا کس امام کی تقلید کی جائے گی؟۔ میں نے کہا کہ حدیثِ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کی (خاص طور پر) تقلید ہوگی۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اِس فقیر کے حق میں وسعت و فراخیِ معاش کا ارادہ کیا ہے، اور فراخیِ معاش کی صورتوں میں سے ایک صورت بیان کی اور یہ کہا کہ اگر کر سکتے ہو تو اِس طور پر کوشش کرو۔ ورنہ ایک مدّت میں یہ دونوں (مذکورہ بالا) باتیں ظاہر ہوں گی، خواہ اِس صورت سے خواہ کسی اور صورت سے ـــــ اب بھی میرا قول وہی ہے، اور حضرتِ کریم مطلق سے یہی امید رکھتا ہوں اور اس بات کے برخلاف ہرگز نہیں ہوگا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ اُس وقت میرے خزانے میں درہم و دینار ہوں گے یہ بات نہیں ہے، بلکہ اتنا خرچہ مل جائے گا کہ پھر غمِ معاش لاحق نہ ہوگا، اور اگر کوئی کنبہ دار یا کوئی غریب و فقیر میری طرف امداد کے لیے متوجّہ ہوگا تو اس کی خوراک و پوشاک کا متکفّل ہو جاؤں گا۔

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ تمام عالم میرے اس طریقے کو قبول کرلے گا بلکہ (قبول کرنے والے) تین یا چار اشخاص ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ کام روشن تر اور واضح تر ہو جائے گا۔ میرے ہاتھ سے نہیں بلکہ کسی اور کے ہاتھ سے، میری نیابت کے طور پر ـــــ اس معنیٰ کر نہ تو یہ کام جذبۂ گمنامی کے خلاف ہوگا اور نہ یکسوئی

کے منافی ہوگا جس کو میرے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے ؎

(ترجمۂ شعر): "مصلحت یہ نہیں ہے کہ راز پردے سے باہر آئے ورنہ رندوں (عارفوں) کی محفل میں کوئی خبر ایسی نہیں ہے جو (معلوم) نہ ہو"۔

برادرم محمد عاشق سے دریافت کرلیں کیوں کہ میں نے یہ حقیقت کئی مرتبہ ان کے سامنے بیان کی ہے (اور یہ بھی دریافت کریں کہ) : کیا میں نے کوئی بات اس سے زیادہ کہی ہے یا میرے کلام میں کوئی کجی اور اختلاف ہے ؟ ۔ مجھ کو آپ کے ساتھ ایک شفقت ہے جس کو میں ترک نہیں کروں گا ۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ آپ اُس شیطان سیرت غیرمسلم کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھیں جو علمِ باطن سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا اور اُس کا علم فقط زبانی ہے ، ورنہ آپ بے قدر اور بیکار ہو جائیں گے ۔

آپ کا کام مسائل میں تقلیدِ محض ہے نہ کہ تحقیق ـــــ ایسا نہ ہو (جیسا کہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے) ؎

(ترجمۂ شعر) " ایک کوّا چکور کی چال چلا ، اُس نے اپنی چال بھی فراموش کردی ۔ یعنی وہ چکور کی چال تو کیا چلتا خود اپنی چال بھی بھول گیا "۔ (کوّا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا)۔

دوسرے یہ کہ آپ نغماتِ قانون (مزامیر) کے سماع کے عادی نہ بنیں کیونکہ یہ مردِ سالک کے لیے ایک بُری بات ہے ۔

" اگر تم اچّھا کروگے تو اپنے واسطے اچھا کروگے ، اور اگر بُرا کروگے تو اپنے لیے بُرا کروگے "۔

والسّلام

مکتوب ششم

﴿۶﴾

حقائق آگاہ شاہ نوراللہ کے نام

[بعض نادیبات وتنبیہات کی تسلّی کے بیان میں]

برادرگرامی میاں نوراللہ سلام محبّت انتظام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

ہماری جنگ بھی صلح کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ ـــــ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے گا تو وہ بندہ کبھی بھی بدبخت نہیں ہوگا، اوراللہ اُس بندے کو کبھی بھی نظرِ غضب سے نہیں دیکھے گا۔ اوراللہ تعالیٰ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے جس بندے کے ساتھ چاہتا ہے۔

مگر چونکہ ہم اِس عالم تغیّر وتقلّب میں پڑے ہوئے ہیں اِس لیے اسی طریقے پر معاملہ کرتے ہیں جو اس جہانِ متغیّر کے مناسبِ حال ہے، اور ساتھ ہی اصل محبّت کی حفاظت اور محبّت کے عدمِ تغیّر کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ فقیر کی مجالسِ صحبت میں سے ایک مجلس میں آپ نے اِن شکوک وشبہات کو پیش کیا تھا (جو خط میں لکھے ہوئے ہیں) اور چونکہ اصل غرض پر

اطلاع کرنا یقینی طور پر مقصود تھا، اس لیے سب باتوں کو مستحسن پایا۔ اور اگر اصل غرض پر اطلاع مقصود نہ ہوتی تو بھی تعلق رکھا جاتا۔ صبر کا میدان اس سے زیادہ وسیع ہے، اور ایک ضعیف پر تشنگی (صبر) کی لذّت قوی فطرت لوگوں کے نزدیک انتقام کی لذّت سے بہتر ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اس طرح کی کوئی بات نہ تھی اور نفس کو اس شورش اور ہنگامے میں کوئی حصّہ نہیں ملا تھا۔

اللہ میرے حال کو، اور آپ کے حال کو درست فرمائے اور کمال کی بلندیوں پر آپ کو فائز کرے اور ہماری آنکھوں کو آپ کے ذریعے سے ٹھنڈا کرے، اور ہماری محبت کو دار الآخرۃ بلکہ اُس سے بعد تک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برقرار رکھے۔ اور آپ کے قدم کی تمام لغزشوں کو اور قلم کی تمام غلطیوں کو معاف فرمائے۔

اِس شورش میں جو طبیعت کے لحاظ سے اچھی نہیں تھی ایک عجیب حالت محسوس ہوئی۔ اس کا کچھ حصّہ ایک طویل پرچے میں میاں محمد عاشق کو لکھا گیا ہے .....
شاید کسی وقت آپ اُس پرچے کی تحریر پر مطلع ہوں گے۔ سفرِ بدنی کی بالکل حاجت نہیں ہے، فقط سفرِ قلبی مطلوب ہے۔

والسلام

مکتوب ہفتم

﴿۷﴾

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[تسلّی اور ارشادِ ادب میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ——— نوّرہ اللہ ———

سلام کے بعد مطالعہ کریں ۔

آپ کا مکتوبِ مرغوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ معلوم ہوئی ———

اے محبوبِ دل ! اس فقیر کے دل کی ایک ایسی خاص کیفیّت ہے جو ازل سے ابد تک متغیّر نہیں ہوگی ، وہ کیفیت ، شفقت ہے خلق اللہ پر عمومی طور سے ، اور خصوصی طور سے ان لوگوں پر جنہوں نے اِس حقیر کے واسطے سے حضرت وجودِ حق کے معاملے میں اپنے تعیّناتِ اعتباریہ کو طے کر کے رکھ دیا ہے ۔ لیکن جب یہ ایک کیفیّت اُن لوگوں تک پہونچتی ہے (جن کو فقیر سے تعلّق ہے) تو وہ ہر دم ایک نئی شکل اپنی اپنی مختلف استعدادوں کے مطابق اپنے اندر پاتے ہیں ۔

(قرآن میں ایک آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے) :

" بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت

کو خود نہ بدلے "۔ [۱۱/۱۳]

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قلم کی زبان آپ کے دل کی زبان کے مقابلے میں زیادہ فصیح و بلیغ ہے ۔ ہونا یہ چاہیئے کہ آپ کے دل کی زبان آپ کے قلم کی زبان سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو ۔ اور اِس صفت میں کوشش کیجیے ۔

(حدیث میں ہے کہ)

" بے شک اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہے لیکن وہ تمھارے دلوں پر نظر رکھتا ہے "۔

وقت تنگ تھا ورنہ اس سے زیادہ لکھتا ۔

مکتوب ہشتم

﴿۸﴾

برادرِ خورد شاہ اہل اللہ پھلتی رح کے نام

[اُس مکتوب کے جواب میں جس کے اندر حضرت شاہ صاحب رح کو سفرِ حرمین شریفین کے ارادے سے (کسی عذرِ قوی کی وجہ سے) رجوع کرنے کی استدعا کی گئی تھی]

برادرِ ارجمند میاں اہل اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ ـــــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام مسنون کے بعد مطالعہ کریں ـــــــ

صحیفۂ شریفہ پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ فقیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مأمور ہے کہ ادائے حج اور زیارتِ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے، اور حضرتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فیوض حاصل کرنے کی شکل پیدا ہو۔

حضرتِ مرحوم (شاہ عبدالرحیم دہلوی رح) کا پہنایا ہوا لباس تھوڑے عرصے کے لیے ہم نے اپنے جسم سے جدا کر دیا ہے ؎

(ترجمہ شعر): "دوست نے میری گردن میں ایک رسّی ڈال دی ہے، اور جہاں اس کا دل چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے"۔

ہمارے نزدیک انسانوں کی اطاعت کے مقابلے میں حضرت حق تعالیٰ کا حکم

اولیٰ واعلیٰ ہے۔

(ترجمہ شعر) "ہم نے اپنے سے اور اپنے رشتہ داروں سے جدائی اختیار کر لی ہے اور ہمارے یار کے سوا جو بھی ہے وہ اغیار رہے"۔

ہمارے ذہن میں مِن جانب اللہ یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ بڑے بڑے (روحانی) میدانوں کی تمام ہمتیں تمہاری حفاظت اور تائید میں مصروف ہیں اور (سفر حج و زیارت کے) جانے آنے میں حضرت حق سبحانہ، کی عنایت تمہارے شاملِ حال ہے۔ اس حکم اور علم یقین کے بعد انتہائی محرومی کی بات ہوگی کہ چند بے توقیر جاہلوں کے کہنے سے کہ جن کی بصیرت کی آنکھ ابھی تک نہیں کھُلی ہے ہم (سفر حج کے ارادہ سے) باز رہیں۔

لباس ولایت جس کو اولیاء کی نیابت میں "عَن فلان عَن فلان" کے طور پر میں نے پہنا تھا، تھوڑے دنوں کے لیے اس تمام لباس کو اپنے وجود سے اُتار کر میں نے تم پر ڈال دیا ہے، اور خود بے لباس ہوگیا ہوں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ایک لباسِ خاص کہ وہ مظہریتِ نور محمدی ہے، اس زمانے میں (قضا و قدر) مجھے پہنائیں۔ اِسی شوق میں ہم کشاں کشاں جا رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جہاں کہیں ہم جائیں گے حضرت حق تعالیٰ اس سے زیادہ (نعمت) عطا فرمائیں گے۔ خوش خوش رہو اور دل میں کسی کدورت کو جگہ نہ دو۔ کوئی غنی ہو یا فقیر ہو، اللہ تعالیٰ اِن دونوں سے بالاتر اور اعلیٰ ہے۔ اور اس آیۃ کو جہر سے پڑھو جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اے رسول آپ کہدیجیے کہ اگر تمہارے آباء اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے وہ اموال جن کو تم نے کمایا اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ مساکن (گھر) جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اگر یہ سب چیزیں تم کو اللہ اور اس کے رسول کے اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر (فیصلہ) کو ظاہر کرے"۔ [۹/۲۴]

والسلام

شاہ اہل اللہ پھلتیؒ کے نام

[اثناء سفر حرمین شریفین سے]

برادر ارجمند میاں اہل اللہ سلمہ اللہ ــــــ

فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں کہ ہم پوری آسودگی اور پوری عافیت کے ساتھ پیر کے دن بتاریخ ۱۲/جمادی الثانیہ (۱۱۴۳ھ)[1] کو اجمیر شریف پہونچ گئے ۱۴/جمادی الثانیہ کو گجرات کی طرف روانگی ہوگی ــــ ان شاء اللہ ــــ

(ترجمۂ شعر) : اے سعدی اگر دوستِ حقیقی موافق ہے تو دونوں عالم کی تکلیفیں اور مشقتیں آسان ہیں ۔

ہم نے دہلی سے اپنا سر اُس وقت تک نہیں نکالا جب تک کہ ہم نے یقینی طور پر یہ بات معلوم نہ کرلی کہ حضرتِ حق تعالیٰ (سفرِ حج و زیارت کے) جانے آنے میں پوری پوری آسانی اور آسودگی شاملِ حال کرے گا ۔ اور اس بات کو یقین کے ساتھ جان لینا بار بار

ل مطابق ۲۰/نومبر ۱۷۳۰ء

کے الہام اور مسلسل ذوق وشوق کے ذریعے سے حاصل ہوا تھا۔

المختصر والدہ صاحبہ کو اور فقیر کے سب گھر والوں کو تسکین و تسلی دیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ گھر میں (حضر میں) بجز حضرتِ حق کے کوئی حافظ و ناصر نہیں ہے، اور وہی سفر کے اندر حافظ و ناصر رہے۔ اور مجھے یہ بھی الہام ہوا ہے کہ یہ سفر جانے اور آنے میں بہت کامیاب رہے گا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ (اس سفر میں) اللہ کی نشانیوں میں سے کس قسم کے فوائد حاصل ہوں گے، لیکن حضرت حق سبحانہ' نے یقین دلایا ہے کہ (اس میں) بہت سے ظاہری و باطنی فائدے نصیب ہوں گے۔ اس کے بعد طولِ سفر کی وجہ سے توقف کرنا اور قلتِ زادِ راہ کی وجہ سے ڈرنا محض بزدلی اور کم ہمتی ہے۔

والسّلام

مکتوب دہم

﴿۱۰﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتیؒ کے نام

مکتوب الیہ کی دادیؒ کی تعزیت میں اور بشارت کے بیان میں

برادر گرامی قدر میاں محمد عاشق جیو سلمہٗ ربہٗ ـــــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام مسنون کے بعد ملاحظہ کریں کہ نانی صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنی ـــ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرماتے اور اُن کے درجات کو بلند فرماتے ـــــــ

نہیں کہا جا سکتا کہ دل پر کیا گذری۔ ہمیں اس خبر سے (ذاتی طور پر) رنج و غم اور تشویش خاطر تو تھی ہی، لیکن آں عزیز (آپ) کے دل کی پریشانی اور آپ کے غم کے تصوّر نے ہماری تشویشِ خاطر کو ایک طرف رکھ دیا ہے، اور ہر جانب سے ہجومِ لشکرِ تردّد نے ہمارے ہوش گم کر دیے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ بہادر شخص کو میدان جنگ میں اور مومن کو صبر و شکر کے موقع پر

ل؎ شیخ محمد پھلتی کی اہلیہ محترمہ، جو شاہ محمد عاشق کی دادی اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی نانی تھیں۔

پہچانا جاتا ہے ، اور یہ صبر و شکر ہجومِ مصیبت کے وقت مومن کی خاص صفت ہے ۔ ورنہ ہر کس و ناکس ایمان و اطاعت کا خیال اپنے سر میں پکاتا ہے (ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتا ہے) ۔ حدیث شریف میں ہے کہ " صبر وہ معتبر ہے جو صدمے کے ابتدائی وقت میں ہو "۔ اور صبر سے مراد محض جزع و فزع (رونا دھونا) اور بے صبری کو ترک کرنا ہی نہیں ہے ، بلکہ اِس طور پر خوش ہونا ہے کہ اگر اس مصیبت کو قضا و قدر اس کے حق میں مقرر نہ کرتے اور اِس غم کو اُس کے دل میں نہ پہونچاتے تو صبر کی جزا ، اس کو کس طرح مل سکتی تھی ؟۔ اُس کا دل پژمردہ ہوجاتا اور جزع و فزع کرتا ۔ (اور جبکہ وہ جزاء اُس کو پہونچ گئی تو گویا سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا اور پیاسے کو شربت نصیب ہوگیا۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو یہی حالت روزی کرے ، کیونکہ یہ حالت صبر کی بلندی اور اُس کی چوٹی ہے ۔

عجائبِ اتّفاق سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اس خبر کے پہونچنے سے پانچ چھ روز پہلے والدہ صاحبہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں ، اور ایک امر کی تیّاری میں سعیِ بلیغ کر رہی ہیں ۔ اُس وقت کچھ معلوم نہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے اِس کے بارے میں پوچھا جارہا ہے ۔ اتنے میں میاں محمد عاشق (یعنی آپ) آگئے ، اور والدہ صاحبہ کے کان میں کہا کہ " نشتر لگادیا گیا اور خون بہت برآمد ہوا "۔ مختصر یہ ہے کہ والدہ صاحبہ کا یہ خواب ان خوابوں کے منجملہ ہے جن سے نجات و بخششِ میّت کا پتہ چلتا ہے ۔ اس کے بعد ان شاءَ اللہ واضح طور پر لکھا جائے گا ۔

عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا تھا کہ کلیم اللہ کے طفیل میں (میرے لیے بھی دعاے خیر کرنا) آپ نے یہ کیوں نہ لکھا کہ میرے طفیل میں کلیم اللہ کو دعاے خیر میں یاد رکھا جائے ـــــــ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ آپ زیادہ محبوب ، زیادہ بزرگ اور میرے دل میں زیادہ گذرنے والے ہیں ۔ شاید آپ اس

نکتے کو نہیں جانتے، اِسی لیے آپ نے اس بات سے چشم پوشی کر لی ہے ـــــــــــ

قُربِ نسبت کو کوئی دور کرنے والا نہیں ہے، بلکہ قربِ قلب کو بھی کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم بھی نہ ہوتے اور دنیا بھی نہ ہوتی ـــــ

نورِ سفید سے ایک رمز مکتوباتِ سابقہ میں آپ کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ (جس کا خلاصہ یہ ہے): ''ایک قلب ہے جس کا رنگ چاند کے رنگ کی چمک سے زیادہ ہے''۔

ـــــ اس دردِ تازہ کو غنیمت جان کر اس کے ذریعے سے بعض باریک حجابات کو دفع کرنے میں مدد طلب کریں اور غم و درد کے ذریعے سے شہرت اور مخلوق سے بھاگ کر مخلوق کی طرف جانے بلکہ مخلوق میں گھُلنے ملنے سے مستغنی ہونا چاہیئے، اور دنیا کو ایسی سخت طلاق دی جائے جس کی وابسی نہیں ہوتی۔ دنیا تفریق اور تشکوک میں ڈال دیتی ہے۔ فکم مِنْ حبیبٍ فارقَ حَبیباً ـــــ

(ترجمۂ شعر): '' وقت آگیا ہے کہ میں قبلۂ بُتاں کی طرف متوجّہ ہوجاؤں، اوران بتوں کے غم کا حرف لوحِ دل پر لکھوں''۔

مکتوب یازدہم

﴿۱۱﴾

شاہ اہل اللہ پھلتی کے نام

[اپنی صاحبزادی کے انتقال کی اطلاع]

أَلا إنَّما الانسانُ ضیفٌ لأهله   یُقیم قلیلاً بینَهم ثمَّ یرحل

(ترجمہ) "آگاہ ہو جاؤ کہ انسان اپنے اہل و عیال میں ایک مہمان کی حیثیت رکھتا ہے۔
ان کے درمیان میں تھوڑا سا قیام کرتا ہے، پھر کوچ کر جاتا ہے"۔

برادرِ ارجمند سلام محبّت التیام کے بعد مطالعہ کریں کہ عائشہ ایک وقتی اور عارضی نعمت تھی جس سے ۲۱ ر ذی الحجہ روز پنجشنبہ تک ہم متمتّع ہوتے تھے۔ چونکہ وہ مالک الملک جلّ مجدُہٗ کی طرف سے ہمارے پاس ایک امانت تھی، اس لیے اُس نے اِس امانت میں اپنا تصرّف کیا ــــ پس ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہوئے ــــ إنّا للّٰه و إنّا إلیهِ راجعون (بے شک ہم سب اللہ کی مِلک ہیں، اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔)

ہر حال میں اللہ کی حمد اور اُس کا شکر کرنا لازم و ضروری ہے۔

اے بھائی تم بھی ایسے ہی راضی ہو جاؤ جیسے میں راضی ہوا۔ اگر راضی ہونے پر

قدرت نہیں رکھتے تو صبر کرو۔ اور اگر صبر نہیں کر سکتے تو بہ تکلّف صبر کرو۔ اور تمھاری طرف سے کوئی زیادہ غم و اضطراب نہیں ہونا چاہیے، اِس لیے کہ یہ اضطراب ایک کمزوری ہے اور ہلکے پن کی بات ہے۔

جاننا چاہیے کہ وقتی و عارضی نعمت مسلسل فائدہ پہونچانے کے لیے نہیں ہوتی لہذا عطا کرنے کے بعد واپس لے لی جاتی ہے۔ پس پاک ہے ذات اللہ کی جو جواد، مجید اور حمید ہے اپنے تمام افعال میں۔

جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں (تمہیں اس خبر سے بہت زیادہ صدمہ ہوگا) تمھارا صدمہ اور تمھاری تشویشِ خاطر بہت زیادہ شاق اور سخت بات ہے۔ ع

چہ گویم ہمہ ہر چہ ہستی توئی

اِسی وجہ سے آں عزیز کا اضطراب و غم ہمارے لیے مصیبت کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ لہذا تمھیں لازم ہے کہ اپنے اِس اضطراب و غم سے ہمارے دلوں کو تکلیف پہونچانے سے پرہیز کرو۔

والسّلام

مکتوب دوازدہم

﴿۱۲﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتیؒ کے نام

[خیرِ کثیر کے مسوّدے کی خوشخبری]

وہ کہ ھمارا دل سراپا ان کے قلم کی تحریر کا دلدادہ ھے

سلامِ مسنون اور اظہارِ شوق کے بعد معلوم کریں ــــــ

کس قدر بے نشاطیاں اور بے مزگیاں ہیں جو اِس بے قرار کو دامن گیر ہو گئی ہیں۔ ـــــ سبحانَ اللہ ! غمِ دنیا کا ہجوم اِس قدر ہو کہ کسی کو بے قابو اور بے بس کر دے ! ـ لیکن ایک شکل وصورت ہے جو بے سر و پا ہے ، اور حکمتوں میں صوفی اور فلسفی کا غرق ہو جانا اُس کی امواج میں سے ایک موج ہے ۔ اس کے ہوتے ہوئے کشاں کشاں کتابِ خیرِ کثیر کی تحریر و تسوید میں سرگرم و مشغول ہوں ۔ اُس کے مسائل و مضامین لگاتار ذہن میں آ رہے ہیں اور جوق در جوق ہجوم کر رہے ہیں ـــــ واللہ المُوفِقُ ـــــ (اور اللہ توفیق دینے والا ہے)

(ترجمہ شعر) '' چونکہ آپ اِس کلام کا مبدا ہیں ، اگر یہ کلام طویل ہو جائے تو آپ خود ہی اِس کو طول دے رہے ہیں '' ۔

والسّلام

مکتوب سیزدہم
﴿۱۳﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتیؒ کے نام

[بعض بشاراتِ مخاطبؒ کے بیان میں]

برادر عزیز القدر میاں محمدّ عاشق سلّمہٗ ربّہٗ، ـــــــ
فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــــــ
رقعۂ شریفہ حجۃ اللہ البالغہ کے اجزاء کے ساتھ پہونچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، اور آپ کے قلب کو اور آپ کی اولاد کے قلوب کو اِسی طرح زندہ رکھے جس طرح آپ نے اِس کتاب کو زندہ کیا۔......
فقیر تہِ دل سے آپ کے سُلوک کی جانب توجّہ رکھتا ہے۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ یہ توجّہ کافی ہوگی ـــــــ

والسّلام

مکتوب چہاردہم

﴿۱۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[بعض طریقِ سلوک کی تلقین و تعلیم میں]

برادر عزیز میاں محمد عاشق سلمہ ربہٗ، فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلام سنتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی ـــــ اِس مکتوب میں ایک طرح کا حُزن و قلق آپ نے تحریر کیا تھا۔ اُس کا عِلاج یہ ہے کہ ایک دو مہینے کے لیے یہاں (دہلی) تشریف لے آئیں۔ کریم مطلق کے کرم سے یہ توقع ہے کہ اچھے طریقے پر یہ شکایت دفع ہو جائے گی۔ اور یہ فقیر ملاقات کا مشتاق بھی ہے۔ جب تک ملاقات نہ ہو اس وقت تک چند شب متواتر غسل یا تازہ وضو کر کے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر "اللّٰہ اللّٰہ" پوری پوری شدّ و تفخیم[1] کے ساتھ ایک ہزار بار پڑھیں، اور اِس پڑھنے میں پیشِ نظر وہ نور ہو کہ جو بالائے عرش قائم ہے والرّحمٰنُ علیَ العرشِ استوٰی (اور رحمٰن تعالیٰ عرش پر بیٹھا) اِسی کی طرف اشارہ ہے ـــــ

---

[1] زور دیکر اور آواز کو صحیح مخرج سے ادا کر کے۔

وہ ایک ایسا نُور ہے جو قمر کی طرح سے صاف اور روشن رنگ والا ہے۔ اور ہم نے زمانۂ سابق میں اِس نور کا حال آپ سے بیان کر دیا تھا۔ اور دَر اصل اِس اسمِ مبارک یعنی اللّٰہ کی حقیقتِ مثالیہ یہی نور ہے اور یہ تَدلّیاتِ[1] حضرت حق میں سے ایک تدلّی ہے کہ تسکینِ قَلق اور تدلّیات کی طرف راہ یابی اِسی کے اندر پوشیدہ ہے۔

المختصر اس طرح سے تصور کریں کہ ظاہری آنکھ سے یہ بات دکھائی دے کہ وہ نور اشیاے مُجرّدہ میں سے نہیں ہے، اور نہ اس قسم کی کوئی چیز ہے کہ عالِم وجود میں اس کی نظیر نہ پائی جاتی ہو، یا اس کا تصوّر دشوار ہو۔ جب تک کہ اس نور کے ساتھ توجّہ ممکن ہو اُسی تصور میں مشغول رہیں اور پھر مذکورۂ بالا باتوں کا لحاظ کرتے ہوتے ایک ہزار بار اللّٰہ اللّٰہ پڑھیں۔ جب تک وقت میں گنجایش ہو یہ عمل کرتے رہیں، اور یہ بات جان لیں کہ وجودِ مطلق اور اُس کی طرف توجہ کرنا سلب وفنا کی قبیل سے ہے، وجود وبقا کی قبیل سے نہیں۔ بقاء ان تدلّیاتِ الٰہیہ کا منشاء یعنی جاے نشو ونما ہے اور فنا اطلاقِ وجود کا منشاء ہے۔ باقی مباحث کو ملاقات پر موقوف رکھا گیا ہے ـــــــ

والسّلام

---

[1] نیچے اترنا، قریب آنا۔

مکتوب پانزدہم

﴿۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[حضرت شاہ صاحبؒ کے تمام اُمور میں کفالتِ الٰہی کا بیان]

برادر گرامی قدر میاں محمد عاشق ـــــ اللہ تعالیٰ ان کو کمال کی بلندی پر فائز کرے ـــــ فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ صحیفۂ شریفہ پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

اتفاق سے اِس جگہ (دہلی میں) ایک شخص صحاحِ ستہ[1] (صحیح احادیث کی چھ کتابیں) (میں سے صحیح مسلم) کی شرح نووی[2] اور تنقیح شرح[3] بخاری فروخت کرتا ہے۔ دل اِن کتابوں کے خریدنے کا خواہشمند ہے لیکن اسبابِ ظاہر یہ یعنی اقتصادی حالات

---

[1] صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائیؒ اور ابن ماجہ۔

[2] ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی متوفی ۶۷۶ھ کی شرح المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج کی طرف اشارہ ہے جو پانچ جلدوں میں چھپی ہے (الاعلام ۸/۱۴۹)

[3] حافظ مغلطائیؒ کے شاگرد بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی متوفی ۷۹۴ھ کی شرح "التنقیح لالفاظ الجامع الصحیح" مراد ہے۔ یہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ (الاعلام ۶/۶۰)

کچھ مدد نہیں کر رہے ہیں۔ کیا کیا جائے؟ ہم نے اپنے آقا و مولا سے جو کہ ہماری جزوی و کلّی حاجات کا متکفّل ہے اس حاجت کو پورا کرنے کی دعا کی۔ حق تعالیٰ نے اس دعا کا قبولیّت کے ساتھ استقبال کیا ــــ اور اُسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور اسی کا احسان ہے ــــ اب دیکھا چاہیئے اس دعا کی قبولیّت کا ظہور کب ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی ایک حویلی فروخت ہو رہی ہے۔ میرے دل میں اس مکان کی خریداری کے لیے آقا و مولا ربّ العزّت سے دعا کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے، اور بغیر مبالغہ کہتا ہوں کہ میرے پاس ایک پیسہ نہیں ہے۔ آقائے حقیقی (بطورِ الہام) فرماتا ہے کہ تمھارے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے، تمام کاموں میں اختیار میرا ہی ہے، اور تمھارے تمام منافع کا میں ہی کارساز ہوں۔ میں نے تم کو اپنے ظہوراتِ حال کا مرجع بنایا ہے اپنے سمجھنے کے لیے نہ کہ غیر کے سمجھنے کے لیے۔ اور کیا میرے سوا کوئی دوسرا تیرے منافع کے لیے متصرّف و کارساز ہے؟ ع

'میں تو باپ سے زیادہ مشفق ہوں،

اِن ایّام میں جو حالت و کیفیّت نصیب ہوئی یہ تھی (جو مذکور ہوئی)۔ یہ بہت ہی رنگین اور عجیب و غریب کیفیت ہے۔

دل ہمیشہ آپ سے مکاتبت و مکالمت کا خواہاں رہتا ہے۔ لیکن قاصد یا سفیر کے جانے کے وقت کو (اور اُس کی عجلت کو) پیشِ نظر رکھتا ہوں ورنہ ع

مَن از کجا غمِ یارانِ مہربان ز کجا

(میں کہاں اور غمِ یارانِ مہربان کہاں!)

مکتوب شانزدہم

﴿۱۶﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتی رحؒ کے نام

برادرِ گرامی قدر میاں محمدؐ عاشق اس فقیر کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ خطِ بہجت نمط پہونچا اور حقیقت واضح ہوئی۔ ماموں صاحب (شاہ عبیداللہ پھلتی) سے التماس کریں کہ ہمت کو مضبوط رکھیں۔ میں کیا کروں کہ میرے اندر ہمت نہیں ہے۔ ہاں ایک خاطر[1] (جذبہ) ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاطر میں کوئی تاثیر عطا فرمادے۔

المختصر دل ہر وقت اتنا کشادہ رہتا ہے کہ اس کو مراد پر محدود کرنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی ، الا بحسبِ خاطر ــــــ

لیکن ہم اس قدر جانتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے دل میں گذرتا ہے اگرچہ وہ بحسبِ خاطر ہی ہو غالب یہ ہے کہ اس کے خلاف نہ ہوگا ــــ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے ــــ

---

[1] دل میں گذرنے والا خیال

مکتوب ہفدہم

﴿۱۷﴾

شاہ نور اللہ پھلتی ثم بڈھانوی کے نام

ایک عقیدت مند کی وفات پر اظہارِ افسوس اور بعض اَسرار کا افادہ

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ــــــ نوّرہ اللہ تعالیٰ ـ

اس فقیر کی جانب سے سلام سنّتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ محمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے اِس عالم سے رحلت کی ــــــ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ہم راضی ہیں ــــــ

دل کو کس قدر صدمہ و غم پہونچا اِس کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ یہ غم اس لیے بھی ہے کہ وہ ایک سچی محبّت کرنے والے، مشقتوں پر صبر کرنے والے، اور بہت خدمت کرنے والے انسان تھے۔ اِس قسم کے انسان (کسی علاقے میں) دو تین یا چار کے سوا نہیں پائے جاتے اس طرح کے واقعات و سانحات کے پیش آنے پر اِس فقیر کو عالمِ ناسُوت (دنیا) سے ایک قسم کی وحشت پیدا ہو جاتی ہے؛ رفیقِ اعلیٰ کی طلب بہت زیادہ دامن گیر ہو جاتی ہے، اور دنیا کی شکل و صورت سے ایک نوع کی بے تعلّقی اور عجیب طرح کی بے خودی سی ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ محمّد خان کی وفات سے ایک عجیب قسم کا غم و الم دل کو پہونچا ــــــ

دوسری بات یہ ہے کہ کسی علم یا کسی معرفت کو رائج کرنے والا اس شخص کے سوا ہوتا ہے جو حضرتِ حق تعالیٰ کی طرف سے اُن علوم و معارف کا مَظہر ہوتا ہے۔ یہی طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کا ـــــــ "اور تم اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے"؛ (۳۳/۶۲)

دیکھنا چاہیئے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ اِن علوم و معارف کا رواج دینے والا کس کو بنائے گا اور یہ سعادت کس کو نصیب فرماتے گا!

آپ نے سفرِ حرمین میں خود میرے اِس تردّد کو لکھا ہے۔ لیکن یہ فقیر اس مسئلے کی اصل اور اس حالت کا منشاء بیان کرتا ہے، (اور وہ یہ ہے کہ) آپ کو اس وقت قربِ نوافل میں ایک اضمحلال اور ایک قُربِ وجود حاصل ہے، جو ہماری اصطلاح میں منتہائے قُربِ نوافل سے عبارت ہے۔ اور حقیقتِ مُدبّرہ کی پختگی سے خلوت و جلوت میں ذُہول (دنیا سے بھول) کی ایک اچھی کیفیّت رکھتے ہو۔ اور یہ حال قربِ فرائض کی ایک شاخ ہے۔ اور مفرد جو کہ اجمال میں تمام مقامات کا احاطہ کرنے والا ہوتا ہے، اور بعض مقامات سے لذّت یاب بھی ہوتا ہے، اُس کو گردشِ اَوقات کے اعتبار سے ذوق و شوقِ حرمین (مکّہ و مدینہ) اِسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ پس آپ حسبِ حال مشتاق ہو کر بیٹھے، اگرچہ آپ ایک امرِ مستحسن کے تصوّر کی حیثیت سے اَب بھی مشتاق ہیں۔ ہم اس معنیٰ کو ایک تمثیل سے واضح کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آنکھ تصدیق و تائید کرتی ہے کہ عورتوں سے رغبت ہونا کمالِ انسان ہے اور آنکھ اِس معنیٰ کی مشتاق ہے، لیکن وہ رغبت جو مردوں کو عورتوں کے اختلاط و ملاقات سے ہوتی ہے فی الحال اُس کو کہاں سے لائیں؟۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی عنایت سے جب اِس شہر (دہلی) میں آپ آئیں گے تو اِس راز سے واقف ہو جائیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اِس بات کو مانگتے ہیں اور بے شک وہ قریب و مُجیب ہے، یہ فقیر اپنی شہرت کے مبالغے سے اور اپنے کمالات کے مشہور ہونے سے اور لوگوں کے عقیدتمند اور تابعدار ہونے سے، اپنے آپ کو اتنا دور پاتا ہے

کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اگر غیب سے کوئی امر جو کہ اِن باتوں کے ظہور کا باعث ہو آتے تو بظاہر اس کے احکام کا ظہور بحسبِ تدبیر اور بحسب بلندیِ بخت ہو گا۔ جب حقیقتِ امر یہ ہے تو کیا کیا جا سکتا ہے؟ لیکن امید قوی ہے کہ نفسِ غیب جو کہ اُمورِ مذکورہ کا تقاضا کرنے والا ہے، بے معنیٰ اور بے کار نہیں ہو گا اگرچہ یہ وَسائط (درمیانی واسطوں) کے ساتھ کیوں نہ ہو۔

المختصر ہم نے یہ نکتہ بارہا تحریر کیا ہے۔ اِس کو مکرر سمجھ لیں۔ رحمٰن نے اپنی مخلوق میں جو مقدّر کیا ہے اس کے علاوہ ہم کسی چیز کی طمع نہیں کرتے ہیں ____

اشیاء کی حِلّت وحرمت دو قسم کی ہے۔ اور یہی اصل ہے ____

دوسرے یہ کہ حِلّت وحُرمت اِشیاء اولیاء، فُقہا یا زُہّاد کی طرف سے ہو۔ ان دو کے علاوہ اس باب میں بہت سے امور ہیں، اور شریعتِ مصطفویہ اس کو بیان نہیں کرتی اور جو حِلّت وحُرمت ملاء اعلیٰ میں منعقد ہوتی ہے، وہ اپنی نسبت میں تغیّر قبول نہیں کرتی یہ کلام ایک طُول وعرض رکھتا ہے جس کو حجۃ اللہ البالغہ میں پوری طرح لکھا گیا ہے۔

فقیر کا آنا جانا بہت دشوار ہے۔ تماشائے سبزہ زار کی آرزو کا جواب دینے کے لیے یہ شعر کفایت کرتا ہے ؎

آں راکہ درسرائے نگار یست فارغ است ٭ از سیرِ بوستان وتماشائے لالہ زار

(ترجمہ) "جو شخص محبوب کے گھر میں رہتا ہے وہ سیرِ باغ اور تماشائے لالہ زار سے بے پرواہے"۔

باقی رہی آپ کے احباب سے ملاقات، وہ آجائیں گے (اور ملاقات ہو جائے گی)۔

فقیر کے دل میں جو بات تھی، وہ یہی ہے جو لکھی گئی اور باقی آپ جو صمیم قلب سے نہ کہ رسم کی بنا پر یا لوگوں کے کہنے سننے سے، یا معرفتِ حقوق کی بنا پر مشورے کا قصد کرتے ہیں، فقیر بے شک آپ کے مشوروں کا تابع ہے، چاہے وہ سفرِ حرمین سے متعلق ہوں یا اُس کے ماسوا ____

ایسا عجیب تبادُر و توارُد[1] ہے کہ جو کچھ اِس مشورۂ حالیہ میں مُصمّم و مقرّر ہوتا ہے امورِ دیگر کے اختلاط کے ساتھ اشارۂ غیبیہ بھی اُسی کی طرف ہوتا ہے۔

والسّلام

---

[1] تبادر: کسی بات کا ذہن میں اچانک آنا۔ توارد: ایک کے بعد ایک بات کا سمجھ میں آنا، ایک جیسا مفہوم ہونا۔

مکتوب ہیژدہم

﴿۱۸﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح کے نام

[چند اشعار پر مشتمل جو کہ اسرار کو متضمّن ہیں]

برادرِ گرامی قدر میاں محمّد عاشق ___ اللہ تعالیٰ ان کو معارجِ کمال پر پہونچائے

فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد سلام محبّت التزام مطالعہ کریں کہ یہاں ہر طرح سے عافیت ہے، اور آپ کی خیریت بھی ہر حیثیت سے مطلوب ہے۔

(ترجمہ اشعار عربی) "(۱) بہت سے فراق ایسے ہیں جو حقیقت میں قُرب ہیں، اور بہت سے فراق ایسے ہیں جو وصل کو کھینچنے والے ہیں۔

(۲) ایسے واقعات میں تو صرف جسم کو دیکھنے والا نہ بن بلکہ حقیقت کا طالب بن"۔

(۳) قُربِ ناسُوت (دنیا والے قرب) میں دھوکا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دانائے راز کے نزدیک یہ ایک قسم کا فراق ہے جو فریبوں اور خیانتوں کو طلب کرتا ہے"۔

میں چاہتا تھا کہ کوئی خاص بات لکھوں لیکن سوائے اِن تین اشعار کے جو ایک عجیب نکتے کو متضمن ہیں، اور کوئی مضمون ذہن میں نہیں آیا۔ اِن ہی اشعار کو کافی سمجھنا چاہیئے۔

والسّلام

مکتوب نوزدہم

﴿۱۹﴾

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ بوڈھانوی کے نام

[بشارت شمولِ حفظ الٰہی برائے شیخ نجیبُ الدّین]

برادرِ عزیز القدر شاہ نور اللہ ــــ نوّرہ اللّٰہ تعالیٰ ــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلامِ سنّت اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا خط بہجت نمط پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

دیہاتوں کی بدنظمی اور شیخ نجیب الدین کا اضطراب معلوم ہوا۔ چاہئیے کہ خاطر جمع رکھیں اور پورے اطمینان کے ساتھ رہیں۔ اگر تمام عالم آگ ہی آگ ہو جائے تو حضرتِ باری کے کرم سے یہ امید ہے کہ آپ لوگ سلامت رہیں گے۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے): ’اور مخالفین نے مکر کا ارادہ کیا پس ہم نے ان کو بہت زیادہ خسارے میں مبتلا کر دیا‘۔

بعد ازیں اِن شاءَ اللہ تعالیٰ آپ کے جان و مال اور آبرو کی سلامتی کی دعا ہر رات کو کی جائے گی جیسا کہ بادشاہِ مسلمین اور اسلامی لشکروں کے لیے کی جاتی ہے۔

احتیاط کے طور پر ہر شخص ہر نماز کے بعد ایک ہزار بار یا حفیظ اور ایک ہزار بار درود شریف اور پانچ بار سورۂ لِاِیلاف پڑھتا رہے، اور ختمِ خواجگان بھی پڑھیں۔

والسّلام

مکتوب بستم
﴿۲۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[مشتمل بر بشارت]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں کہ ایک طویل مکتوب جو ایسے وقت میں لکھا گیا تھا جب یہ فقیر دہلی پہونچنے کے قریب تھا، وہ اچھے وقت میں پہونچ گیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ہمارے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ کوئی راز ایسا نہیں ہوتا کہ ہمیں آپ جس کی اطلاع نہ دیتے ہوں۔ واقعی یہی بات ہے ـــــ میں کوئی راز ایسا نہیں جانتا کہ قصداً آپ سے اس کے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہو۔ ہاں اگر بھول چوک یا تساہل سے ایسا ہوگیا ہو تو وہ دوسری بات ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ اِس قسم کا خیال (آپ کے دل میں) کیوں گذرتا ہے؟ اور اس وسوسے کا کیا موقع ہے؟ ـــــ

(ترجمہ شعر عربی) ”اے علی (محمد عاشق) آپ سے ایسی محبت ہے جو مکمل ہے اور فنا ہونے والی اور متغیر ہونے والی نہیں ہے“۔

المختصر ان ایام کے عجائبات میں سے ایک یہ بات ہے کہ اس فقیر نے ایک دن

خواب میں دیکھا کہ دریائے شور (سمندر) کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے اور وہاں پہ دیوانہ وار ایک شخص ہے جو برہنہ ہے، اور اس کے مزاج میں لڑکپن ہے۔ وہ اپنے ہاتھ یا پاؤں کی حرکت سے ہزار من کا لنگر اور بہت بڑا پتھر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

یہ فقیر اور پوری جماعت اُس کی حرکات سے تعجب میں ہیں۔ اس اثناء میں اچانک ایک عرب کا باشندہ، جو صالحین کی شکل وصورت میں ہے، سمندر کے درمیان سے آواز دے رہا ہے کہ 'ڈرو! ڈرو'! ۔ میں نے جانا کہ وہ عرب اِس جگہ سے بھاگنے کے لیے کہہ رہا ہے۔ میں جلد وہاں سے بھاگا اور اس سمندر کی بندرگاہ کے پیچھے پہونچ کر بندرگاہ کا دروازہ بند کردیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور اس شخصِ دیوانہ کے درمیان فاصلہ ہوگیا۔ وہ دیوانہ ہمارے جدا ہو جانے کی وجہ سے وحشت زدہ ہوگیا اور اُس نے سمندر میں غوطہ کھایا۔ اس کے غوطے سے جو پانی اُٹھا ہے وہ ایک آگ ہے اور وہ آگ ایک خوفناک ہاتھی کی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔ پھر وہ آگ بیٹھ گئی اور غائب ہوگئی۔ اِس حالت کو دیکھ کر میں حیران ہوگیا، اور مبدار فیاض یعنی خداوندکریم سے اِس کی حقیقت معلوم کی ایک الہام قلب پر وارد ہوا کہ یہ شخص جنات کے خبیثوں میں سے ایک خبیث ہے جس کو ہندی زبان میں ''سُر'' کہتے ہیں۔

ان ۲ دو فرقوں کے قویٰ متناہی ومحدود ہوتے ہیں۔ ان دو میں سے ایک فرقہ وہ ہے کہ جس کے نفوس کی سرشت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ جس چیز کی طرف متوجہ ہوں اس کو توجہ کی غایت بنا سکیں۔ بخلاف انسان کے کہ وہ مثلاً ایک پتھر (بآسانی) اُٹھا سکتا ہے اور اُس کے دوگنے وزن کے پتھر کو وہ نہیں اُٹھا سکتا۔

دوسرا فرقہ کاملین کا ہے کہ اُن کی ہمت (توجہ) بھی کوئی حد نہیں رکھتی۔ اس لیے کہ اس سے زیادہ ہمت انسان کی قدرت میں نہیں۔ ان دونوں فرقوں کے درمیان ایک عظیم فرق ہے اِس وجہ سے کہ (درحقیقت) کاملین کے اندر کوئی (ذاتی) قوت نہیں بلکہ تمام تر قوت شخصِ اکبر کی ہے، اِس لیے کہ اجتماعِ اسباب کے وقت؛ اور مصلحتِ کلیہ کے اِس تشکل کے اندر

منحصر ہونے کے وقت اس کامل کے فوارہ میں شخصِ اکبر ظہور فرماتا ہے ۔ ان خبیثانِ جنّ کی قوّت اِن ہی کے نفوس میں رکھ دی گئی ہے ۔ نیز (میرے قلب پر) یہ بھی الہام فرمایا گیا کہ جب بندوں میں سے کسی بندے کو قضاوقدر یہ چاہتے ہیں کہ اس قوم (جنّات) کے دستِ ظلم وستم سے نجات دیں تو اُس قوم (جنّ) کی نظر کو اُس شخص کی طرف سے ہٹا لیتے ہیں ۔

ایسے ہی قرآن اور اسماءِ حسنیٰ کا پڑھنا اسی طریقے سے تاثیر کرتا ہے مقابلہ وتصادم کے طریقے سے نہیں ــــــــ

اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ جادو کی حقیقت ان قویٰ کا توجّہ کرنا ہے کسی شخص کو تکلیف پہونچانے کی طرف کسی نہ کسی طریقے سے ۔ الفاظ کو پڑھ کر ہو ، یا طلسم کے ذریعے ہو ، یا ہمّت اور توجہ سے یا اور کسی طریقے سے ــــــــ اور فقیر (ولی اللہ) لفظِ سحر سے اِس قسم کے قویٰ کی توجّہ مراد لیتا ہے ــــــــ

والسلام

مکتوب بست ویکم

﴿۲۱﴾

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[اُن کے فرزند کے تولد پر مبارکباد اور ارشادِ طریقِ معاش]

برادرِ عزیز القدر میاں نور اللہ ـــــ نَوَّرَہُ اللہ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت انجام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مرسلہ مکتوب پہونچا اور خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ فرزندِ ارجمند کی ولادت سے انتہائی مسرت حاصل ہوئی۔

الحمدُ للّٰہِ ربِّ العلمین ـــــ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ بچے کا نام عطاء اللہ رکھیں ہر شخص کے حق میں یہ بات اَحسن واَولیٰ ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اُسی پر راضی رہ کر اپنے دل کو مطمئن رکھے اور اسی حاصل شدہ کو اپنی ضروری حاجتوں پر بطریقِ میانہ رَوی خرچ کرے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معاش کے اندر میانہ رَوی یعنی اعتدال نصفِ عقل ہے۔ اور معاش کی زیادتی میں اختصار اور سہولت کے طریقے پر بغیر طمع، فسق، تعجیل اور اضطراب کے کوشش کرے۔ اگر زیادتی معاش میسر آجائے تو فبہا (بہت اچھا ہے) ورنہ خیر ـــــ ثروت و دولت کی زیادتی نظر نہ آنے والے اسباب پر موقوف و منحصر ہے۔

فقط بندے کی کوشش مؤثر اور کارآمد نہیں ہوتی۔ پھر اپنے آپ کو کیوں تکلیف میں ڈالے۔
(ترجمہ شعر) " میں تجھکو ایک نصیحت کرتا ہوں تو اِسے یاد کرلے اور اس پر عمل کر۔ اس لیے کہ یہ بات مجھے پیرِ طریقت سے سُن کر یاد ہوئی ہے۔ وہ نصیحت یہ ہے کہ جو کچھ تجھے اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اُس پر راضی رہ۔ اور چیں بہ جبیں (ناراض) نہ ہو۔ اِس لیے کہ مجھ پر اور تجھ پر اختیار کا دروازہ نہیں کھولا گیا ہے" یعنی اس سلسلے میں مجھے اور تجھے اختیار حاصل نہیں ہے۔
خصوصاً اس زمانۂ پُرفتن میں ہر اَدنیٰ و اعلیٰ اپنے کاموں کے لیے فکرمند ہے اور اپنے معاش اور روزی کے لیے مشوش اور پریشان ہے ـــــ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جو غالب ہے اور خوب جاننے والا ہے ـــــ

والسلام

مکتوب بست و دوم

﴿۲۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[مخاطب یعنی مکتوب الیہ کے بارے میں توجہِ خاص کی بشارت اور بعض سوالات کا جواب]

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ ——

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں ——

مافی قریب میں رقعہ نہ لکھنے کا سبب یا تو قاصد کے جانے کی اطلاع کا نہ ہونا ہے، یا قاصد کے جانے کی اطلاع سے پہلے اتنے وقت کا نہ ملنا ہے جس میں خط لکھنے کی اچھی طرح گنجائش ہو۔

یہ فقیر آپ کی نسبت وہی بات اپنے اندر پاتا ہے جس کو ایک شاعر نے اِس شعر میں کہا ہے۔

(ترجمہ شعر): ”چھوٹی پہاڑیاں کام کرنے والے کی کوشش سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہیں۔ مگر میرا غمِ عشق بوجہ اپنی بلندی (کثرت) کے منتقل نہیں کیا جاسکتا۔“

یہ وقت بھی جس میں خط لکھ رہا ہوں اتنی گنجائش نہیں رکھتا کہ اچھی طرح سے بات لکھی جاسکے۔ لیکن اجمالی طور پر یہ ہے کہ آپ کے پوشیدہ لطائف بے شک وشبہ مہذب اور عمدہ ہیں۔۔۔۔۔

دل چاہتا تھا کہ محمد فائق کی تقریبِ مکتب میں شرکت کے لیے پہونچا جائے، لیکن کیا کیا جائے ع

'کبھی ہوائیں کشتیوں کی خواہش کے خلاف بھی چلتی ہیں'۔

مکتوبِ بست وسوم

﴿٢٣﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہٗ اللہ

فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔

عبدالرحمٰن کی والدہ (آپ کی زوجہ) کی کیفیاتِ مرض اور پھر شفایاب ہونا اور اب کمزوری کا باقی رہنا، اور جو بچی پیدا ہوئی تھی اُس کا وفات پاجانا جو خط میں لکھا تھا یہ سب باتیں مطالعے میں آئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، اور آپ کو سلامت رکھے اور اپنے آغوشِ رحمت میں آپ کو ٹھکانا دے۔ "اے گھر والو! اللہ کی رحمت ہو آپ پر بے شک اللہ تعالیٰ حمید اور مجید ہے"۔———

اور وہ نسبت یعنی کلمۂ حسبُنا کتاب اللہ جس پر دلالت کرتا ہے وہ بظاہر حظیرۃ القدس

لہ حسبُنا کتاب اللہ (قول حضرت عمرؓ)

کے اندر تجلّیِ اعظم کے عکوس میں سے کسی عکس پر اعتماد کرنا ہے۔ اِس اجمال کی شرح کو میری کتاب ہمعات کے اندر نسبتِ شاذلیہ کے بیان و بحث میں دیکھنا چاہیئے۔ آپ مکتوبِ مدنی کو بر وقت ملاقات حاصل کریں گے۔

والسّلام

مکتوب بست وچہارم

﴿۲۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[بعض معلوماتِ معروضہ کے استحسان وتعریف میں]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ ـــــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام شوق التیام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ نے جو کچھ تحقیق وجود کے سلسلے میں لکھا تھا کہ وجود اوّلِ اوائل سے صادر ہوا ہے نہ کہ نفسِ اوّلِ اوائل سے ـــــــ یہ بات واقعی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ یہ فقیر کہا کرتا تھا کہ بظاہر اس فقیر کا وجدان تحقیقِ صوفیہ کے فی الجملہ مخالف ہے۔ اِس لیے کہ اوّلِ اوائل مصدرِ وجود ہے نہ کہ نفسِ وجود ـــــ اُس وقت میں کہتا تھا کہ شاید صوفیہ کی مراد بھی یہی معنیٰ ہوں۔ اور یہ بات جو لکھی ہے کہ علمِ حصولی اور علمِ حضوری کی حقیقت تک پہونچنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے، یہ بھی مطابقِ واقعہ ہے۔ اور سبب یہ ہے کہ یہ عُلوم اور دوسرے علوم بھُولے ہوئے خواب جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ اِس لیے کہ وجودِ انسان میں بے شمار طبقات جمع ہو گئے ہیں۔ ہر طبقے کا ایک خاص علم ہے، لیکن مَیل کے طور پر ایک طبقے کا علم دوسرے میں داخل ہوگیا ہے۔ پس ہر ایک طبقے کے وجود کی طرف سے اپنے حکم کے ساتھ تمام طبقات کے گہرے اور دقیق

علوم مترشح (ظاہر) ہوتے ہیں، اور طبقاتِ واضحہ کے اندر طبقاتِ غامضہ کے اضمحلال کی بنا پر یہ علوم روشن نہیں ہوتے ۔ آج کے دن (دَورِ حاضر کے اندر) اطرافِ دنیا (تمام عالم) میں اِسی خوابِ فراموش سے صُلح کر لینی چاہیئے ۔

ایک طبقے کا دوسرے طبقے سے جدا ہونا دو قسم پر ہے ۔ ایک انفکاکِ طبعی (طبعی طور پر جدا ہونا) ہے، اور وہ جسم کی موت کے ذریعے سے ہوتا ہے، پھر ہوائی موت سے، پھر صورتِ مثالیہ کی موت سے اور پھر صورتِ روحیہ کی موت سے، پھر انسانِ عقلی الٰہی کی موت سے الخ اسی طرح مسلسل ـــــــ

دوسرے انفکاکِ علمی جو کسی تدبیر کے اقتران واتصال کے ساتھ ہو، اور یہ (علم کے ساتھ) مخصوص ہے اور ایسے لوگ کم ہیں ۔

اگر سچ پوچھیں تو آپ کا مذکورہ بالا یہ قول بھی علومِ موعودہ (جن علوم کا وعدہ کیا گیا) کی زیادتی وکثرت سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور تحقیقِ کلمۂ طیبہ کے ذریعے سے کہ جس سے ترقیاتِ غیر مُتناہیہ مراد ہیں مرتبہ ودرجہ کی نفی کرنی چاہیئے ۔ اور ذات کی جانب رجوع کرنا ایک ایسا امر ہے جو واقعے کے مطابق ہے ۔ آپ نے اپنے خط میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا تھا ۔ اور علوم نبویہ سے بھی ایک اور رمز آپ کو ظاہر ہوا تھا اور (وہ یہ ہے کہ) انبیاء علیہم السّلام کو اُن کی اُمت کی استعداد کے مطابق صورتِ بقائیہ عطا کرتے ہیں تاکہ یہ انبیاء کے اعمال واخلاق میں جو احکامِ الٰہی منعقد وقائم ہیں اُن کو ظاہر کرنے والی بن جائے ۔

حضرت موسٰی علیہ السلام اپنی خاص استعداد کے مطابق چلتے تھے، اور حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ اُن کو اُن کی امت کی صورتِ بقائیہ کے لباس میں لاتا رہتا تھا تاکہ حقیقتِ نبوت (اور مقصد نبوت) کی تکمیل ہو ۔ ع

" اگر خوشی سے کوئی نہ آئے تو اُس کو کھینچ کھینچ کر لاتے ہیں "

آپ برابر معارفِ صادقہ (سچے معارف) سے آگاہ کرتے رہا کریں ۔ اِس لیے کہ فقیر آپ کے معارفِ صادقہ سے بہت خوش ہوتا ہے ۔ والسّلام ۔

مکتوب بست و پنجم

﴿۲۵﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح کے نام

[بعض احوالِ عجیبہ و غریبہ کے بیان میں]

(ترجمۂ شعر) "محبوب میرے پاس پہونچا اور مجھ کو بے چین کر دیا، اتنی دیر نہیں بیٹھا کہ میں اپنے دل کو تسلّی دے سکوں"۔

ہاں (بے شک) جو شخص حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کے آئین کو چھوڑ دے جو خالص حقیقت کی طرف توجّہ کرنا ہے، اور فنا ہونے والی چیزوں کی محبّت میں گرفتار ہو جائے اُس کی سزا یہی ہے کہ قضا و قدر اس کو غمِ دل کی بدبُو میں مبتلا کر دیں ـــــ فانی چیزوں پر تُف ہے اور پھر تُف ہے ـــــ اگرچہ اس کے ضمن میں بادۂ توحید کے ساغر پلائے جائیں اور قرب کی خوشیاں بر دے کار آئیں۔

(ترجمۂ شعر): "اُس یارِ دلنواز کے شکر کے ساتھ ساتھ اُس کی شکایت بھی ہے۔ اگر تو عشق کا نکتہ داں ہے تو اچھّی طرح سے یہ حکایت سُن"۔

ایک شخص کو حباب ہائے دریائے قدیم میں سے ایک حُباب (بُلبلے) سے واسطہ پڑا۔ رفتہ رفتہ اُس سے محبّت اور دل بستگی پیدا ہوئی اور پھر وہ محبّت خالص ذاتِ حُباب

کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس حباب کے بعض اچھے اوضاع و اطوار کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ اگرچہ شروع میں اس معاملے سے بھی کچھ سلسلہ جنبانی کی ہو۔ پھر وہ دل بستگی بلبلے کی ذات سے آگے بڑھ کر پانی کی ذات سے متّصل ہو گئی اس لیے کہ بلبلے میں پانی کا ہی ظہور رہے۔ اور اس مقام پر توحید کی تند و تیز شراب اس شخص کے دماغ میں سرایت کر گئی اور وہ کچھ عرصے تک اس بادۂ توحید کے نشّے میں مست و بیخود رہا۔ اچانک دریائے قدیم خود اپنے اندر چلا گیا اور اُس نے اِس حباب کو توڑ پھوڑ دیا، اور وہ محبت و دل بستگی الم و غم کی صورت میں ظاہر ہو گئی۔ وہ کوئی ایسا غم و الم نہ تھا کہ جس کو ترازو میں تولا جا سکے یا پیمانے سے ناپا جا سکے۔ بلکہ وہ غم ایک سمندر کے بعد دوسرا سمندر تھا ــــــــ

(ترجمہ آیتہ) ''اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر رہے ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں'' [۱]

پھر وہ غم خود گم ہو گیا اور عینِ دریا بن گیا، اور اس نے عجیب و غریب شست و شو (دھلائی) کی۔ پھر اس شخص نے توبہ کی کہ اس کے بعد وہ حبابوں سے دل بستگی نہ کرے گا ــــــــ

یہ اللہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے ــــــــ

(ترجمہ شعر) ' وقت آگیا ہے کہ میں محبوبِ حقیقی کی طرف رُخ کروں اور اُس کے غم و عشق کے حرف کو اپنے دل کے تختی پر لکھوں۔ میں جمالِ جاودانی (پایدار) کا قصد کرتا ہوں (طالب ہوں) اور جو حسن پایدار نہ ہو اُس سے بیزار رہوں '۔

اِن دنوں لوگوں سے ملنے جلنے سے ایک قسم کی بے تعلّقی ظاہر ہو گئی ہے، اور دل کا میلان ترکِ اختلاط کی طرف ہے۔ لیکن بچّوں کی تربیّت کا وُجوب ایک ایسی قید ہے جو خلوت کے حقوق کو پورا کرنے کو مانع ہے۔ بہر نوع جب کُل کو حاصل نہ کیا جا سکے تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔

والسلام

---

[۱] پارہ ۲۱ لقمٰن ۳۱ رکوع ۱۲ آیتہ ۲۷

مکتوب بست و ششم

﴿۲۶﴾

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ لاحق ہونے کی علامت کے بیان میں اور تجرید و تفرید کے ارشاد میں]

برادرِ عزیز القدر میاں نور اللہ ـــــ نوّرہ اللہ تعالیٰ ـــــ ذوق و شوق کے ساتھ رہیں۔
فقیر ولی اللہ کی طرف سے واضح ہو کہ آپ کا نامۂ مشکیں شمامہ پہونچا اور دل اس کے مطالعے سے محظوظ و مسرور رہا۔

سعادتِ انسان کی علامت اور اُس کے ملاءِ اعلیٰ سے لاحق ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ہمیشہ اُس کے قلب میں ایک حرارت اور ایک انجذاب پایا جائے کہ جس کے ذریعے سے وہ تمام تعلقاتِ دنیویہ و اُخرویہ کو دفع کر دے۔

ہاں جو حضرات اربابِ حل و عقد (منتظم) ہیں اور بڑے بڑے روحانی عہدوں پر فائز ہیں اُن کی بات دوسری ہے۔ ہم کو اور آپ کو مناسب یہی ہے کہ جب تک نقطۂ لاہوت تک نہ پہونچ جائیں مسافر کی صورت میں رہیں ـــــ وطن کی محبّت ایمان کی علامت ہے ـــــ

والسّلام

مکتوب بست وہفتم

﴿۲۷﴾

حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کے نام

[علاجِ حیرت کے بیان میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ــــ نوّرہ اللہ تعالیٰ ــــ اس فقیر کی جانب سے مطالعہ کریں۔ آپ کا مکتوب پہونچا اور حالات معلوم ہوئے۔ آپ نے حیرت کے متعلق نشان دہی کی تھی حیرت کا علاج یہ ہے کہ افکارِ قلبیّہ (مراقبات) میں التزام کے ساتھ مشغول رہیں یہاں تک کہ اسمِ مجدّد ستارہ کی طرح روشن ہو جائے۔

سفرِ گجرات میں مجالسِ صحبت کے اندر اس مضمون کو میں نے بہت کچھ بیان کیا ہے شاید آپ کو یاد ہو گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ایک اچھی حالت ہے۔ اگر اس حالت کے آداب کو آپ بجالائیں گے تو وہ (اسم مجدّد) پوری طرح سے روشن ہو جائے گا ورنہ ناقص (کم روشنی کا) رہے گا۔

والسّلام

مکتوب بست و ہشتم

﴿۲۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[مکتوب الیہ کے حالت اعتکاف میں اپنی توجہ کرنے کی خوشخبری اور بعض دوستوں کے ارشاد و تلقین کے بیان میں]

اخی اعزّی میاں محمد عاشق سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ

آپ کا خط بہجت نمط پہونچا اور حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔ آپ خوشی کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھیں۔ ایسے بہت کم دن گذرتے ہیں کہ آپ کی یاد دل میں نہ آتی ہو۔ ایسی یاد نہیں کہ جو بیگانوں، آشناؤں یا بھائیوں اور اُن جیسے لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ بلکہ ایسی یاد جیسے کوئی خود اپنے کو یاد کرے۔ اس سے زیادہ کیا کہا جاسکتا ہے اور کیا لکھا جاسکتا ہے۔

بہرحال میں نے فلاں شخص کے بارے میں غور کیا کہ وہ کس کی مجلس میں بیٹھے۔ تو میرا دل آپ کے سوا کسی پر نہیں ٹھہرا کہ جس کی صحبت اُس فلاں کو نافع ہو۔ بس چاہیئے کہ وہ آپکے پاس بیٹھے۔ آپ اللہ کا ذکر کریں اور وہ بھی اللہ کا ذکر کرے، امید ہے کہ یہ بات آپ دونوں کے لیے نفع بخش ہوگی، خاص طور پر اعتکاف کی حالت میں ــــــ یہ بات میری طرف سے اُس فلاں کو پہونچادو۔

آپ کے خطوط پہونچتے ہیں، لیکن وہ خطوط نشاط و مسرّت سے بھرے ہوئے نہیں پہونچتے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیا بات ہے۔ اپنے دل کو ٹٹولیں۔ محمد خلیل کو اس فقیر (ولی اللہ) کی طرف سے یہ بات پہونچا دیں کہ اعتکاف میں آپ کا خادم رہے اور وہ ہر روز دو گھڑی آپ کے زانو بہ زانو بیٹھے اور ذکر کیا کرے۔

والسّلام

مکتوب بست ونہم

﴿۲۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[رسالۂ الطاف القدس کے بیان میں اور چند سوالات کے جوابات]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہٗ اللہ تعالیٰ سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــ
کتاب الطاف القدس[1] میں عجیب وغریب علوم ومعارف آگئے ہیں جو قریب چھ جزو کے ہیں یہ تمام علوم تازہ بہ تازہ نو بہ نو اور بعض مسائل علمیہ کی تخصیص کرنے والے ہیں۔ ایسے مضامین اس دور میں شاید کسی کے قلب پر وارد نہ ہوئے ہوں۔ صوفیہ کی بعض غلطیوں کو اس کتاب میں حل کیا گیا ہے۔ یہ بات شاید اسی کتاب کے ساتھ مخصوص ہو۔
حضرت سلیمان علیہ السلام نے حق کے پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی: "اے اللہ مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے[2]"۔
اور یہ صورت کسی کی شرکت کو برداشت نہیں کرتی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہہ کر کہ میرے بھائی ہارون کو میرا شریک بنا دیجیے تبلیغ کا ارادہ کیا تھا۔ اصل کمال کا نہیں

لے شاہ صاحب کا یہ رسالہ ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۹ء) میں مطبع احمدی دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔

لے پارہ ۲۳ ع ۱۲

کہ وہ اصل کمال کی تجدید کرنے والے تھے، اور تجلّیِ قُدس کا دَور دَورہ اُن پر ہو چکا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے مشارکتِ سلیمانؑ سے اِسی وجہ سے احتراز کیا کہ انانیت کبریٰ یعنی حق تعالیٰ نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول کر لی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات مبارک سے یہ داعیہ (مطالبہ) ختم ہوگیا، اور آپ خود اپنے اختیار سے اِس ارادے سے باز رہے[1]

والسّلام

---

[1] حدیث مشکوٰۃ شریف

مکتوب سی ام
﴿۳۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[رسالۂ الطاف القدس کے بارے میں]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہم اللہ تعالیٰ ____

سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ لطائف والا مکتوب رفتہ رفتہ حدِ مکتوبات سے بڑھ گیا اور ایک مستقل رسالہ ہوگیا ہے

ترجمہ شعر: " اس کلام کا آغاز چونکہ آپ کی ذات ہے، اِس لیے اگر یہ کلام طویل ہو جائے تو آپ ہی اِس طُول کا سبب ہوں گے ۔"

ناچار یہ بات لازم ہے کہ ہر مطلب کے لیے ایک فصل قائم کی جائے اور دوسرا مسوّدہ بھی ضروری ہے اِس رسالہ کا نام ذیل کے ناموں میں سے کوئی ایک ہونا چاہیئے :

(۱) فتوح القُدس فی لطائف النفس (۲) الطافُ القدس فی لطائف النفس
(۳) الفتوح القدسیۃ فی اللطائف النفسیۃ (۴) الفتح الانفس فی سیر الانفس

یا اِن چار ناموں کے سوا آپ جو نام مقرر کریں وہی رکھ دیا جائے گا۔ حسب دستور قدیم کہ فقیر کی ہر تصنیف کی تبییض (مسوّدے کو صاف کرنے) یا تصحیح کرنے یا اُس کا نام رکھنے میں

یا دوسرے اُمور میں آپ کو دخل رہا ہے ـــــــ

المختصر یہ رسالہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ـــــــ

جیسا کہ بوڑھی تجربہ کار عورتیں مجرّب دوائیں جانتی ہیں اور مریضوں کو دیتی ہیں ۔ اور ایک طبیب ہوتا ہے کہ وہ اعضاے بدن کی تشریح کرتا ہے، اور ہر ہر عضو کی آفت اور بیماری کو جانتا ہے، اور اِس آفت اور بیماری کا سبب بھی جانتا ہے، اور قانونِ کلّی کے ساتھ کہ جس کا ملکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو دیا ہے، اُس کا علاج و معالجہ کرتا ہے۔ یہی نسبت اُن لوگوں کے درمیان جنہوں نے سیرِ مقامات کی ہے، اور طالبوں کو سلوک طے کرایا ہے، اور اُس شخص کے درمیان ہے جو لطائفِ نفس اور احوالِ نفس کا علم رکھتا ہے۔

دوسری قابلِ تحریر بات یہ ہے کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اِس کتاب کا زندہ کرنا اِس فقیر کے ذمّے درگاہِ الٰہی سے مقرّر ہوگیا ہے۔ (فقیر) اِس کی بالفعل ایک فہرست (عنوانات) لکھ رہا ہے اور اس کو تفہیمات میں سے ایک تفہیم بنائے گا۔ ان شاء اللہ۔ آپ اپنے ظاہری و باطنی حالات تفصیل سے لکھتے رہیں اس لیے کہ دل منتظر رہتا ہے۔

والسّلام

مکتوب سی ویکم

﴿۳۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہٗ اللہ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ یہاں بر خیریت ہے۔ اور آپ کی خیر وعافیت مطلوب ہے۔ خط نہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ علاقہ بارہہ کی سیر کے لیے گئے ہوئے تھے ؎

(ترجمہ شعر) ' راہِ عشق میں قرب وبُعد کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ میں آپ کو برملا دیکھ رہا ہوں اور دعا بھیجتا ہوں '۔

والسّلام

مکتوب سی ودوم

﴿۳۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہٗ اللہ۔

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ مکتوبِ گرامی پہونچا اور حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے آپ کو شرف بخشا ......

اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے احباب کے لیے اِس سے زیادہ کی درخواست کرتے ہیں ـــــ

مکتوب سی و سوم

(۳۳)

شاہ محمد عاشق پھلتی رحمہ اللہ کے نام

[مکتوب الیہ کے لیے ایک معرفتِ عظیمہ کا اشارہ اور بعض بشارات]

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق فقیر ولی اللہ کی طرف سے مطالعہ کریں ــــــ

(آپ نے اپنے خط میں) لکھا تھا کہ جو رقعہ آپ نے (شاہ ولی اللہ نے) قبول محمد کے ہاتھ بھیجا تھا وہ گُم ہو گیا۔ اُس کی گمشدگی کے باعث ایک شدید غم دل کو پہونچا۔

کہد و کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ فانی ہے اور ہم سرمدی ہیں، اور دوامِ حق کے ساتھ دائم ہیں ہم نہیں مریں گے: ع

(ترجمہ مصرعہ) ' ہمارا دوام دفترِ عالم پر ثبت ہے '۔

ان شاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عظیم القدر معارف کہ جن کو رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں تحریر کیا گیا ہے عن قریب پہونچیں گے۔ وہ معارف اس مضمون پر مشتمل ہیں جس کی طرف اس مکتوب کے شروع میں اشارہ ہے۔ اِس کے علاوہ بھی دوسرے معارف ہیں۔ نور کا بچشمِ ظاہر دیکھنا مبارک اُمر ہے۔ وہ عالم شہادت (عالمِ ظاہر) میں بعض اُمورِ ملکوت کے ظہور کا پتا دینے والا ہے۔ اِسی تاریخ سے آپ علم سے شہادت کے درجہ میں آ گئے۔

اِس وقت ان ہی مختصر کلمات پر راضی ہو جانا چاہیئے۔ وقت تنگ ہے اور قاصد ٹھہرنے والا نہیں ہے (جلدی کر رہا ہے)۔ والسلام

مکتوب سی و چہارم

﴿۳۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[بعض آیات کی تاویل جس کو مکتوب الیہ نے لکھا تھا اُس کے استحسان و تعریف میں]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ ربہٗ۔

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام سنّتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ نے جو کچھ آیۂ نحنُ أقربُ إلیه من حبل الورید (۵۰ : ۱۶) اور آیۂ إن الصفا والمروة من شعائر اللّٰه (۲/۱۵۸) کے متعلق لکھا تھا وہ سب ظاہر کے مطابق ہے۔ اس کی تعبیر علم ظاہر و علم باطن میں جلد تیار ہو جاتا ہے۔

مکتوب سی وپنجم
﴿۳۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

برادرعزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ ـــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں ؎

(ترجمہ شعر عربی) ' میں اے حبیب ایسی محبت پر ہوں جو دائمی اور ابدی ہے اور متغیر نہیں ہوتی'۔

آپ کی جانب دل کو ایک ایسا کامل انجذاب اور ایسی زبردست کشش ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

میں نے قصبہ بوڈھانہ میں کہا تھا کہ تدبیر منزلی میں کوئی نقصان نظر آرہا ہے۔ یہ بات آپ کو یاد ہوگی۔ اب ایسا دکھلایا جارہا ہے کہ کچھ نہ کچھ راحت عطا کریں گے۔ دیکھا چاہیئے کہ یہ بات کس طرح سے ظہور میں آئے گی۔

والسلام

مکتوب سی و ششم
﴿۳۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ ربہٗ فقیر ولی اللہ کی جانب سے مطالعہ کریں ـــــ

آپ کا خط بہجت نمط پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی ـ چونکہ اس فقیر کے دل میں یہ بات ہے کہ فقیر کی تصنیفات و تالیفات کی جمع و تدوین میں آں برادرِ عزیز القدر کو ایک خاص دخل ہے، تبییض کے لحاظ سے بھی اور اس کے علاوہ بھی ـــــ

اسی بناء پر نور العیون کے ترجمہ کا نام آپ پر موقوف رکھا گیا تاکہ اس نام رکھنے کے سبب سے ہی اس کتاب کی تکمیل آپ کے ہاتھ سے ہو ـــــ

آپ جو چاہیں اس ترجمہ کا نام رکھیں ـ ترجمۂ نور العیون کو حاملِ رقعہ کے ہاتھ بھیج رہا ہوں ـ

والسلام

ــــــــــ

مکتوب سی و ہفتم
﴿۳۷﴾

شاہ محمّد عاشق پُھلتی رحمہ اللہ کے نام

[بعض مکشوفات کے بیان میں]

برادرِ عزیز القدر میاں محمّد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ـــــــ

فقیر ولی اللہ عُفی عنہ کی جانب سے سلام محبّت مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ اس طرف کے حالات لائقِ حمدِ الٰہی ہیں۔ آپ کی جانب سے بہت سے خطوط پہونچے۔ اس زمانہ میں مؤطا کے ترجمے میں مشغولیّت ہے۔ حضرتِ باری سے یہ امید ہے کہ اس کی تکمیل کے بعد جو کچھ ذہن نشین اور مدِّ نظر ہے وہ وقوع پذیر ہو جائے گا۔

آپ نے لکھا تھا کہ کوئی فائدہ مناسبِ قولِ حالی ایک مدّت سے آپ نے نہیں لکھا۔ (اب میں لکھتا ہوں):

مجھے کئی مرتبہ یہ بات مکشوف ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں میں عجیب عجیب اسرار ہیں...... ـــــــ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اندر ایک حکم کو جاری کیا، پس وہ حکم اُن کی ذُرّیت میں سرایت کر گیا اور برابر اُن کی ذرّیت میں کتاب، حکمت اور نبوّت جاری رہی۔

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فریدون کے اندر ایک حکم جاری کیا، پھر برابر ان کی ذُرّیت میں ملک اور سلطنت رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

اور جیسا کہ جدِ چنگیز خان اور تیمور میں ایک سِرّ (بھید) جاری کیا پس اُن کے خاندان میں جب تک اللہ نے چاہا سلطنت رہی۔

اور اسی طرح میرے اُوپر یہ بات کھولی گئی کہ بے شک میرے اندر اور میری کتابوں میں اور میری اَولاد میں ایک سِرّ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو جاری کیا، پس وہ جاری رہے گا قیامت تک اِنْ شاءَ اللہ تعالیٰ ————

والسلام

————

مکتوب سی و ہشتم

۳۸

شاہ نور اللہ کے نام

[مکتوب الیہ کے بعض مکشوفات کا استحسان اور اپنے بعض مکشوفاتِ عالیہ کے بیان میں]

برادرِ گرامی قدر میاں نور اللہ ___ نوّرہ اللہ تعالی ___ اس فقیر (ولی اللہ) کی جانب سے مطالعہ کریں۔ آپ کا خط بہجت نمط پہونچا۔ جو کچھ آپ نے لکھا تھا وہ دیکھنے والے کے معاملے کی حقیقت پر دلالت کرنے والا ایک کشف ہے جو کہ مُطابقِ نفس الامر ہے ___

لیکن یہ ضرور ہے کہ آپ کا حال اِس بات کا مقتضی نہیں ہے کہ یہ مقام برابر حاصل رہے۔ بلکہ اس قسم کی محبت میں استغراق ہو جانا بھی ایک قسم کا حال ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے کہ اُس پر غیب کے انوار فائض و وارد ہوئے اور اُن انوار نے اس بندۂ خدا کو ہر طرف سے کھینچنے کا ایک آلہ بنایا ہے۔ مگر اس صفت کا ظہور تمام مخلوق کے سامنے کچھ عرصے کے بعد ہوگا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انبیاء علیہم السّلام کے لیے بہت سی غنیمتوں اور نعمتوں کا ظہور بعد شدّت کے اور بعد مدّت کے ہوا۔ یہی حالت کاملین میں سے انبیاء کے وارثین کی ہوتی ہے۔ بعض ایسے انبیاء ہوئے ہیں کہ اُن کے انوار اُن کی حیاتِ ظاہری میں عیاں نہیں ہوئے۔ بلکہ اُن کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ظہور میں آئے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشارقِ ارض و مغاربِ ارض (بہت سے شرقی و غربی ممالک) دکھائے گئے اور حضور صلی اللہ وسلم کو ان علاقوں کے اموالِ غنیمت نہیں دیے گئے، یعنی آپ کے زمانے میں وہ علاقے فتح نہیں ہوئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الہام ہوا کہ کسریٰ (شاہ فارس) ہلاک و برباد ہوا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر (شاہ روم) ہلاک و برباد ہوا اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

ان فتوحات کا ظہور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہوا۔ پس جاننا چاہیئے کہ ہر چیز کے لیے ایک میعاد معیّن اور مقرر ہے۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

(ترجمہ شعر مثنوی): "ایک زمانے تک اِس مثنوی کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ خون کے دودھ بننے تک ایک مدّت درکار ہے"۔

مکتوب سی و نہم

﴿۳۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[مکتوب الیہ کی بعض معلومات کی تصویب و تصدیق میں]

برادرِ گرامی قدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ فقیر ولی اللہ کی جانب سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں کہ آپ کے کئی خطوط یکے بعد دیگرے پہونچے۔ پہلے خط میں مقیدات و تعینات کے اندر ظہورِ مطلق کی خبر دی تھی ......

یہ حقیقی کشف ہے اور بعض اوقات اِس کشف کو بھول جانے میں یا اُمورِ محبوبیت اور اُمور وحدانیت کی نسبت سے اس معرفت کے اندر ضعف پائے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اس کا سبب پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔

المختصر آپ اطمینانِ قلب کے ساتھ مشغول رہیں۔ جو کیفیت آپ پر گذر رہی ہے وہ وہی ہے جو پہلے درویشوں پر گذرتی تھی۔ اس کیفیت کی وہ حضرات خبر دیتے تھے اور جوش کا اظہار کرتے تھے۔ اس کیفیت کے بارے میں زمانے کا تقدم و تاخر (آگے پیچھے ہونا) تحقیق کی رُو سے کوئی دخل نہیں رکھتا۔ اگرچہ عام ذہنوں کی رُو سے (تقدم و تاخر) کو پورا پورا دخل ہے۔

اس زمانے میں ایک قصیدہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعض اشعار ادھورے رہ گئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تین تفہیمات کے ساتھ یہ قصیدہ پہونچے گا۔

والسلام

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[مکتوب الیہ کی طرف توجّہِ خاص کے بیان میں]

برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ فقیر ولی اللہ عُفی عنہ کی جانب سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کے دیدار کا جو شوق ہم رکھتے ہیں وہ درحقیقت ازلی ہے کہ تجدّد کو زوال کی صورت میں اُس کے دامن تک پہونچنے کی قدرت نہیں۔ یہی ایک لطیفہ ہے جو کہ خود اپنے اندر پیچیدہ ہو رہا ہے۔ ایک جگہ سے رُونما ہوتا ہے اور دوسری جگہ کو اپنا قبلۂ توجہ بناتا ہے اور پھر خود ہی اپنے میں گُم ہو جاتا ہے۔

والسلام

مکتوب چہل و یکم
﴿۴۱﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتی کے نام

[الطافِ بے پایاں پر مشتمل]

برادرِ عزیز، گرامی قدر میاں محمد عاشق سلام مسنون کے بعد مطالعہ کریں کہ خط بہجت نمط پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی۔

حدیث شریف میں ہے 'بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں کو اور نیتّوں کو دیکھتا ہے'۔

سبحان اللہ! جو لوگ کہ جان کی برابر ہوں بلکہ عینِ جان ہوں اُن کا معاملہ دوسروں کے معاملے کی طرح نہیں ہے۔ آپ کے اخلاص وجود اور صلاحیت حال کے بارے میں ہم بالکل راضی اور مطمئن ہیں۔ اس راستے سے کوئی خطرہ دل میں نہ لائیں، نہ اِس وقت اور نہ اِس کے بعد ___ حالیہ وقت تنگ تھا۔ بس اسی قدر پر اکتفاء کریں اور اس شعر میں غور کریں ؎

دنوتَ فلم أهدى التحية .فى الصباء+ فهل لى إلى قلبى يكون رسول

ترجمہ: تو قریب آیا، اور میں نے سلامِ محبت کا ہدیہ بھی پیش نہ کیا۔ کیا کوئی ہے جو میرے دل کا قاصد بن جائے!

والسّلام

مکتوب چہل و دوم

﴿۴۲﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

[بشارتِ عظیمہ کے بیان میں اور ایک سوال کا جواب]

برادرِ گرامی قدر میاں محمد عاشق سلام سنّت اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا۔ چند مرتبہ دل میں یہ بات آئی کہ آپ کو استعداد کے موافق نقطۂ ذات تک رسائی حاصل ہوگئی، اگرچہ وہ علوم غریبہ کے ضمن میں ہو اور یہ بھی دل میں آیا کہ عنقریب اس کی صورتِ بقاء کا ظہور ہوگا۔ مدّت ہوگئی کہ اس کیفیّت کا میں منتظر ہوں۔ تعجب ہے کہ اب تک اس کیفیّت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی۔

جس خواب کا ذکر کیا گیا ہے اُس کی ایک غرضِ اصلی جوارح حق میں سے ایک جارحہ کی ضرورت ہے۔ اور مخلصین کے قلوب میں نُصرتِ خداوندی کا علم ہونا اور دینی جدّ و جہد کے اسباب کا مہیّا ہونا ہے اور دوسری غرض مسلمانوں کو فتحِ عظیم کی بشارت دینا ہے۔ سلطنت خود قائم کرنے والی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ سلطنت ذاتی طور پر خود اپنے کو جمانے والی چیز نہیں ہے۔ اِس کے سوا اگر کوئی اور چیز اپنے کو جمانے والی اور مستحکم کرنے والی ہو تو وہ بعید نہیں ہے ــــــ

حقائق آگاہ شاہ نوراللہ بوڈھانوی کے نام

[بعض مکشوفات کی تحقیق میں]

برادر عزیز القدر میاں نوراللہ، نوّرہ اللہ تعالیٰ ــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی۔ حقیقۃ الحقائق کی اصل ہر تقیّد و تعیّن سے مبرّا اور منزّہ ہے۔ اس کے باوجود بہت سے مظاہر میں وہ حقیقت جلوہ آرا ہے اور اس نے ہر جگہ ایک حکم ظاہر کیا ہے۔ منجملہ اُن مظاہر کے شخصِ اکبر کے قلب پر تجلّی فرمائی اور اس تجلّی سے ملکوت پر ایک نورانی عکس پڑا۔ اگر اس عکس کے لحاظ سے کوئی چیز ثابت کریں اور اس کو ایک روشنی اور شعشعان[1] کہیں تو بجا ہے۔ ایک سالک کو اس سے اکثر سابقہ پڑتا ہے۔ چشم معرفت سے اس عکسِ نورانی کی طرف متوجہ ہوتا رہتا ہے، اور ایک اچھا عقیدہ اُس کے دل میں جلوہ گر ہوتا رہتا ہے۔ بہرحال تحقیق کا تشبیہ اور تنزیہہ میں جمع کرنا ہے اس طور پر جس کا ذکر کردیا گیا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ وجود کی حیاتِ برزخی بلکہ ہر موجود کا وُجود حضرتِ وجود مطلق کی طرف سے اُس وجود کو

[1] شعشعان ۔ روشنی کی پھوار۔

آگے بڑھانے پر ہے، اور یہ وجود مطلق ہی نفسُ الامری اور حقیقی وجود ہے، سالک اس معنیٰ سے آگاہ ہو یا نہ ہو۔ بسا اوقات سالک پر یہ نفس الأمری ارتباط استغراق واستہلاکِ علمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور حکم لگاتا ہے کہ حیاتِ برزخی معرفتِ حق کا سبب ہے۔ اور پھر جب بعض غافلوں کو موجود دیکھتا ہے تو اشکال میں پڑجاتا ہے۔ اس علم کا منشا، یہ ہے کہ اس سالک کے نفس و ذات میں حضرت وجودِ مطلق کا علم حضوری اُس کا وہی ارتباطِ نفس الأمری ہے۔ پس اس کا حال اس کے اندر غالب آجاتا ہے اور ہر چیز میں ارتباط کو اسی لباسِ علم میں ملبوس دیکھتا ہے ـــــ اور تحقیق وہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ـــــ

والسلام

مکتوب چہل و چہارم

﴿۴۴﴾

شیخ محمّد عابد کے نام

[اس مکتوب کے آخر میں شاہ محمد عاشق سے خطاب فرمایا گیا]

صبحِ صادق سے پہلے اُٹھنا اور اپنے آپ کو اُس وقت شغلِ باطنی (ذکر وفکر) میں مشغول رکھنا انتہائی مفید ہے۔ کشف وکرامات اور علومِ مکاشفات صبح و شام آنے جانے والوں کے مانند ہیں اِس لیے کہ یہ چیزیں صبح کو آتی ہیں اور شام کو چلی جاتی ہیں، یعنی عارضی ہوتی ہیں۔ مردانِ خدا جو کچھ اس دنیا سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں اور جو چیز قبر میں اور قبر کے بعد (آخرت میں) اُن کے ساتھ رہتی ہے، وہ یہی ملکۂ یاد داشت ہے اور بس ___ مگر یہ وہ یاد داشت نہیں ہے کہ جو علمِ حصولی کا ایک شعبہ ہے اور جس کا استحضار وہ ایمان بالغیب ہے کہ جو ابتدائے مسلمانی میں حاصل کیا جاتا ہے؛ بلکہ وہ یاد داشت ہے جو جوہرِ نفس کے انکسار اور توحید کے اندر اضمحلال واستغراق سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ یاد داشت نہ حضوری ہے نہ حصولی ___ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایسی یاد داشت حصولی بھی ہے اور حضوری بھی۔ (بہرحال) اس یاد داشت میں خود کو گُم کر دینا چاہیئے۔

(ترجمۂ شعر) ' جس طرح سے بھی بن پڑے یہ کوشش کر کہ اپنے آپ کو کوئے دوست کی طرف

کھینچ کر لے جائے، وہ یاد داشت درحقیقت نقطۂ وجود ہے اور حیرت بھی اسی نقطۂ وجود کا نام ہے۔ اسی کے ذریعے سے ہے جو کچھ ہے۔ جو کوئی اس نقطۂ وجود کے بغیر خدا کو پہچاننے کی کوشش کرے تو یہ یقینی طور پر اٹکل کا تیر ہے۔

(ترجمہ شعر) ' اور میں اگرچہ ہزاروں آدمیوں کو مخاطب بنا کر گفتگو کرتا ہوں لیکن اصل میں تو ہی میرا مقصود و مُراد ہے اور تو ہی میرا مخاطَب ہے'۔

والسّلام

مکتوب چہل وپنجم

﴿۴۵﴾

[اغنیاء میں سے ایک غنی کے نام، ایک شخص کی حاجت روائی کے لیے جو حج کا ارادہ کر رہا تھا]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا ! بندۂ عاجز کس زبان سے تیری تعریف کا حق ادا کرے جو تیری عنایتِ بے پایاں کے لائق ہو، اور کس دل سے تیری بے انتہا نعمتوں کے مقابلے میں تیرا شکر ادا کرے۔ (ترجمہ شعر): " اگر میرے ہر ہر رونگٹے میں زبان ہو تو بھی میں تیری واجبی حمد کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا "۔

اے اللہ تو گردن میں ایک رسّی ڈال کر حرمین شریفین کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس طریقے پر کہ کوئی چیز بندے کے اِس شوق کو روکنے والی نہیں ہو سکتی۔ جو زحمت تیرے راستے میں آئے وہ عینِ رحمت ہے، اور جو مشقّت تیری طلب میں جھیلی جائے وہ عینِ عنایت ہے۔ (ترجمہ شعر): " جمالِ حجاز نے عاشق پر ایسا افسوں پھونکا ہے کہ ببُول کے کانٹوں کی نوک اس کو ریشم معلوم ہوتی ہے "۔

میں ایک ایسی شکل ہوں جو تیری صنعت کاری کی رنگ آمیزی کا سرمایہ و شاہکار ہے۔

اے اللہ تو نے مسلمین کی حاجت کو حاکمانِ وقت کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور حاکموں کو وصیت فرمائی ہے کہ وہ فقراء کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ (چنانچہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ) "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے"۔ اور اے اللہ تو نے فقراء کو کم سوال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ بے شک کوئی شخص اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ اس کے حصّے کا مکمّل رزق نہ مل جائے گا۔ خبردار ہوجاؤ، طلب اور سوال میں کمی کرو۔ اے اللہ عطا کرنے والا اور منع کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، اگر عطا ہے تو تیری طرف سے ہے اور (ظاہر میں) عطا کرنے والے لوگ ماجور (مستحق ثواب) ہیں۔ اور اگر منع ہے تو تیری طرف سے منع ہے۔ اور نہ دینے والے معذور ہیں[1]۔

(ترجمہ شعر) "محبوب حقیقی کے جلوۂ یکتائی میں عکس نہیں تھا۔ اے علی کس تقریب کی بناء پر مجھے آئینہ ساز بنایا"۔ والسّلام

---

[1] حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ نے کسی شخص کے لیئے ایک سفارشی خط حاکمِ وقت کو اِسی مضمون کا لکھا تھا جس کے الفاظ یہ تھے:

رفعتُ قضيّته إلى اللهِ ثم إليكَ فانْ أعطيتَه فالمُعطى هُو الله و أنتَ المشكور و إنْ لَم تُعطِه فالمانِعُ هُو اللّه وَ أنتَ المعذُور و الله أعلم

ترجمہ: "میں نے اس شخص کا معاملہ اللہ کے حضور میں پیش کیا اور پھر تیرے سامنے، اگر اس کو کچھ دو گے تو عطا کرنے والا اللہ ہی ہے تمہارا شکریہ ادا کیا جائے گا، اور نہ دو گے تو منع کرنے والا بھی اللہ ہی ہے تمہیں معذور سمجھا جائے گا"۔

مکتوب چہل وششم

﴿۴۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[بشارت دینے والے کچھ شعروں پر مشتمل]

برادرم میاں عاشق، سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

(ترجمہ اشعار):

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر وہ سچ ہے تو کوئی سننے والا یہ بات یقیناً تم تک پہنچا دے گا۔

تمھاری محبت ایک معاملہ ہے جس کے حسن و خوبی کی تاب لانا ممکن نہیں لامحالہ وہ ہر دوسرے بھید پر غالب آجانے والی ہے۔

برف اور ٹھنڈک بھی اگر تمھاری محبت کے ساتھ جمع ہو جائیں تو وہ دونوں زائل ہو جائیں گے اور (شعلہ محبت) دل میں دہکتا رہے گا۔

مکتوب چہل و ہفتم

﴿۴۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

[شیخ ابو الرضا محمد کا قول ہے کہ گناہوں سے معصوم ہونا ولایتِ احسانی و عرفانی دونوں میں شرط نہیں ہے، اس قول کے معنیٰ ۔ شاہ صاحبؒ کا وہ مکتوبِ گرامی جو مکتوب مدنی کے نام سے موسوم ہے اور توحیدِ وجودی اور توحید شہودی کی تطبیق میں ہے، جو انھوں نے ایک مدنی کو تحریر فرمایا تھا اس کی کچھ کیفیت کا بیان نیز ابو داؤد شریف کی ایک حدیث کی تاویل کے سلسلے میں سوال کا جواب]

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہٗ اللہ تعالیٰ فقیر کی طرف سے مطالعہ کریں کہ آپ کا رقعہ پہونچا ۔ یہ بات ممکن ہے اگرچہ وقوع میں کم آئے کہ ایک شخص کا لطیفۂ قلب و روح اور لطیفۂ سِرّ و نفس مہذب نہ ہوا ہو، اور اس کے پوشیدہ لطائف مثلاً حجرِ بہت، نور القدس، خفی اور اخفیٰ مہذب ہو جائیں، جیسا کہ مجذوبِ محض کے اندر یہ بات دیکھی جاتی ہے۔ پس ایسی صورت میں اس شخص کو ولایتِ احسانی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ولایتِ احسانی کی بنیاد پانچوں لطائف کی تہذیب پر ہے ۔ البتہ اُس کو ولایتِ عرفانی حاصل ہو گئی ہے،

اس لیے کہ ولایتِ عرفانی کی بنیاد فقط لطائف کامنہ (پوشیدہ) کی تہذیب پر ہے۔ پس اُس شخص (مجذوبِ محض) کے لیے ممکن ہے اگرچہ سُرخ کوّے سے بھی کم درجے میں ہو (شاذ و نادر ہو) کہ غیر شرعی اُمور اُس سے صادر ہوں پھر وہ توبہ کرلے، اور اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کرلے۔ نیکی اور بدی کے احکام کی نسبت سے تقلیل کا حکم لگانا حقیقی ہے، اس لیے کہ تمام شریعتیں اس بارے میں یکساں ہیں۔ اُن احکام کی نسبت سے نہیں کہ جو بعض شریعتوں میں ہیں اور بعض شریعتوں میں نہیں ہیں۔ فقط ذرائع کی درستی کے لیے یا اسی طرح کی کسی غرض کے لیے مشروع ہیں۔ اس لیے کہ وہ دوسری صورت میں (غیر شرعی اُمور میں) خود مجذوبِ محض سے بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ اگر اتنی ہی تحریر سے شبہ رفع ہوجائے تو اچھا ہے، ورنہ اِس مضمون کو پوری تفصیل سے لکھا جائے گا۔ اشکال کے مقام کو متعین کریں تاکہ اُس طرف توجہ کی جائے۔

مسئلہ وحدتِ وجود اور وحدتِ شہود کو دریافت کرنے والے اسمٰعیل آفندی (مدنی) ہیں۔ جب اُن کا خط پہونچا تو فقیر نے جواب لکھنا شروع کردیا۔ اس مسئلے میں ایک عجیب تقریر کو مجھ پر کھولا گیا۔ مربّی کے آداب کا لحاظ رکھ کر پورے احترام کے ساتھ اسمٰعیل آفندی کے تقاضاے جواب کو قبول کیا، ورنہ سوال کرنے والے کا حوصلہ جواب کی گنجایش نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے ایک مختصر جواب اُن کو لکھ کر بھیج دیا گیا۔

وہی شعر پڑھنا چاہیے:

(ترجمہ) "اگرچہ میں ہزاروں مخاطَبین سے خطاب کروں لیکن اِس خطاب سے مقصود تم ہی ہو اور تم ہی مخاطَب ہو"۔

مطلب یہ ہے کہ اِن نفوس کی طرف خطاب متوجہ ہوتا ہے جو مناسبت رکھتے ہیں اگرچہ محرّک کوئی دوسرا ہی کیوں نہ ہو — واللہ اعلم —

اور ہوسکتا ہے کہ اس سائل کے سبب سے حظیرۃ القدس سے اس جواب کو

اخذ کیا گیا ہو۔ پس اس آئینے میں جو کہ مطلق ہیولیٰ کا حکم رکھتا ہے تمام عُلوم بلکہ تمام صُور خارجیّہ و ذہنیہ کی نسبت سے متمثّل ہوگیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے ـــــ

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ ابوداؤد رضؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانے والے کو وضو کے لوٹانے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کی کیا تاویل و توجیہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اس حدیث میں ایک قسم کا اختصار ہے جو معنیٰ و مطلب میں خلل انداز ہے، اسی وجہ سے اس حدیث کی تاویل و توجیہ شارحین پر دشوار ہوئی۔ تقریر کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک شخص آیا جو کہ اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے منع فرمایا اور دوبارہ وضو کا حکم فرمایا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ آپ نے اِس شخص کو وضو لوٹانے کا کیوں حکم فرمایا؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو تہبند کو لٹکانے والا ہو۔ پس اعادۂ وضو کے حکم کی غرض یہ ہے کہ یہ اِسبالِ اِزار (ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانے) کے گناہ کا دیگر کفارات کی طرح سے ایک کفّارہ بن جائے۔ اِس لیے کہ وضو کو شریعت میں چھوٹے چھوٹے گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ اور سائل کی غرض سببِ حکم کو معلوم کرنا تھا۔ حاصل جواب اشارہ ہے اس بات کی طرف جس کو ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پہلے راوی نے یا اس کے بعد کے راوی نے قصۂ نہی کو حذف کردیا اِس وجہ سے یہ اختصار، معنی میں خلل انداز ہوا، اور یہ اِشکال پیدا ہوا کہ وضو کا اعادہ تہبند کے لٹکے ہوئے ہونے کے باوجود کیا فائدہ رکھتا ہے؟ اس وہم کا جواب بعض شارحین نے اُن کلمات میں دیا ہے جو اصلِ اشکال سے بھی، نیچے درجے کی بات ہے۔ (چنانچہ بعض شارحین نے) جواب میں کہا ہے کہ آپ نے اعادہ کا حکم فرمایا تاکہ وہ شخص سوچے کہ مجھے کیوں وضو کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانے کی بُرائی کو محسوس کرے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ یہ توجیہ اُن متاخرین کی ہے جو حافظِ حدیث نہیں تھے ـــــ اللہ اُن کی خطا کو معاف فرمائے ـــــ

والسلام

مکتوب چہل و ہشتم

۴۸

شاہ نور اللہ بوڈھانویؒ کے نام

[مسئلہ وحدتِ وجود میں صوفیہ و حکماء کے مسلک کے بیان میں]

واضح ہو کہ وہ صوفیہ جو وحدتِ وجود کے قائل ہیں اور وہ فلاسفہ جو اشراقیین میں سے ہیں دونوں کے دونوں وحدتِ وجود میں اور اِس بات میں متفق ہیں کہ ممکنات، وجودِ مطلق کے مظاہر ہیں اور اِس بات میں بھی متفق ہیں کہ وجودِ مطلق کی رنگارنگی اور تغیرات کے مظاہر ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ فلاسفۂ اشراقیین وحدتِ وجود کو جزئی قرار دیتے ہیں، اور صوفیہ وحدتِ وجود کو کُلیّت و جزئیّت سے مُنزّہ و مُبرّا سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلاف بھی محض لفظی ہے حقیقی نہیں ہے۔ جو وحدتِ وجود کو جُزئی کہتا ہے اس کی غرض اُس تشخص کا ثابت کرنا ہے جو عینِ ذات ہے اور تشخص مُزاحم و مانع نہیں ہے ہر اُس تقیّد اور جہت کا جس کا تقاضا وجودِ اقصیٰ (وجود مطلق) کرتا ہے۔ اور جو شخص وحدت کو جزئیّت سے منزّہ رکھتا ہے اُس کی غرض وہ جزئیّت ہے جو تشخص سے زائد ذاتِ جزوِیر دلالت کرے، اور تقیّدات اور جہات کے ساتھ بھی مزاحمت کرتی ہو، ورنہ نہیں ___ جو تشخص عینِ ذات ہے کوئی عاقل اُس کی نفی کیسے روا رکھے گا ___ یہاں ایک بات باقی رہ گئی اور وہ یہ کہ حکماءِ اشراقیین تقلّباتِ ذات کو عقول کہتے ہیں۔

اور تنزلاتِ ذات کو اِس لفظ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ اور صوفیہ تقلبات ِ ذات کو اسماء و تجلّیات کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ اگر ایک گروہ نے ایک بات بیان کی اور ایک نکتہ معلوم کیا، جو دوسرے گروہ کو حاصل نہیں ہوا، تو اُس کو تدافع (کشمکش) کہہ سکتے ہیں۔ بہرحال اس کا منشاء زبانِ پیغمبر کا ظاہرِ کلام ہے اور یہی غرض ہے۔ لیکن بعد تحقیق و تدقیقِ نظر ان سب گروہوں کی غرض بھی وہی مدّعا ہے جو مذکور ہوا۔ اِس لیے کہ وجود امرِ انتزاعی ہے لامحالہ اُس کو خارج میں ایک مطابقت ہے، اور اُس کے انتزاع کا منشاء وجودِ حقیقی کے مطابق و موافق ہے۔ اور انتزاع کا منشاء، وجودِ حق کے ساتھ نسبت ہے۔ اب میں اس استناد کو بیان کرتا ہوں جس کی نسبت وجودِ حق کے ساتھ ہے۔ اگر اصلِ قلب میں اور اصلِ حقیقت میں اس استناد کا وجود داخل نہ ہوتا تو ممکن ممکن نہ ہوتا اور فی نفسہ باطل ہوتا۔ پس نتیجہ خیز تحقیق یہ ہے کہ معلول کا وجود یہی استناد ہے۔ اور کوئی یہ وہم نہ کرے کہ اس مقام پر میں ایسا استناد چاہتا ہوں کہ جو معنیِ اضافی ہے دو شیئوں کے درمیان میں ——— نہیں نہیں، بلکہ وہ اِستناد مراد ہے کہ جو تمام ہُویّتِ یک جہت چاہتا ہے اور اس کے اصلی معنی جہاتِ واجب سے کسی جہت کے ساتھ تکوّن اور اطلاقِ حضرتِ وجود کا تقیّد ہے اور حضرتِ وجود کی شئوُن میں سے شانِ اوّل ہے۔ اِس کے سوا نہیں ———

پس اِس مقام پر ولایتِ حق تعالیٰ ثابت ہوتی ہے ———

اِس کے بعد اُن جہات کی تفصیل میں اور بعض جہات کے بعض پر تقدّم کی بحث میں پڑ گئے۔ کچھ کو بیان کر دیا اور کچھ کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ بہرحال جو لوگ کہتے ہیں کہ اثرِ جعل وجود کے ساتھ ماہیّت کا متّصف ہونا ہے اور وجودِ ممکن کے اندر ماہیّت پر زائد ہے اور اس کے لیے سورج کی روشنی کی مثال بیان کرتے ہیں۔ یہ سب گفتگو اس وجہ سے ہے کہ اس بات کو معقولاتِ ثابتہ کے پردے میں بیان کرتے ہیں۔ ان پر (حکماء پر) معقولاتِ ثابتہ کی تحقیق اور صُورِ ذہنیہ غالب ہیں، اور ایک صُورت کا انتساب دوسری صورت سے،

اور حقائق نفس الامر کی تعبیر سب اُس عبارت سے ہے کہ جس کی اصل یہ صُورِ ذہنیہ ہیں ۔ اسی لیے آغاز کلام میں ہم نے تحقیق وتدقیق کی قید لگائی ۔ اگر اس کے بعد کوئی شبہ دل میں آئے تو اُس کی اطلاع دیں ۔

وقت تنگ تھا ، اس سے زیادہ جواب کی گنجایش نہیں تھی ——

اور وہ دو سوال جو آپ نے پہلے لکھے تھے یاد نہیں رہے ۔ دوبارہ لکھیں ۔ غالباً عارف سے معصیت سرزد ہونے نہ ہونے کا سوال تھا ۔

والسلام

مکتوب چہل ونہم

﴿۴۹﴾

شاہ نور اللہ بوڈھانوی ؒ کے نام

[جزاء وسزا کے مسائل میں بعض تحقیقاتِ غامضہ]

(قرآن وحدیث کی) نصوص اِس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض گنہگاروں کو حق تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ لیکن اُن لوگوں کے لیے جو گناہِ کبیرہ والے ہیں مسئلہ عوض (سزا کا مسئلہ) ہے اللہ تعالیٰ نے اس علم (قرآن) میں جو تمام لوگوں کے واسطے اپنے رسول پر نازل کیا، اور عام وخاص ہرایک کو اُس میں خطاب فرمایا اِس راز سے بجز اشارے کے کچھ پتا نہیں دیا۔ جیساکہ فرمایا، "اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے"۔ عذاب اور مغفرت کا تعلّق مشیّت سے ہے، اور کسی چیز سے نہیں — لیکن خواص کو بھی اس مسئلے کی تعلیم دے کر یہ بات واضح کردی۔ اور اُنہوں نے جان لیاکہ دنیا وآخرت کا تمام کاروبار یقیناً مشیّت سے وابستہ ہے۔ اس کے باوجود اَسباب کا طریقہ اُنہوں نے چھوڑا نہیں۔ بہرحال دنیا میں اگر اسباب نہ ہوں توالبتہ تکلیف اور مواخذہ باطل ہوجائیں۔ یعنی نہ کوئی مکلّف رہے اور نہ کسی سے مواخذہ ہو۔ اور آخرت میں پس جب کہ اعمال کے لیے حکم لگایاکہ وہ دخولِ جنّت کا سبب ہیں، اور بعض اعمال کے

متعلق حکم لگایا کہ وہ دخولِ جنّت کے موجب ہیں ۔ پس اگر خاص اس عفو کا قاعدہ وضابطہ بیان کریں تو مخالفِ نصوص نہیں ہوگا، بلکہ نصوصِ ظاہری کا بطن ہوگا اور اِس مغز کا انکشاف ہوگا ۔

جب یہ بات تمہید میں آگئی تو اب کہتا ہوں ۔ جن اعمال کو بندہ کرتا ہے وہ اعمال بندے کے اعضا و جوارح اور نسمہ و روح کی مداخلت سے صادر ہوتے ہیں، اور صورتِ انسانیۂ مجرّدہ کی اور ایسے ہی اس صورت کی جو لباسِ مثالی میں ملبوس ہے اِن اعمال میں بالذّات کوئی مداخلت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ صورتِ انسانیۂ مجرّدہ یا صورتِ ملبتسہ یہ لباسِ مثالی بدن اور روح سے منقطع نہ ہوئی ہو بلکہ بدن روح کے ساتھ مخالطت اور اختلاط رکھتی ہو [. . . . .] اور اُس کی ہمّت و توجہ بدنی منافع تک پہونچی ہوئی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔ مثلاً اس کے مدِ نظر وصالِ حُور اور شرابِ طہور کا پینا ہو، یا اِس کے مانند ہو، اس شخص کو وہ نیک عمل نفع دیتا ہے جس کو اُس کی زبان کہے یا اُس کا ہاتھ کرے، اُس کی عادت بھی اعمال سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس کا غضب محض گالی گلوچ اور مارپیٹ ہوتا ہے، اور اس کی سخاوت محض وہ عطیہ ہے جس کو فقیر کے ہاتھ پر رکھے۔ جب اس حالت سے کچھ بلند تر ہوا تو اُس کی ہمّت و توجہ روح کے منافع تک پہونچی خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔ اُس کی لذّتِ مالی انبساطِ نفس کی وجہ سے ہے اگرچہ وہ انبساطِ نفس بغیر شاہد و شراب کے میسّر آئے۔ اور اُس کا غضب اُس کے نفس کا جوش ہے اگرچہ گالی گلوچ اور مارپیٹ اور گلے کی رگوں کے پھولنے سے خالی ہو۔ اور اس کی سخاوت بھی اُس کے نفس کا بذل (یعنی خرچ) کے ساتھ جوش مارنا ہے اگر کسی فقیر کو مال کا عطیہ نہیں دیا۔ اس قوم کے لیے موت کے بعد قوائے اِدراکیہ ہیں، چاہے اُن قوائے ادراکیہ کو خیال سے تعبیر کریں یا ہمّت سے موسوم کریں، یہ اعمال و اخلاق اس قوم کی ہمّت کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں، خوفناک صورتوں میں متمثّل ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے سے اُس کو عذاب دیتے ہیں۔

یا وہ اعمال اچھی صورتوں میں متمثّل ہوتے ہیں اور اس کو انعام و ثواب دیتے ہیں اور جب عالمِ برزخ سے گذر کر حشر میں جاتا ہے تو یہ اعمال و اخلاق صُورِ مثالیہ کے ساتھ متمثّل ہوجاتے ہیں۔ یا تو وہ اعمال اُس کو فائدہ دینے والے ہوتے ہیں، یا نقصان پہونچانے والے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جو تمام عالم قبر کا اوپر سے نیچے تک احاطہ کیے ہوئے ہو، اور اسی طرح سے اُس نے عالم حشر کا بھی احاطہ کرلیا ہو، اُس کو تعذیب و تنعیم (عذاب دینا یا نعمت دینا) نہیں کی جاسکتی۔ اگر بحکمِ عموم اس شخص کے اندر کچھ رنگ ظاہر ہوا اور پھر وہ رنگ ختم ہوجائے تو وہ دوسری بات ہے۔

"اور یہ لوگ ان لوگوں میں سے ہیں کہ اللہ کی طرف سے اُن کے لیے نیکی سبقت لے گئی۔ پس یہ لوگ جہنّم کی آگ سے دور ہیں" ———

اور یہ جماعت وہ لوگ ہیں جو جَسَد و نَسَمہ کے لحاظ سے مردہ ہوتے ہیں۔ فقط موتِ علمی کی رُو سے ہی نہیں، بلکہ موتِ حالی کے لحاظ سے بھی، اور اپنے ہَمَتا سے گذر جاتے ہیں اور وحدتِ کبریٰ کے ساتھ متعلق ہوکر پھر لوٹتے ہیں، اور ہر عالم کے حکم کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس جماعت کی اکثریت معصوم ہے خصوصاً کبائر سے ——— اور اگر کسی سے کوئی کبیرہ صادر ہوا تو وہ استغفار و ندامت کے ساتھ مقرون و متصل ہوگا۔

لامحالہ شارع نے اس گروہ کو اس لفظِ عام میں لپیٹ دیا کہ "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ ہی نہ کیا ہو"۔ اور اس لفظ میں: "ملادیا اُنہوں نے ایک عملِ صالح کو دوسرے عملِ بد کے ساتھ"——— شاید کہ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کی طرف متوجہ ہوا ہو، اور فرمایا عمل کرو تم جو تمہارا جی چاہے، میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے ———

لیکن دو گروہ کہ جن کا ہم نے ذکر کیا، ان میں سے سابقون بھی ہیں اور اُن میں سے اصحابُ الیمین بھی ہیں، اور اُن میں سے اصحابُ الشمال بھی ہیں۔ وہ لوگ کہ جن کی غایتِ ہمّت افعال و اعمال تھی اُن کا مواخذہ بھی افعال کے ساتھ ہے۔ اور جن لوگوں کی غایتِ ہمّت

افعالِ روحِ ہوائی ہیں، اُن کا مواخذہ اخلاق کے ساتھ ہے۔ لیکن چاہیئے کہ لوگ معرفت پر مغرور نہ ہوں بہت سی مدتیں گذرتی ہیں اور بہت سے زمانے بیت جاتے ہیں جب کہیں ایک فرد نمودار ہوتا ہے کوئی کیا جانے کہ وہ کیا ہے اور کون ہے ؟ ۔ وہ احوال و تجلّیات جس پر لوگ ناز کرتے ہیں اُس فرد کی معمولی اور کمتر چیزیں ہیں ۔ بہت سی بیکار باتیں مجھ سے صادر ہوئیں پس میری قیامت قائم کی گئی اور اُن بیکار باتوں کا حساب لیا گیا، اور حساب کے اندر کھود کُرید کی گئی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں ہلاک ہوگیا۔ پھر میری مغفرت کر دی گئی، بایں طور کہ میں اپنے نفس کی طرف رجوع ہوا اور میں نے پہچان لیا اُس تجلّی کا مبدا، جس کے حکم نے مجھے گھیر لیا تھا۔ پس میں راغب ہوا غَفُور اور رَؤُف وغیرہما اسماء کی طرف، اور میں نے اُن اسماء میں غور کیا۔ اور یہ کیفیت علم باللہ کو اور انشراح و انبساط کو لائی اپنے عَقَب میں ——

والسلام

———

مکتوب پنجاہم

﴿۵۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

[یہ مکتوب کلماتِ تربیت آیات اور اشعارِ بلاغت آثار پر مشتمل ہے]

خط بہجت نمط پہونچا اور رمضان شریف کے پہلے عشرے کے حالات پڑھ کر پوری فرحت حاصل ہوئی۔ یہ بات جاننی چاہئے کہ (حدیث کی رُو سے) اولادِ آدم کے حالات رحمٰن تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ پہلی جلال کی انگلی ہے دوسری جمال کی ــــــــ ضروری طور پر ان دونوں کے تقاضے ظاہر ہونے چاہئیں۔ ان وحشتوں کو جن کا ذکر آپ نے کیا ہے مُعدّات یعنی سازوسامان والی سمجھنا چاہئے۔ ہر وحشت ایک اُنسیت کو اپنے اندر پوشیدہ رکھتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو تجربہ کرلیں۔

(ترجمہ شعر) ''کہتے ہیں کہ مقام صبر میں پتھر لعل بن جاتا ہے۔ ہاں ایسا ہی ہوتا ہے مگر خونِ جگر پی کر یعنی بڑی مشقت جھیل کر بنتا ہے''۔

اگر ممکن ہو تو خلوت وعزلت کی مدّت اور بڑھائیں .... مضبوطی کے ساتھ باعزم اور باجرأت رہیں ــــ اور اللہ توفیق دینے والا ہے ــــــ

.... عنقریب اگر غور و تامّل کو کام میں لائیں تو یہ بات معلوم کرلیں گے کہ وحشت جو طبیعت سے پیدا ہوئی ہے وہ اور ہے، اور جو وحشت اسماءِ الٰہیہ کا عکس ہے وہ ایک دوسری

چیز ہے ۔ یہ دوسری وحشت ایک اُنسیت ہے جو رنگ و مزاج کے اعتبار سے وحشت معلوم ہوتی ہے بخلاف پہلی وحشت کے ۔ جوں ہی کہ طمع منقطع ہوئی اور خود کو مردہ سمجھ لیا تو پہلی وحشت معدوم ہو جائے گی ۔ پھر اگر کوئی وحشت ہوگی تو دوسری قسم کی (انعکاسِ اسماءِ جلالیہ والی) وحشت ہوگی ۔ (کشفی طور پر) مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ابھی عزلت سے خروج کی طمع اور بشری پستی و کمزوری آپ کی دامن گیر ہے ۔ پس آپ اپنے کو ان دونوں چیزوں سے یعنی طمعِ خروج اور سبکیِ بشریت سے محفوظ رکھیں ۔

(ترجمہ شعر): "میرا نفس یہ بات کہتا ہے کہ تم سلوک کے آخری نقطے تک پہونچے ہوئے ہو اور تم مرکزوں کا وسط ہو ...."

اے عزیزِ باتمیز ! ایک وقت وہ ہوگا کہ آپ زبانِ حال سے اپنے علاقے میں وہ بات کہیں گے جو آپ سے پہلے ایک بزرگ نے (حضرت شیخ گیلانی رحؒ نے) زبانِ حال سے کہا تھا: "قدمی ھذا علی رقبۃِ کل ولیٍ (مجھے اپنے زمانہ کے ہر ولی پر فوقیت حاصل ہے) کیا کیا جائے کہ میں جوش میں آگیا ہوں ۔ اگر اس سے زیادہ قلم کو حرکت دوں تو میری بات مخاطبت کے قاعدہ و قانون سے باہر آجائے گی ۔

حاصل یہ ہے کہ " تم اپنے متعلق یہ گمان رکھتے ہو کہ میں ایک چھوٹا سا وجود رکھتا ہوں ۔ حالانکہ تمھارے اندر ایک عالمِ کبیر لپٹا ہوا ہے " ۔

یہ وحشتیں جو اس مدّتِ قلیل میں برداشت کی جارہی ہیں ، ایک قسم کے سفوف کا حکم رکھتی ہیں جس کو لذیذ کھانوں سے پہلے کھاتے ہیں ، یا مُنخوش (یعنی چٹپٹی نُقل) کا حکم رکھتی ہیں ۔ جن کو لذتِ نشہ کے حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں ۔ بےفکری اور خشک دماغی بھی کتنی بڑی بلاء ہے ، جس کی وجہ سے لوگ عاجز ہو جاتے ہیں اور ایسی مصیبت اٹھاتے ہیں ۔ دوسری بات یہ کہ اگر ممکن ہو تو ایامِ عزلت میں اضافہ زیادہ نافع ہے ۔ اگر رمضان کے بعد پھر عُزلت اختیار کرلیں تو بد دل اور پریشان نہ ہوں اور امیدوارِ (ترقّی) رہیں ۔

والسلام

مکتوب پنجاہ و یکم
﴿۵۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[بعض اشغال کے ارشاد میں]

آپ نے جو اوراد و وظائف لکھے تھے وہ سب کے سب مستحسن اور پسندیدہ ہیں ــــ

اگر پورا اعتکاف میسر نہ آئے تو اس (مختصر خلوت) کی بھی قدر کرنی چاہیئے۔ اگر کسی چیز کے کُل کو حاصل نہ کیا جا سکے تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔ رات اور دن میں قیام لیل (تہجّد) اور اپنے سبق باطنی میں مشغول رہنے کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اگر کسی وقت یہ خطرات و وساوس (جن کا ذکر کیا ہے) غلبہ کریں تو یہ ذکر کرنا چاہئے: سبحان اللہ و بحمدہ سبحانَ اللہ کی دل پر ضرب لگائیں، اور سبحانَ اللہ کو دل میں رکھ لیں۔ اور الحمد للہ کی ضرب حق سبحانہ کے نور پر جو فوقَ العرش ساکن ہے لگائیں۔ سبحانَ اللہ کہنا اللہ تعالیٰ کو حادث صفتوں سے منزہ کرنا ہے، اور بحمدہٖ کہنا اللہ تعالیٰ کی ان تعریفات کا ثابت کرنا ہے جو اُس کی شان کے لائق و مناسب ہیں۔ اس ذکر کے درمیان میں فصل نہ کریں، متواتر و مسلسل ذکر کریں یہاں تک کہ اپنے اندر انشراح اور کشادگی دیکھیں اگر اس ذکر کے بعد نورِ اعظم کا تخیل جو کہ فوقَ العرش ساکن ہے

اس طرح پر کریں کہ اس تخیل میں گمشدگی واقع ہو تو یہ صورت بہت زیادہ مفید ہوگی۔ مایوسی اور غم واندوہ کو دور کرنے میں اور انشراحِ قلب حاصل کرنے میں اس نور کی حقیقت بہت عجیب ہے۔ ان شاء اللہ اس حقیقت کو بھی لکھا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ عالمِ مثال سے ایک حقیقتِ الٰہیہ ہے۔ بعید نہیں ہے شیخ اکبرؒ نے "عرشِ تکوین" سے اسی حقیقت کو مراد لیا ہو، اس لیے کہ تکوین عالمِ مثال سے باہمی اختلاط کے بغیر متصوّر نہیں ہو سکتی۔

والسّلام

مکتوب پنجاہ و دوم

﴿۵۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

[بعض فوائدِ سلوک اور بشارتِ عظیمہ کے بیان میں]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ فقیر (ولی اللہ) ہمیشہ آپ کے نیک انجام حالات کا منتظر رہتا ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ آپ کوئی امر دریافت طلب لکھیں اور آپ کے لکھنے سے پہلے اُس بات کے جواب کا احاطہ نہ کر لیا گیا ہو، یا ہم نے جواب نہ دیا ہو۔ مگر یہ تشویشات و تفکرات جو آپ کو لاحق ہیں طبیعتِ بشریہ و نسمیہ کے ایجادات ہیں اِن کی طرف توجہ نہیں کرتا اور ان کے جواب میں بھی مشغول نہیں ہوتا۔ آپ خود بھی اپنے اوقات عزیز کو تشویش (و تفکرِ بے جا) کے اندر جو ایک لغو اور بہت رکیک چیز ہے صَرف نہ کریں۔ اِن تشویشات کی مثال اُن خوابوں کی سی ہے جو خوابہائے پریشان کہلاتے ہیں کہ اُن کی خبر نہ دینا اور اُن کا بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ اور یہ تشویشات شیطان کا ڈراوا ہیں ــــ بس شیطان مردود سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگو ــــ تجریدِ توحید، اور از راہِ اضمحلال ذاتِ اعلیٰ کی طرف توجہ کے علاوہ اپنی آنکھوں کو سی لیں۔ اور اگر نفس کی گفتگو اور ان الفاظ کے خیالات جو اِس گفتگو پر دلالت کریں، اور طبقۂ شوبہ (دھوکے کا طبقہ) سے میری غرض اسی کے قریب ہے، اور آپ کے راستہ کو روکیں

تو از سرِ نَو توبہ کریں اور خدا سے پناہ مانگیں۔ اور توحیدِ نشاط فی اللہ کو ہاتھ پر رکھیں یعنی قابو میں رکھیں۔ یہ مسکین بھی دل و جان سے آپ کے لیے اس حقیقت کا طالب ہے۔

اے اللہ تیرا فضل وکرمِ عام ہر شخص کو پہونچا ہوا ہے اور تو ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے موافق چیز عطا فرماتا ہے۔ اس مسکین کی آنکھوں کو بھی اپنے دربار کی تجلی کی رؤیت کے ذریعے جو کہ محمد عاشق کے نفسِ ناطقہ پر وارد ہو، ٹھنڈا کر اور اس مسکین کو بھی مسرور القلب اور خوش دل کر دے۔ آمین یا ربَّ العالمین ـــــ

اب آپ کو میں اُن باتوں کی خبر دیتا ہوں جن کو آپ کے بعض حالات سے متعلق مجھے سمجھایا گیا ہے، آپ توحید میں اضمحلال کے ذریعے اور اللہ کی طرف خالص توجہ اور اللہ کے معاملہ میں نشاط کے ذریعے اپنے سکون اور وقار پر ہو جائیں ـــــ پس میرے بعد یہ بات ظاہر ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لیے ایک راستہ آسان ہو جائے گا۔ اس حیثیت سے کہ آپ امرِ قُدسی کے پوری طرح حاصل کرنے والے ہو جائیں گے۔ بے شک ایسا ہی ظہور میں آئے گا اور آپ عنقریب جان لیں گے کہ وہ امر جس کے آپ مشتاق تھے آپ کو بالفعل حاصل ہوگیا۔ جس کو آپ پہلے علمِ غریب کے طور پر جانتے تھے۔ اس حیثیت سے کہ آپ بعینہٖ قُدّوسیّت کو پوری طرح حاصل کرنے والے ہو جائیں گے۔ وہ قُدّوسیّت ہر ممکن سے قریب ہے۔ اور بے شک ایسا ہی ہوگا، اور آپ کو ایسی چیز حاصل ہوگی جو آپ کے حواس پر چھا جائے گی اور آلۂ ادراک کو بھر دے گی۔ اور وہ علمِ حضوری ہے جس کی اضمحلال تقرّر سے پہلے مَیں التجا کیا کرتا تھا۔ یہی وہ علمِ حضوری ہے جو آپ پر چھا گیا ہے اور اس نے آپ کے مدرکات کو بھر دیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا فوقَ العرش سے، اور تجلّی کرے گا اس حال میں کہ وہ بڑی شان والا ہے اور واضح بیان والا ہے۔ ایسا کامل ہے کہ جو محیط ہے آپ کی پشت پر۔ پھر ہو گا جو ہوگا، اُس چیز میں سے جس کو میرے ربّ جلّ جلالہٗ، نے مجھے بتایا ہے۔ اور آپ کے وہ کمالات جو آپ کو اس دارِ دنیا میں حاصل ہیں اور دارِ

آخرت میں حاصل ہوں گے اُن کمالات کی اجمالی طور پر بھی آپ کو خبر دینے کی مجھے اجازت نہیں دی گئی ــــ اور اس بشارت کو جو اللہ کی طرف سے ہے غنیمت شمار کریں اور اس کو ان نعمتوں میں شمار کریں کہ جن کے لائق نہ آپ تھے، نہ میں ہوں، اور نہ اس زمانے میں کوئی اور فرد ہے۔ بلکہ اُن کو محض اپنی عنایت سے بغیر کسی قابلیت اور استحقاق کے عطا فرمایا۔

پس جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہونچے، دو رکعت نفل شکرانے کے پڑھیں اس نعمت پر کہ آپ کے لیے اچھی باتوں کا فیصلہ کیا گیا۔ آپ اپنے چہرے کو خاک آلود کریں (سجدہ کریں) اور اللہ سے اُمید لگائیں اور ترقی کریں، اور اپنے اندر تشویش کا کوئی راستہ نہ چھوڑیں۔

اے اللہ اپنے جُود و کرم کو زیادہ کر دے اور عطا کر اُس شخص کی طرف جس کی یہ شان ہو کہ میں اُس کو نعمت حاصل ہونے پر شکر ادا کر دوں۔ پس تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی خود تعریف کی ہے ــــ

والسلام

مکتوب پنجاہ وسوم

﴿۵۳﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتیؒ کے نام

[بعض امور سلوک اور بشارت کے بیان میں]

الحمد للّٰہ المتعال ــــ آپ کا رقیمۂ گرامی پہونچا اور حقیقت واضح ہوئی ــــ بعد حمد کے واضح ہو کہ میں نے محمد شاہد کے ہاتھ ایک رقعہ بھجوایا ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ کے حالات میرے اوپر پیش کیے گئے۔ میں ان سے خوش ہوا۔ آپ کے تعلقاتِ خارجیّہ منقطع ہو گئے ہیں مگر جن کو اللہ نے چاہا باقی رکھا (وہ مُستثنیٰ کے حکم میں ہیں)، اور تعلّقاتِ داخلیہ باقی ہیں ــــ اِلّا ماشاءَ اللہ ــــ غور و تامّل کے بعد اِسی قدر واضح ہوا۔ اب آپ کا خط اِس حقیقت کا گواہ بن کر آیا۔ اس مقام میں دوامِ یادداشت سے مُراد عدمِ غفلت ہوتی ہے، کسی نوع کی بھی ہو، قصداً ہو یا بغیر قصد کے ہو۔ اِس مقام و موقف پر میں چاہتا ہوں کہ آپ کے آیندہ حالات کے متعلق کچھ بتاؤں تاکہ آپ اپنے معاملے میں بابصیرت رہیں۔

جاننا چاہیئے کہ آپ کا جذب جو نمودار ہوا تھا، وہ اب انتہا کو پہونچ گیا، اور اس کا اثر یہی تعلّقاتِ خارجیہ (کا انقطاع) اور یادداشتِ دائم بمعنیٔ مذکور یعنی عدمِ غفلت ہے۔ اس کیفیت کو دانتوں سے پکڑیں، یعنی مضبوط طریقے پر محفوظ رکھیں اور اِس بات کا موقع نہ دیں

کہ اس میں ایک ذرّہ برابر فرق اور کمی آئے۔ اِس کے بعد ایک اور جذب پیدا ہوگا جو اس سے زیادہ مضبوط ہوگا، اور زیادہ قرینِ اُمید ہوگا. اُس وقت اِس بات کی کوشش کریں کہ گرہِ انانیّت (خودی اور پندار کی) کُھل جائے۔ اور میں اِس کی امید رکھتا ہوں. اللہ کارساز ہے اُس بات کا جس کو ہم نے کہا ہے ـــ دوسرے جذب کے وجود میں آنے تک یادداشت کو قطعِ تعلقاتِ خارجیّہ کے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہیں ـــ

والسّلام

مکتوب پنجاہ وچہارم

﴿۵۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[بشارتِ عظیمہ کے بیان میں]

اخی و اعزی میاں محمّد عاشق سلام مطالعہ کریں ــــ

چلّے کے پہلے دو عشروں کا حال معلوم ہوا ، اور آخری دو عشروں کے حالات سننے کا دل منتظر ہے ۔ اگر کوئی آنے والا اِدھر کو آئے تو اس کے ہاتھ آخر کے دو عشروں کا حال لکھ کر بھیجنا چاہیئے ۔ کبھی رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا بھی اعتکاف کریں ۔ جب اعتکاف سے باہر آئیں گے تو اُس کے فوائد وثمرات نظر کے سامنے آجائیں گے ــــ نعمت اپنے زوال سے پہچانی جاتی ہے ــــ قدرِ نعمت بعدِ زوال ــــ

میرا دل آپ کی جمعیّتِ قلب کا خواہاں وجویاں ہے اور مجھ کو آپ کے حق میں ایک نیک گمانی ہے ، جس کا تحقّق ضرور ہونا ہے ۔ قصّہ مختصر آپ کی خانقاہ میں جو کہ دو سو سال کی یا اِس سے زیادہ قدیم ہے ، وہ ائتلاف واُلفت (اتحّاد اور محبّت) آئندہ زمانے میں ہو گی کہ ماضی میں نہ تھی ــــ

و جعلها كلمة باقية فى عقبه [الزخرف ۲۸] ــ ' اُور اللہ اس کو کلمۂ باقیہ بنادے

آیندہ نسلوں کے اندر ـــــ یہ دوسری بشارت ہے۔

(ترجمہ اشعار)' اے وہ شخص کہ تیرے نام سے عشق ٹپکتا ہے، اور تیرے نامہ و پیغام سے عشق کی بارش ہوتی ہے، جو شخص تیرے کوچے سے گذرتا ہے عاشق ہو جاتا ہے ـــ ہاں تیرے در و بام سے عشق کا مینھ برستا ہے'۔

والسلام

لہ اسی مضمون کے اشعار بیدر کے قلعہ میں رنگین محل کی چھت پر لکھے ہوئے ہیں، یہ محل بریدشاہی سلطان علی برید شاہ (مدتِ حکومت ۹۴۹ھ/ ۱۵۴۲ تا ۹۸۷ھ/ ۱۵۷۹) نے بنوایا تھا۔ شاہ صاحب نے پہلے شعر میں تصرف کیا ہے۔

ہر درِّ ثمیں کہ در صدف دارد عشق
از بہرِ نثارِ درگہت آرد عشق
عاشق شود آنکس کہ در آید زدرت
گویا ز در و بامِ تو می بارد عشق

مکتوب پنجاہ وپنجم

﴿۵۵﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتی رح کے نام

[ارشاد کے بیان میں]

حمد وصلوٰۃ کے بعد ___ آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہونچا اور آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوئی جو خط میاں فقیر اللہ کے خط کے ساتھ لکھا گیا تھا اُس کی رسید نہیں پہونچی ۔ اُس کا ہمیں انتظار ہے ۔ ایک مسئلہ اِس سے پہلے لکھا گیا تھا کہ اپنے وجود پر غور کر اور فانی ہو جا۔ آپ نے اس کی تفصیل دریافت کی تھی ۔ اس کے لیے بڑا وقت چاہیئے ۔ لیکن اِس وقت اِس قدر سمجھ لیں کہ آپ کا حال فقیر کے سامنے لایا گیا ۔ میں نے بہت غور کیا تو یہ محسوس ہوا کہ آپ کے اندر تعلّقاتِ خارجیہ اکثر و بیشتر ختم ہو گئے ہیں ___ اِلّا ماشاءَ اللہ ___ اور تعلّقاتِ داخلیہ کہ جن میں سب سے بڑا تعلّق ، تعلّقِ انانیّت ہے باقی ہے ___ اِلّا ماشاءَ اللہ ___ اس بات سے خوب خوش ہو جائیں ۔ لیکن (اتنا لحاظ رہے کہ) یکسُو ، ایک ہی آرزو کرنے والے ، کثیر التجرید ، کثیر الذکر ، قلیلُ الکلام اور فانی النہمت رہیں ___

آپ کے اوپر لازم ہے ایسی بھاری محبّت کو جھیلنا کہ اگر وہ پہاڑوں پر ڈال دی جائے تو وہ گِر جائیں ، اور نابید ہو جائیں ۔ اور اگر وہ محبّت دِلوں پر ڈال دی جائے تو دن راتیں بن جائیں ، بے شک اس کے بعد ایک ابدی و سرمدی فرحت و خوشی ہے ۔ کوئی نوجوان نہیں ہے مگر محبّت کے ساتھ بوجہ نشاط کے فنا کرنے کے ، اِس لیے کہ یہ محبّت دائمی ہے ......

مکتوب پنجاہ و ششم

﴿۵۶﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتیؒ کے نام

[بشارات میں]

برادرِ عزیز القدر میاں محمّد عاشق حفظہ اللہ تعالیٰ ـــــــــ

فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلام سنتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہجت اسلوب پہونچا۔ دل مطمئن ہوا۔ ہمارا دل ہمیشہ آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے منتظر رہتا ہے معلوم نہیں کہ آپ اِن ایام میں خلوت (گوشۂ تنہائی) میں بیٹھے ہیں یا نہیں۔ جمعیّتِ باطنی کی کیفیت کس نوعیّت کی ہے؟ اِس بارے میں ہمارے دل میں ایک بات گذرتی ہے خارج میں اُس کی تحقیق تک کیا ہوگا (معلوم نہیں)۔ المختصر (اس وقت) یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک حال سے دوسرے حال تک منتقل ہو رہے ہیں، یا قریب ہے کہ ایک حال سے دوسرے حال تک منتقل ہوں۔ یا اس کے قریب کوئی امر معلوم ہوتا ہے ـــ

واللہُ اعلم ـــــ

مکتوب پنجاہ و ہفتم

﴿۵۷﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتی رح کے نام

میاں محمدؐ عاشق جیو سلام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ جو کچھ ماموں صاحب (شاہ عُبید اللہ پھلتی رح) سے معلوم ہو اُسے لکھیں۔ متعدد مجلسوں میں اُن سے استفسار کریں، اس لیے کہ بات میں سے بات نکلتی ہے۔ اگر کسی ایسے شخص سے جو یاد داشت ٹھیک نہیں رکھتا سُنیں تو ضروری ہے کہ مکرّر دریافت کریں اور لکھنے میں قلیل درجے پر اکتفا کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں کی زبان سے علم حاصل کرنا ایک علیحدہ سلیقے کی بات ہے۔ المختصر یہ مکتوب جامع ہوجائے گا اور تصوّف کی بہت سی باریک باتیں واضح ہوجائیں گی۔ یہ مکتوب وقت اور حال کے نتائج میں سے ہے، اِس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور اللہ جانے کہ اِس کے بعد میں کب تھک کر پڑ جاؤں، اور کس وادی میں غور و خوض کرنے لگوں۔ دو وقت ایک صورت میں نہیں گذرتے ہیں، جیساکہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے حضرت (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رح) کبھی کبھی ہندی کا یہ دوہرہ پڑھتے تھے اور بہت روتے تھے ؎

بات جھڑنتے یوں کہیں سُن رے بَن کے رائے
اب کے بچھڑے ناہنہ ملیں دُور پڑیں گے جائے

(ترجمہ) ''بن کے پتّے جھڑتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ اے بن کے مالک سُن اب کے بچھڑے ہوئے ہم نہیں ملیں گے اور دور جا پڑیں گے'' ــــــ

والسّلام

ــــــ

مکتوب پنجاہ و ہشتم

﴿۵۸﴾

شاہ نور اللہ بوڈھانوی کے نام

[بعض بشارات کے بیان میں]

برادرِ گرامی قدر میاں نور اللہ ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے نفس کی لذتوں سے محفوظ رکھیں اور رب کی مرضیات پر چلائیں، اور اُن کو فانی فی اللہ اور باقی باللہ کردیں۔

اِس فقیر کی طرف سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں ـــ

آپ کا مکتوبِ گرامی پہونچا اور تحریر کردہ حقیقت واضح ہوئی۔ ہمارا دل منتظر ہے، اپنی صحت وعافیت کی خبر لکھتے رہا کریں۔ شیخ نجیب الدین کے بارے میں دعا کی جائے گی۔ آپ کو چاہیے کہ یا بدیع العجائب بالخیر بارہ ہزار مرتبہ ہمیشہ اجتماعی طور پر یارانِ موافق کا حلقہ کر کے عزیمتِ کلیہ اور ہمتِ قویہ کے ساتھ پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ مراد مؤخر نہیں ہوگی (پوری ہو جائے گی)۔

جس طرح سے کہ بچپن کی حالت میں ایک آدمی بعض اُمور کو اچھا اور بعض کو بُرا جانتا ہے اور جب زیادہ عمر کا ہو جاتا ہے تو وہ اِستحسان و اِستہجان (اچھائی اور بُرائی) برعکس ہو جاتی ہے، اور یہ بچپن کا نشہ ہے جو حقیقتِ اشیاء کے ادراک کو مانع ہے ـــ

علی ھذا القیاس (اسی طرح پر) انسان نشو ونما کے زمانے میں اپنے گمان کے مطابق بعض اشیاء کو اچھی نظر سے اور بعض اشیاء کو بُری نظر سے دیکھتا ہے۔ جب عمر رسیدہ ہوجاتا ہے تو حقیقت واضح ہوجاتی ہے ؎

(ترجمۂ شعر): "جب غبار چھٹ جائیگا تو عنقریب تو دیکھ لے گا کہ تیرے پاؤں کے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا ہے"۔

میری مراد یہ ہے کہ حالتِ سُکر میں اِستغراق کے ہوتے ہوئے نظر کو زیادہ نیچے ڈالے اور حقیقتِ امر علیٰ عکس (برعکس) قرار دے ۔

والسّلام

مکتوب پنجاہ و نہم
﴿۵۹﴾

شیخ محمد قطب رہتکیؒ کے نام

[ارشادِ سلوک میں]

برادرِ گرامی میاں محمد قطب فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔ آپ کے حالات کی تفصیل کا انتظار کر رہا ہوں کہ آپ کہاں اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور کہاں رہتے ہیں، اور کیا معاملہ رکھتے ہیں۔ اگر آپ خلوت (گوشۂ تنہائی) میں بیٹھیں اور اس وقت دل پریشان ہو تو اِس ضعیف (ولی اللہ) کی صورت خیال میں لائیں۔ کچھ بعید نہیں ہے کہ (اس تدبیر سے) ایک طرح کی جمعیّتِ خاطر بہم پہونچ جائے۔

والسّلام

شیخ محمد قطب رہتکی رحمہ اللہ کے نام

[مشتمل بر بشارت]

برادر گرامی قدر میاں محمد قطب اس فقیر کی طرف سے سلام محبت آمیز کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا خط پہونچا اور حقیقت معلوم ہوئی۔ آپ یہ نہیں لکھتے کہ ذکر و شغل کرتے ہیں یا نہیں اور اپنے نفس کے استعداد کی پرورش کرتے ہیں یا نہیں۔

ہمارا دل اِس حقیقت کو معلوم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ منتظر رہتا ہے۔ اُمید توی ہے کہ اگر دَوامِ حُضور، کی پابندی کریں تو روحانی فتوحات کے سب دروازے بہ یکبار کھُل جائیں گے۔

(ترجمہ شعر)''عشق نے ایک شور و شغب ہماری فطرت میں رکھدیا، اور ہماری جان کو شور و غوغا کے ہاتھ میں قید کر دیا''۔

فرصت غنیمت ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے ——

والسلام

مکتوب شصت ویکم
﴿۶۱﴾

محمد قطب رہتکی کے نام

[اشعار پر متضمن]

برادر گرامی میاں محمد قطب بعد سلام سنتِ اسلام مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا۔ اِس فقیر (ولی اللہ) کی پوری وصیت یہ ہے کہ شغلِ باطن میں اور کتاب کے مطالعہ میں مشغول رہیں۔

مکتوب شصت و دوم

﴿۶۲﴾

محمد قطب رہتکی رح کے نام

[ارشادِ سلوک میں]

برادرِ گرامی قدر میاں محمد قطب سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ کی جانب سے سلام سنّت اسلام کے بعد مطالعہ کریں ______

رقعۂ گرامی پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ آپ نے فکرِ آخرت کے متعلق تحریر کیا تھا اور اپنے حال کی شکایت جو لکھی تھی سب ٹھیک ہے، مگر اتنی بات ذہن نشین رہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک دین آسان ہے اور جو اِس میں سختی اختیار کرے گا وہ اُس سختی سے خود مغلوب ہو جائے گا۔[1] پس سیدھا راستہ طلب کرو اور صلاحیت کے قریب ہو جاؤ اور خوش وقت ہو جاؤ، اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصّے سے اعانت طلب کرو، یعنی اِن اوقات میں بھی خاص طور پر عبادت کرو۔ اللہ کا دین اور اُس کی شریعت بہت ہی آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ اِس بات کی مقتضی ہوئی کہ نجاتِ انسانیہ کو ایسے

---

[1] "کوئی شخص دین پر غالب آنے کی کوشش نہیں کرے گا مگر دین ہی اُس پر غالب آجائے گا یعنی دین میں اگر غلو کرے گا تو خود اُکتا جائے گا۔"

اعمال و احوال سے وابستہ کرے کہ جن کو مریض، ضعیف، تندرست، بوڑھا اور جوان سب کے سب بے تکلّف اور بے مشقّت اختیار کر سکیں اور کسی نے دین میں سختی اختیار نہیں کی، مگر یہ کہ سختی اُس پر غالب آگئی، یعنی وہ سختی سے مغلوب ہو گیا۔ اگر کوئی شخص ہر دن کا روزہ رکھے یا ہر رات کا قیام (نفل نماز) اپنے اوپر لازم کرلے تو وہ اس بات کو نبھا نہیں سکے گا، اور سست و کاہل ہو جائے گا اور اطاعتِ خداوندی میں نشاط نہیں دیکھے گا۔ اُس کی مثال تیلی کے بیل کی سی ہوگی کہ رات دن اُس کو ہانکتے اور مارتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتا کہ چلنے میں کیا نفع ہے اور نہ چلنے میں کیا نقصان ہے۔ اس کو (اپنے برابر چلتے رہنے میں) کوئی فائدہ نہیں ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ لوگ اُس کی تکلیف دہی سے مأمون و محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تم سب میانہ روی اختیار کرو، اچھا کام کرو، نزدیک کا راستہ اختیار کرو، خوش رہو اور اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی بشارت و خوش خبری دو اور اُس کی رحمت کے امیدوار رہو۔ اُس کا فضل غیر متناہی ہے اور اُس کی رحمت عام ہے۔

چاہیئے کہ تین وقت کوشش سے عبادت میں مشغول رہیں۔ ایک فجر کے بعد سے لے کر آفتاب کے در و دیوار پر ظاہر ہونے کے وقت (اشراق) تک، دوسرے شام سے لے کر عشاء کے بعد تک، تیسرے رات کے آخری حصے سے لے کر طلوعِ صبحِ صادق تک ـــــ

بس چاہیئے کہ لا إله الاّ الله اور سبحان الله و بحمده کے ذکر میں آفتاب کے ظاہر و بلند ہونے تک مشغول رہیں۔ پھر ظہورِ آفتاب کے بعد (اشراق کی) دو رکعت نماز ادا کریں۔ اور عشاء کے بعد سورۂ صٰفّٰت، جمعہ، حشر، تغابن اور حدید جیسی دو تین سورتوں کی قرأۃ کریں۔ اس کے بعد نیند کے غلبے سے پہلے تک ذکر لا إله الاّ الله کریں۔ اور آخری شب کا اکثر وظیفہ (تہجد و وِتر کی) گیارہ رکعتیں ہیں۔ ان رکعتوں میں سورۂ یٰسٓ یا اُس کے مثل کوئی سورۃ پڑھیں۔ نماز (نمازِ تہجّد) کے بعد ایسی دعائیں پڑھیں جو دل کے

موافق ہوں ۔ ایسی دعائیں کتاب حصنِ حصین کے آخر میں مذکور ہیں ۔

دعاؤں کے بعد فکر میں مشغول ہوں، کہ خدا کو حاضر و ناظر جانیں، یا موت و آخرت کی فکر کریں اور اپنے عمل کی کوتاہی کو سوچیں، یا جلالِ خداوندی اور عظمتِ خداوندی اور اُس کی قدرت کی شمولیت و عمومیت پر غور کریں ۔ اس کے بعد کچھ دیر آرام کریں ۔ عمل کی یہ مقدار سالک کے لیے کافی ہے اور بہت ہے ۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ مرض غالب ہے اور دردِ سر کا بدرجۂ کمال غلبہ ہے ۔

میرے بھائی! یہ سب باتیں موجبِ شکر ہیں اِس لیے کہ پہلے صحت، قوت اور مالداری سب کچھ حاصل کیے ہوئے تھے ۔ خدا جانے صحت و قوت اور مالداری کے ہوتے ہوئے کون سی معصیت میں گرفتار ہو جاتے ؎

(ترجمہ شعر): "ہم اپنے اُوپر آفت سہتے ہیں، ملامت برداشت کرتے ہیں اور خوش رہتے ہیں ۔ اِس لیے کہ ہمارے مسلک میں رنجیدہ و آزردہ ہونا کفر کی بات ہے" ۔

والسّلام

مکتوب شصت وسوم

﴿۶۳﴾

محمد قطب ہتکی کے نام

[دورۂ ایمان کے کمالات کے بیان میں]

برادرگرامی میاں قطب سلمہ ربہ سلام محبت آمیز کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا خط پہونچا۔ یقین جانو کہ دورۂ ایمان کی تکمیل جو ہمارے نزدیک کمالات کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ ہے ہر شخص کی حیثیت کے لحاظ سے جداگانہ اور مختلف ہے۔ بعض کی طبیعت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اُمید، خوف پر غالب ہو، اور بعض کا مزاج اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ خوف کی مقدار اُمید کی مقدار سے زیادہ ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مزاج آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات سننا اور اُس بات کو قبول کرنا تھا، یعنی اُس بات پر عمل کرنا تھا۔ لہذا ان کا کمال صدّیقیت کے رنگ میں نمایاں ہوا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزاج ذکاوت اور فطانت تھا، اسی لیے اُن کا کمال علم کے اندر تبحّر و مہارت اور حقائقِ الٰہیہ میں تلاش و تجسّس کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مزاج دین کے لیے مضبوطی و سختی اور تندی

وتیزی کرنا تھا لہذا اُن کا کمال امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ کے احکام کے معاملے میں شدت وسختی کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مزاج بُردباری اور حیا تھا لہذا اُن کا کمال تحمل اور سخاوت کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

المختصر غور وخوض کے بعد میں نے یہ معلوم کیا ہے کہ آپ طبیعت کے لحاظ سے اُمید و رجا سے وابستہ ہو۔ آپ کا کمال اور آپ کی طبیعت کی صفائی اور آپ کی نجات اللہ کے فضل سے اُمید و رجا میں پوشیدہ ہے۔ تشویشات و تفکرات کو ہرگز اپنے اندر دخل نہ دیں۔ ہمیشہ اُمید و رجا کی کیفیت کا ذکر اور حضرت سبحانہٗ کے فضل عام کا ذکر اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کا شکر ادا کرتے رہیں۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر شخص کے لیے ایک مخصوص راستہ رکھا ہے۔ اس راستے سے وہ شخص حق تعالیٰ تک پہونچتا ہے۔ آپ کا راستہ اُمید ورجا، پروردگار پر حسنِ ظن اور اُمیدِ نجات و وصول ہے۔ آپ رنجوں اور غموں اور نااُمیدیوں کی تاب وطاقت نہیں رکھتے ہو۔ اس فقیر کا گمان یہ ہے کہ آپ کا حال پہلے کے مقابلے میں اچھا ہے، اور فقیر نے جو حسنِ ظن کی ترغیب آپ کو دی تھی وہ خوشیوں کا سبب ہے۔

والسلام

مکتوب شصت وچہارم

﴿۶۴﴾

محمد قطب رہتکی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

[خوف و رجا اور بشارت نجات کے بیان میں]

برادر گرامی میاں محمد قطب بعد سلام مطالعہ کریں ــــــ

معاد اور آخرت سے اس قدر زیادہ ڈرنا کیا فائدہ رکھتا ہے۔ اور ڈرنا محض اس لیے ہے کہ انسان گناہوں کو ترک کر کے آخرت کی طرف متوجہ ہوں۔ فقط ڈرنا مقصود نہیں ہے۔ جس وقت خوف دل پر غلبہ کرے تو خوف کے عوض و مقابلہ میں اعمالِ خیر میں سے کوئی نہ کوئی عمل مثلاً ذکرِ خفی یا ذکرِ جلی یا تدبّر کے طور پر تلاوتِ قرآن مجید یا مطالعۂ حدیث یا اُس کی مثل اختیار کریں۔ یہ اعمال مذکورہ دخولِ جنّت کے لیے کافی ہیں ــــــ

آپ بہت زیادہ ڈرتے ہو، اور سخت گمان رکھتے ہو، حالانکہ بات سہل و آسان ہے۔ جو شخص کہ اس سفر (سفر حج) میں ہمارے ساتھ رہا ہے اُس کو کوئی نہ کوئی چیز ضرور ملے گی، جلد یا بہ دیر ــــــ ہر ہم سفر کو وہ چیز پہونچے گی جو اُس کی مطلوبِ دلی ہے۔

میاں نور اللہ اور میاں محمد عاشق کو فنا مطلوب تھی، اُس کو انہوں نے پالیا۔ اور وہ دیگر ترقیات کے بھی اُمیدوار ہیں ــ ان شاء اللہ تعالیٰ ــــــ

اور عبدالرشید کا مقصود دلی تہہ دل سے تحصیلِ علم تھا، اور اُن کا یہ مقصود بھی (حاصل ہونے کے) قریب ہے۔ اور آپ کا مقصود و مطلوب (فقط) نجاتِ اُخروی تھا وہ بھی حاصل ہوگا۔ میری اِن باتوں کو یقین جانیں۔ جو مشقتیں اِس سفر (سفرِ حج) میں اُٹھائیں ان سے خوش رہیں اور رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ کو کیا خبر ہے کہ اس سفر میں کیا کیا حصّے (مقرر) تھے۔

وقت تنگ ہے ورنہ زبانِ قلم کو اور کشادہ کرتا ______

والسلام

______

مکتوب شصت و پنجم
﴿۶۵﴾

محمد قطب رہتکی رح کے نام

[ازالۂ حبِ جاہ کی تاکید میں]

برادرِ گرامی قدر میاں محمد قطب سلمہٗ ربہٗ سلام سنّتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ

آپ نے لکھا تھا کہ وسوسے ہجوم و غلبہ کر رہے ہیں اور آپ کا انتہائی نصب العین جاہ و مال ہوگیا ہے۔ اے بھائی! دنیا کی حُبِ جاہ آپ کی بصارت و بصیرت کا پردہ بن گئی ہے، جو اِس طرح کی باتیں آپ کے دل میں گذرتی ہیں۔ غور کرنا چاہیئے کہ اگر بالفرض بہت زیادہ کوشش کرو اور قسمت بھی مدد کرے تو مرتبے کی انتہا یہ ہے کہ بادشاہ ہو جاؤ، اور فرعون بھی ایک بڑا بادشاہ تھا، جو کہ ابھی تک ناکامی کے کنویں میں قید ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو موت دیدے مگر یہ دعا قبول نہیں ہوتی ــــــ

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ اُمور جن سے آپ تعلق رکھتے ہو کسی عقلمند سے اُن اُمور کا سرزد ہونا مشکل ہے ــــــ ہمیشہ صبح و شام یادِ حق میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور نماز کو قائم کرنا اور لایعنی باتوں سے زبان کو روکنا چاہیئے۔ آپ نے اپنے کو لوگوں میں بہت زیادہ عقلمند تصوّر

کر رکھا ہے۔ آپ کو جاننا چاہیئے کہ آپ سے بھی زیادہ کوئی ہوشیار شخص موجود ہے۔ اپنے سے زیادہ ہوشیار شخص کو اگر جانتے ہو تو اُس کی تابعداری کرنی چاہیئے، اور اس رسوائی سے (جو ہو رہی ہے) چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے۔ آپ نے جو خط میں لکھا تھا اور جس کا ذکر اُوپر ہو چکا اُس کو پڑھتے ہی میرے دماغ میں ایک دُھواں سا آگیا یعنی دماغ مکدّر ہوگیا اور میں نے بہت افسوس کیا کہ آپ کہاں سے چل کر کہاں جا پڑے۔ ایک وقت تھا کہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی محبت بلکہ محبت کی محبت آپ کو گھیرے ہوئے تھی۔ اب جاہ و مال کی محبت آپ کے اندر سرایت کر گئی ــــــ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے ــــ

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ شغل و ذکر سے دل میں تردّد اور تأمل ہوا ہے۔ اس فقیر (ولی اللہ) کو بہت تعجب ہوتا ہے کہ طریق شغل کے جاننے اور رابطہ رکھنے کے باوجود آپ کیوں تردّد و تأمل کرتے ہو ــــــ اور علم تو اللہ سبحانہٗ ہی کے پاس ہے ــــــ

والسّلام

مکتوب شصت وششم

﴿۶۶﴾

محمد قطب رہتکی رح کے نام

[علاجِ خطرات اور علاج ازالۂ حبِّ دنیا کے بیان میں جو سات باتوں پر مشتمل ہے]

برادر گرامی میاں محمد قطب سلمہ' ربہ' سلام محبّت انتظام کے بعد مطالعہ کریں.
(ترجمۂ شعر): '' اگر محبوب کے علاوہ کوئی اور نصب العین ہو تو یہ عشق نہیں ہے ایک سودائے بیہودہ ہے''.

ہر آدمی ایک جداگانہ مزاج رکھتا ہے اور ہر مزاج کا ایک علیحدہ علاج ہے. آپ کا مزاج خیالی ہے کہ قوتِ متخیلہ کو غالب رکھتے ہو۔ آپ کا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ آپ محبتِ دنیا سے توبہ کر د. محبّتِ دنیا سے توبہ کے بعد ہر خیال جو آپ کے دل میں گذرے گا وہ نقصان نہیں دے گا۔ اس لیے کہ یہ خیال جو توبہ کے بعد رہ جائے گا جسم کے تابع ہے۔ جب روح جسم سے جدا ہو جائے گی تو وہ خیال جو تابعِ جسد تھا نیست و نابود ہو گیا۔ جب عالم قبر میں آؤ گے تو پاک صاف رہو گے۔ لیکن دنیا کی محبّت اس روح کے اندر خلل ڈالنے والی ہے اور جسم کے زوال کے بعد بھی خرابی ہے اور کتنی کچھ خرابی، اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔
یہ علم حق ہے کہ حق سبحانہ' و تعالیٰ نے ہم کو اس علم کے ساتھ مخصوص کیا ہے ______

و الحمد للہ رب العلمین ـــــــ

اب ہم اس بات پر آتے ہیں کہ محبّتِ دنیا سے توبہ کیسے حاصل ہوتی ہے ؟

(۱) اس کا پہلا رکن موت کو یاد کرنا ہے وقتاً فوقتاً ۔

(۲) دوسرا رکن اپنے اوپر یہ بات واجب ولازم کرنا کہ میں مُحبِّ حق سبحانہ وتعالیٰ رہوں ۔

(۳) تیسرا رکن اپنے دل کا نگہبان ہونا ہے کہ جب دل میں خطرات ووَساوِس کا سلسلہ شروع ہو تو اس سلسلے کو توڑ دے ۔

(۴) چوتھا رکن اپنے آپ کو نشاط ومسرّت میں رکھنا اور دل کو ملول نہ کرنا ہے اس لیے کہ جب آدمی آزردہ خاطر ہوتا ہے اور پریشان وحیران ہوجاتا ہے تو خطرات ووساوس زیادہ غلبہ کرتے ہیں ۔

(۵) پانچواں رکن ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا جو دنیا کی باتیں بہت کرتے ہیں ۔

(۶) چھٹا رکن ہر وقت گوشہ نشینی اختیار نہ کرنا ، خلوت صبح کے وقت تین چار گھڑی تک کرنی چاہیئے اور صبح صادق سے دو گھڑی قبل نمازِ تہجد میں مشغول رہنا چاہئے ، اور سونے کے وقت قرآن کی چند سورتیں پڑھ کر سونا چاہیئے ۔ اِس سے زیادہ خلوت ابتدا میں خصوصاً آپ کے مزاج کے لحاظ سے سخت مضر ہے ۔

(۷) ساتواں رکن اپنی بیہودہ گردی پر رونا اور قلب میں رقّت کا ہونا ۔ یہ ہمارے سات رکن ہیں ۔ اگر آپ مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک دوڑو گے تو آپکے روحانی مرض کا بجز اِن اُمور کے کوئی علاج نہیں ملے گا ۔ اور اس بار جب آپ یہاں آئیں تو نیّت کو خالص کرکے اور ان سات رکنوں کو یاد کرکے آئیں ۔

میں آپ کو بہت دوست رکھتا ہوں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی ۔ کوئی بات اور کوئی علاج اِس سے بہتر نہیں ہے ۔

"اگر دیہات میں کوئی موجود ہے تو میں نے دو آوازیں دی ہیں"

والسلام

مکتوب شصت و ہفتم
﴿۶۷﴾

محمد قطب رہتکی رحؒ کے نام

[ارشاد و تلقین]

برادر گرامی قدر میاں محمد قطب سلام کے بعد مطالعہ کریں ____

ایک مدت کے بعد آپ کا جو خط پہونچا وہ قسم قسم کی شکایتوں سے بھرا ہوا تھا، اس وجہ سے یقینی طور پر وحشت کا باعث ہوا۔ جاننا چاہیئے کہ اگر شدائد دنیاوی ہیں تو ان کو وصول اِلی اللہ کا سبب سمجھا جائے فصل وجدانی کا باعث نہ سمجھا جائے۔ اِن شدائد کا علاج تسلیم، رِضا بہ قضا اور محبتِ جاہ و مال کو جڑ سے اکھاڑ دینے سے کرنا چاہیئے۔ اور اگر شدائد، اُخروی ہیں تو جامع کلمہ اس بارے میں وہ ہے جس کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے:
"لوگوں کی خالق سے دُوری کا باعث یہ ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے دُور رہتے ہیں، اور اپنے اوپر خواہ نخواہ کا بوجھ ڈال لیتے ہیں ورنہ فیضِ الٰہی میں کوئی کمی نہیں ہے"۔

ہمارے حضراتِ عالی مرتبت قُدِّسَ اَسرارُہم نے فرمایا ہے: ہوش[1] در دم، نظر بر قدم[2]، سفر در[3] وطن، خلوت[4] در انجمن، یاد کرد[5]، بازگشت[6]، یادداشت، نگاہ داشت[8]۔

اِس فقیر نے ان اصطلاحات مذکورہ میں سے ہر ایک کی تشریح الگ الگ آپ کے رُو برو بیان کی ہے، اُن تشریحات کو یاد رکھنا چاہیئے۔

والسّلام

مکتوب شصت و ہشتم

﴿۶۸﴾

محمد قطب رہتکی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

[مکتوب الیہ کے صاحبزادوں کے اسماء کے بارے میں اور سلوک سے متعلق دو رباعیوں کے بارے میں]

برادرِ گرامی میاں محمد قطب سلمہٗ ربہٗ سلام کے بعد مطالعہ کریں ____

آپ کا خط پہونچا اور حقیقتِ مرقومہ واضح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نہالِ اخلاص کے دونوں تازہ میووں کو یعنی آپ کے دونوں نوعمر فرزندوں کو مبارک اور عمر رسیدہ کرے ____ والحمد للہ سبحانہٗ ____ بے شک تنگی کے ساتھ ساتھ کشادگی ہے ____

اس فقیر (ولی اللہ) کا مذہب و مسلک یہ ہے کہ کسی کے نام میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی طرف نسبت کرنا جیسے کہتے ہیں عبد الرسول، غلام علی اور غلام محی الدین وغیرہ جائز نہیں ہے۔ پس زیادہ مناسب یہ ہے کہ دونوں لڑکوں کے نام احسان اللہ اور اکرام اللہ رکھیں اس لیے کہ ان دونوں بچوں کا وجود اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم سے ہوا ہے۔ اگر قافیہ کا لحاظ کر کے شہاب الدین اور نصاب الدین نام رکھیں تو مستحسن ہے۔

آپ یہ نہیں لکھتے ہو کہ ذکر و شغل کرتے ہو یا نہیں، اور اُس میں ذوق پاتے ہو یا نہیں۔ ہمارا دل اس بات کا متلاشی و منتظر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مراد تک پہونچائے۔

دو رباعیاں فقیر کے دل میں آئی ہیں (یعنی فقیر کی خود کی کہی ہوئی ہیں) اُن کو یاد کریں اور ان پر عمل کریں۔ اُن کا ترجمہ یہ ہے:

'وہ ذکر جس کا زیور نعتِ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ ہو مذہبِ عشّاق میں وہ محض مکر و فریب ہے۔ کلمۂ لا إلہ الاّ اللّٰہ کے حاشیہ یعنی حرف لا سے تمام عالم خلق (دنیا) کی نفی کر اور الاّ اللّٰہ کی رُو سے ربِّ غفور کی جانب چل'۔

(۲) 'میں تیرے عشق میں تمام عالم سے یکسو ہو گیا، اور تیری یاد کے سوا جو کچھ بھی ہے اُس سے الگ ہو گیا۔ مجھ بندے کا مقصود تیری یاد کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تیری طلب کے اندر میں اپنے دل و جان سے بھی گذر گیا'۔

میں نے پہلی رباعی میں طریقۂ ذکر اور دوسری میں ماسوٰی اللہ سے قطعِ تعلق کا طریقہ بیان کیا ہے ——

والسّلام

مکتوب شصت و نہم
﴿۶۹﴾

محمد قطب، رحمتکی رحؒ کے نام

[ارشاد و ہدایت]

برادرِ گرامی میاں محمد قطب سلمہٗ ربہٗ سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

اگر پورے طریقے پر جناب باری سبحانہٗ کی طرف توجہ میسّر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے نام کو بالکل ترک نہیں کرنا چاہیئے ـــ جو چیز کُل حاصل نہ ہو سکے تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔ یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔ اہل و عیال کا فکر دل سے باہر نکال دیں۔ اس طریقے سے ضرور ضرور ایک طرح کی جمعیّتِ قلب حاصل ہو جائے گی۔

جہاں کہیں بھی رہیں کتبِ علمیہ کے مطالعہ سے اور ذکرِ قلبی کے اشغال سے غافل نہ ہوں۔

مکتوب ہفتادم

﴿۷۰﴾

مخدوم محمد معین ٹھٹی رحؒ کے نام

اللہ تعالیٰ کی امداد قدوۃ المحققین ، زبدۃ المدققین مُعین الحق والدین (محمد مُعین ٹھٹی) کے ظاہر و باطن کو شامل رہے ۔

بعد حمد وصلوۃ کے فقیر ولی اللہ عفی عنہ بہت سے سلام اور کامیاب دعائیں اُس مقامِ بہجت التزام کی طرف پہونچاتا ہے ، اور اپنی خیر وعافیت اور اپنی اولاد اور اپنے متبعین کی خیر وعافیت اور اُن کے شوقِ ملاقات کے بیان کا اظہار کرتا ہے ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ آپ کو شفائے کلی حاصل ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سے شفائے ظاہر تمام جسمانی بیماریوں سے عنایت فرمائی اسی طرح وہ تمام امراضِ قلبیہ سے بھی آپ کو شفاء عطا فرمائے ۔ اور وہ افکار جو آپ کے محسوسات اور معقولات کے اندر غلبۂ عقل سے پیدا ہوئے ، اپنی رحمتِ کاملہ کے ذریعے سے براہِ علومِ فائضہ اہلِ عصر بلکہ تمام بنی نوعِ انسان تک پہونچا دے ۔

اللہ تعالیٰ حقوقِ تلقین اور حقوقِ خرقہ کو اور اُس وصیت کو جو طُرقِ مشہورہ کے اکابر سے اس ضعیف (ولی اللہ) کو پہونچی ہے اور جن لوگوں کو اس فقیر کے واسطے سے (یہ حقوق) پہونچے ہیں یا پہونچیں گے اُن کی اچھی طرح تکمیل کرادے ۔ اور اس بشارت کو متحقق کرائے جس کو حضرت والد بزرگوار (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحؒ) نے اس حقیر وضعیف کے حق میں بیان

کیا ہے مثل اُس بشارت کے جو اُن کے بزرگوں نے درجہ بدرجہ، یعنی ہر شیخ نے اپنے مرید کو، عطا کی ہے اور جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک مسلسل پہونچتی ہے۔ اور خواجہ صاحبؒ وہ پہلے بزرگ ہیں جن کے قلب میں منجانب الٰہی بواسطۂ روحِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اقلیمِ ہندستان کے اندر طالبینِ حق کو ارشاد و ہدایت کرنے کا داعیہ وجذبہ پیدا ہوا ـــــ اور اللہ کے لیے یہ بات دشوار نہیں ـــــ

اس لیے کہ بقاے جسم کا مقصود اسی قسم کے معانی و حقائق ہیں۔

(ترجمہ شعر) ''آنکھ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ محبوب کو دیکھے۔ اگر نہ دیکھے تو بینائی سے کیا فائدہ ہے؟''

آپ کا وہ مکتوب گرامی جو اس عاجز کے حالات معلوم کرنے کے لیے صادر ہوا تھا پہونچ گیا۔ اور اُس نے اِس عاجز کے دل کو بڑی بڑی راحتیں عطا کیں جزاکم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء ـــ اور تقلباتِ زمانہ (انقلابِ زمانہ) کی وہ بحثیں کہ مصلحتِ کلیّہ نے افرادِ کائنہ فاسدہ پر جن کی مُہر لگائی ہے، مطالعہ کی گئیں ـــــ اُس کے ساتھ آیۂ فانَّ معَ العُسرِ یُسراً (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے) پڑھنی چاہیئے۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ کسی مناسب وقت میں آپ کے مقاصدِ ظاہری و باطنی کے لیے دعا کی جائے گی ـــ اور قبولیّت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ـــــ

والسّلام

مکتوب ہفتاد و یکم

﴿۷۱﴾

مخدوم محمدؐ معین ٹھٹھی رح کے نام

[مسئلہ تکوین میں اُن کے ایک سوال کا جواب اور معنیِ ازل کی تحقیق]

(بزبانِ عربی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جو ظاہر ہوا ہر اُس چیز کے ساتھ جو ظاہر ہوئی، اور چھپا ہر اُس چیز میں جو چھپی۔ اور وہ اپنے مرتبۂ ذات کے اندر ایسا ہے کہ نہ تو علم اُس کو پاتا ہے اور نہ کوئی عالم اُس کو حاصل کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے رُخ کا پردہ کھول دے تو یقیناً حدِ نظر تک جو کچھ ہے اُس کو جلا دے۔ اور وہ اپنے مرتبۂ ظہور میں ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ وہی لوگوں کو اُوپر اُٹھاتا ہے (عزت دیتا ہے) اور وہی پست کرتا ہے (ذلت دیتا ہے)۔

اور صلوٰۃ و سلام سیّد البشر پر جو کہ معارفِ حقّہ کے ساتھ مبعوث ہوئے، تمام مٹی اور اُون والے مکانوں اور خیموں والوں کی طرف ـــــ اور اُن کے آل و اصحاب پر جب تک کہ چہچہانے والے پرندے چہکتے چہچہاتے رہیں ـــــ

بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے اللہ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ حقیر و فقیر بندہ احمد جو ولی اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو شیخ عبد الرحیم عُمری الدہلوی کا بیٹا ہے ـــــ

اللہ (اس حقیر بندے کو) وہ چیزیں عطا فرمائے جو اُس کو دین و دنیا میں زینت دینے والی ہوں اور اُن چیزوں سے محفوظ رکھے جو اُس کو عیب دار کرنے والی ہوں ____

میرے ایک بہت ہی معزز اور عظیم مخدوم کی طرف سے خط پہونچا۔ آن مخدوم سے میری مراد وہ ذات ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات اور روشن عطایا کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایک ایسے عالم کی طرف سے جو تحقیقاتِ جلیلہ کے میدان میں سبقت لے جانے والے ہیں، وہ ایسے عارف ہیں جو مشکلاتِ عقلیہ کے حل کرنے میں کامل و ماہر ہیں۔ یعنی مولانا معین السنّۃ والدین (محمد معین) ____ اللہ تعالیٰ اُن کو اُس مقام پر پہونچا دے جس کی اُن کو تمنا ہے ____

اللہ ہی سے فریاد ہے اور اُسی سے مدد چاہی جاتی ہے۔ اُسی کی طرف سب کام سپرد ہیں اور اُسی پر بھروسا ہے۔ اور اللہ سے اُمید باندھنا بھی دعا کی ایک قسم ہے، اور بلاء کے فیصلے کو دعا ردّ کرتی ہے۔ امّید ہے کہ اگلا زمانہ پچھلے زمانے سے بہتر ہوگا اور جو چیز آگے آنے والی ہے وہ ماضی کا تدارک کر دے گی۔

میں ایک مسئلے میں (الجھا ہوا) ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس کی بحث کروں۔ اور وہ مسئلہ تکوین دنقر ہے۔ مسئلہ صفات میں ایک طویل بحث ہے جو کتابت کے کئی اجزاء میں بھی نہیں آسکے گی۔ اور اُس کا حاصل ہوگا متکلّمین، حکماء اور صوفیہ کے مذاہب کو درمیان میں جمع کرنا۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان کرے گا ان پر (مکتوب الیہ پر) اُن کی سوالی تحریر کے ذریعے سے ____ مگر ہم نے (ان کی اصلی فرمایش کو) چھوڑ دیا ہے اور مسلکِ صوفیہ کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

پس (واضح ہو کہ) ازل ایسے امتداد سے عبارت نہیں ہے جو زمانے سے پہلے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی ذات کے ذریعے اس تغیّر سے پیدا کیا جو کہ انتزاعِ زمان کا منشاء ہے، پس جائز ہے کہ فعل ازلی ہو یا مفعول زمانی ہو، اور اس کی مثال وجود ہے اس لیے کہ وہ جسم میں ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ مرتبۂ ذاتیہ کی جہت سے

وجود پر وہ حکم لگایا جائے جو جسم کی خصوصیات سے ہے، تجرّد اور تغیر وغیرہ کے اندر ـــــ

اور اس کلام کی تشریح آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے بعد جو بات دل میں آئے گی اُس کی آپ کو خبر دوں گا ـــــ

والسّلام

مکتوب ہفتاد و دوم

﴿۷۲﴾

مخدوم محمد معین ٹھٹّی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

[درگاہِ الٰہی میں سوال کرنے کے طریقے کے بیان میں]

مُعینِ برحق (اللہ تعالیٰ) آپ کی اعانت تمام حالات میں کرے، اور آپ کی تائید ونُصرت کرے اور آپ کو تمام ظاہری و باطنی نعمتیں کامل طور پر عطا کرے۔

بعدِ سلام کے تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ کا مکتوبِ گرامی پہونچا، اور اَشفاقِ فراواں کا اُبھارنے والا ہوا جس جگہ محبّت واُلفتِ روحانی مضبوط ہے وہاں قریب ہے کہ صحبتِ ظاہری بیکار ثابت ہو۔

(ترجمہ شعر) ’دوستی کے لیے مصاحبت کی (ساتھ رہنے کی) ضرورت نہیں ہے (دیکھ لو) ابھی تک بادِ یمن نکہتِ عربی کے اندر محو ہے‘۔

نہیں نہیں، بیکار ہی نہیں بلکہ قریب ہے کہ صحبتِ ظاہری خلل انداز ہو جائے، اس لیے کہ صحبتِ ظاہری میں بدن کی تاریک شکل روحِ ہوائی کے اندر مداخلت کرتی ہے اور اُلفتِ روحانی کے تصرّف کی طرف کم متوجّہ ہوتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اہلِ عشق کے گروہ ایک دل اور ایک رُخ رکھتے ہیں۔

اس گروہ کا قابو میں لانا بہت آسان ہے۔ جوں ہی کہ کوئی درویش خالص محبت کے ساتھ اُن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بحکم إنا أشدُّ مِنْهم شَوقاً و أُمنيةً (ہیں ازروے شوق اورازروے آرزو اُن سے زیادہ شدید ہوں) ہر وقت وہ فرقہ پورے طریقے پر اس درویش کا ہو جائے گا۔

(ترجمہ شعر) 'ہم مفلسی کے دسترخوان پر ایک بُھنا ہوا مرغ رکھتے ہیں۔ جو ہمارا مہمان ہوتا ہے وہ ہمارے دل کو اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔'

اگر کبھی کبھی حضرت رب العالمین کو اس طرح قسم دیں کہ اے میرے رب، اے وہ ذات کہ جو ہر شخص سے اُس کی رگِ جاں سے زیادہ قریب ہے، میں تجھ سے تیری اُس رحمت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ جس کے ساتھ تو نے فلاں شخص کو ڈھانپا ہے، اور تیری اس محبت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ جس نے فلاں شخص کا احاطہ کیا، اور تیری اُس نظر کے طفیل سوال کرتا ہوں جس نے فلاں شخص کو دیکھا۔ (وہ سوال یہ ہے کہ) تو مجھے فلاں فلاں مصیبت سے عافیت دے۔

اُمید ہے کہ وہ معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھے جس کا ذکر حدیث شریف میں کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: 'اگر کوئی پراگندہ حال مومن قسم کھائے گا اللہ پر تو البتہ اللہ پورا کر دے گا اُس قسم کو۔'

مسئلہ ادلّ إلی الرحمة (رحمتِ خداوندی کی طرف زیادہ دلالت کرنے والے) کے بارے میں پوچھا گیا ہے:۔ مخدوما! اِس عاجز کا پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ نفسِ انسانیہ کی ذات سے وہ روحِ ہوائی جو کہ تاریک ہیئت کی حامل ہے، اِعراض کرتی ہے اور مادۂ مثالیہ سے متعلق ہو جاتی ہے وہاں یعنی مادۂ مثالیہ میں تمام نفوس کی ایک ہی حیات ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر نفس کے لیے جداگانہ حیات ہو۔ پھر جب وہ وقت قریب آئے گا کہ اس دورے کے ایام ختم ہو جائیں تو سب ارواح انسانِ الٰہی میں غائب ہو جائیں گی، اور انسان الٰہی رحموت کے اندر مضمحل اور پوشیدہ ہو جائے گا نَسمۂ ہوائیہ سے اِعراض کے وقت

ادلّ إلی الرحمة متحقق ہوجاتا ہے۔

پس ارحم الراحمین (اللہ تعالیٰ) سب سے آخر میں دوزخ کی آگ سے ایک ایسی قوم کو نکالے گا جس کے افراد نے کبھی خیر کا کوئی کام نہیں کیا ہوگا اور وہ جل کر کوئلہ ہوگئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو حیات کے کنویں میں ڈالے گا پس وہ موتی کی طرح ہو جائیں گے. پھر اللہ تعالیٰ اُن کو جنّت میں داخل کر دے گا۔

اَبَد کے معنیٰ اُس مدّتِ طویلہ کے ہیں کہ علمِ بشر میں اُس کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے. اور علم بشر سے مراد علوم نَسَمہ ہیں۔

اِس مسئلے میں کلام، طویل ہے۔ کاغذ کا یہ پرچہ اور یہ تنگ وقت اس مسئلے کو کب برداشت کرسکتا ہے! ۔ باقی کلام یہ ہے کہ روحانی دوستی ایک دو بات کے ظاہر کرنے کا سبب بن جاتی ہے، مجھے معذور رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ آپ ملّتِ مصطفویہ کی طرف متوجہ رہیں یہ شرط نہیں ہے کہ ایک شخصِ معیّن کی طرف سے ہی جو کہ بیانِ ملّت کے درپے ہے اُس کی شرح و تفصیل ہو۔ یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ ملّتِ مصطفویہ قبلۂ حقیقی ہے، اور شارحین کی شرحوں کی طرف التفات کرنا آپ کے علاوہ لوگوں کے کما حقّہٗ ادراکِ ملّت سے کمی اور کوتاہی کی وجہ سے ہے۔ دیگر بات یہ ہے کہ مذاہبِ اربعہ (حنفیہّ، شافعیہّ، مالکیہّ، حنبلیہّ) سے مطلقاً خروج و اِعراض کرنا پسندیدہ بات نہیں ہے (چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی امام کے مسلک کی تقلید کرنی چاہیئے)

والسّلام

مکتوب ہفتاد وسوم

﴿۷۳﴾

مخدوم محمد معین ٹھٹی رحؒ کے نام

[اُن کے بعض اِشکالات کے جواب میں]

تائید الٰہی اس اقوالِ رجال کے نقّاد کے شاملِ حال ہوجیو ــــــ

عنایت نامۂ مشکین شمامہ پہونچا، جو ان امور کی اطلاع دینے والا تھا جن کا انجام ان شاءاللہ تعالیٰ بخیر ہوگا۔ آپ اس فقیر کو انتہائی مخلص اور خلوت وجلوت کا دعا گو تصوّر فرمائیں ــــــ

اللہ تعالیٰ آپ کو ہر تنگی سے کشادگی نصیب فرمائے ــــــ

فقیر کے نزدیک جو چیز طے شدہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلی چیز جو اوّلُ الاوائل سے اِبداع وایجاد کے طور پر صادر ہوئی وہ نفسِ کلیہ ہے، اور نفسِ کلیّہ میں دو صفتیں موجود ہیں: ایک حیثیتِ فعلیت اور اُس کی نسبت سے عرش وجود میں آیا۔ دوسرے حیثیتِ قوّت، اور اُس کی نسبت سے پانی ظہور میں آیا، جو افلاک وعناصر کا مادّہ ہے۔ اور عرش کے پانی پر ہونے کی صورت میں افلاک اور عناصر کی صورتیں ظاہر ہوئیں۔ اور نفسِ کلیّہ اوّل الاوائل کے ساتھ اس طرح کی نسبت رکھتا ہے کہ اگر اُس کو اِسم کہیں تو جائز ہے، اور اگر صفت نام رکھیں تو بھی درست ہے اور مُبدِع کہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ــــــ

المختصر متکلّمین کی شان یہ ہے کہ نفسِ کلیہ کو صفتِ علم و قدرت اور امام مبین کہتے ہیں۔

بس اہل اللہ کا ذوق، خواہ انبیاءؑ ہوں، خواہ اولیاء کلیتہً یہ ہے کہ حضرت مبداء (اللہ تعالیٰ) اور اُن کی صفات کے علاوہ کوئی قدیم نہیں ہے۔ حضرت مبداء فیاض واجب بالذات اور قدیم بالذات ہیں اور اُن کی صفات واجب بالغیر ہیں۔

زمانے کی حقیقت فقط حرکتِ دَوریہ کی مقدار نہیں ہے، بلکہ جو حرکت بھی ہو وہ تقویمِ زمان کی کیفیت سے زیادہ مشابہ نظر آتی ہے۔ اور اگر نظر اس سے بھی کمتر ہو تو محسوس کرے گی کہ مُقوّمِ زمان فقط حرکت بالفعل نہیں ہے، بلکہ حرکت بالقوت بھی مقوّمِ زمان ہے۔ اور حرکت مقولۂ اَعراض ہی نہیں ہے بلکہ اگر جواہر میں حرکت واقع ہو تو وہ بھی زمانے کی ایک نوع کی تقویم کر سکتی ہے۔

اِن مقدّمات سے واضح ہو جاتا ہے کہ نفسِ کلیہّ 'بُعدِ موہوم' کے انتزاع میں جس کا مُقوّم کسی شے کا قوت سے فعل میں مطلق نکلنا ہے، ہو سکتی ہے۔

پس جو نفسِ کلیہّ کے بعد ہے امتدادِ موہوم سے مسبُوق (بعد کو آنے والا) ہے۔

یہی وہ چیز ہے جس کو متکلّمین زمانہ میں مُراد لیتے ہیں۔ پس بُرہان، وجدان اور تمام ملّتوں کا اجماع سب کے سب اِس بات پر متّفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ تمام اشیاء زمانے کے اعتبار سے حادث (نو پیدا شدہ) ہیں۔

اگرچہ کمالاتِ الہٰیہّ عدد میں محصور نہیں کیے جا سکتے لیکن پھر بھی وہ چار مراتب میں محصور ہیں جیساکہ مجھے میرے ربّ تبارک وتعالیٰ نے بتایا ہے:

(۱) اِبداع (۲) خلق (۳) تدبیر (۴) تدلّی

وہ اسماء وصفات جو اِبداع کی طرف راجع ومتوجہّ ہوتے ہیں اُن سب کا مصداق خارج میں نفسِ کلیہّ ہے۔ اور وہ اسماء وصفات جو خلق کی طرف راجع ومتوجہ ہیں اُن سب کا مصداق نفسِ کلیہّ کا اِس حیثیت سے ہونا ہے کہ وہ (نفسِ کلیہّ) اللہ کی طرف سے فیض کے

بعد فیض قبول کرتا ہے۔ اور یہ سب صورتیں نفس کلیہ کی اصل ذات میں داخل ہیں۔ اور وہ اسماء وصفات جو راجع و متوجہ ہیں تدبیر و تدلّی کی طرف، ان میں تجدد و تردد یعنی آنا جانا ہے۔ اور اُن میں نچلے اُمور کے واسطے کسی نہ کسی صورت سے ایک تاثیر ہے۔ اور وہ صورت مصلحتِ کلیہ کے مطابق حفاظت و نگہبانی کرتا ہے، اور ہر زمانے میں اس کا حسبِ مصلحت جاری رکھتا ہے۔ پس جب اُمورِ سفلانیہ (نچلے درجے کے اُمور) موجود ہوں تو مصلحتِ کُلیہ عالم کے اندر طریقوں میں سے کسی طریقے پر جاری کی جاتی ہے۔ پس اس طریقے کا صادر ہونا مصلحتِ کلیہ کی حفاظت کے وجوب کی وجہ سے ضروری ہوا۔ پس اِبداع اور خلق دوام خلق کے ساتھ دائم ہیں، لیکن خلق اور تدبیر کے متعلقات متغیر ہیں۔

پس کہا جاتا ہے کہ بعض اُمور میں رزق ہے، بعض میں نصر (مددگاری) ہے اور بعض میں خذلان یعنی بے نصرتی ہے۔

اور جمع ضدین دو قسم کی ہے: حقیقی اور مجازی ــــــ جمع ضدین حقیقی دائرۂ اِمکان میں نہیں ہے (ممکن نہیں ہے) اور جمعِ ضدین مجازی کا تحقق ہوتا ہے۔ اور جمع ضدینِ مجازی کی دو قسمیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس زمین میں جو کہ آدم علیہ السّلام کی بقیہ مٹی سے پیدا ہوئی وہ اِس مثال اور خیال کے زمان میں بھی ظاہر ہو کر زمین سے خیالِ افلاک اور ملاءِ اعلیٰ کے آشیانے کی مثل ہوگئی ہے۔ اس کی ملاقات حکماء کے نزدیک معتبر ہے جواز کے لحاظ سے بھی اور صدق کے لحاظ سے بھی ــــــ

پس اس زمین میں ممتنعات موجود ہوتے ہیں اور نقیضین بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس جگہ مشکل کا حل اِس کلمہ سے کیا جاسکتا ہے کہ فرض المخ لیس بمخ و خیال المخ لیس بمخ (محال کا فرض کرنا محال نہیں ہے اور محال کا خیال بھی محال نہیں ہے)

ن: فرض المحال لیس بمحال و خیال المحال لیس بمحالٍ

دوسری بات یہ ہے کہ بعض تیز اور زوردار قوے اپنے اوپر کسی ہمت کو اُٹھاتے ہیں کہ وجودِ شے کا تقاضا کرنے والی ہوتی ہے اور بعض قوے ایسی ہمت کو اٹھاتے ہیں کہ جس کا تقاضا عدمِ شئے ہوتا ہے۔ پس ملاءِ اعلیٰ میں صدقِ ذہنیۃ کی اصل کے ثابت ہونے کی وجہ سے ملاءِ سافل (ملائکہ کا نچلا طبقہ) میں بھی طرفین کے لیے صدقِ ذہنیۃ ثابت ہوتا ہے۔

اس جلدی کی حالت میں اِن ہی کلمات پر اکتفاء کیا گیا۔ میں نے طولِ کلام کی فرصت نہیں پائی۔ یہ بھی جو کچھ لکھا گیا آپ کے حکم کی تعمیل میں لکھا گیا ہے، ورنہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

(ترجمہ شعر) ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تمہارا حُسن وجمال ایک ہے۔ اور ہر شخص اسی حُسن وجمال کی طرف اِشارہ کرتا ہے ——

والسّلام

مکتوب ہفتاد و چہارم
﴿۷۴﴾

مخدوم محمدؒ معین ٹھٹھیؒ کے نام

[ارشاد]

تائیداتِ الٰہی اُس شخص کے شامل ہوجیو، جو زبدۂ اہل کمال، اور حال وقال کے جمع کرنے والوں کا پیشوا ہے۔ یعنی مخدومِ مکرم و معظم معین السنّۃ والدین جو کہ حق الیقین کے خزانوں کے امین ہیں ____

امّا بعد ____ فقیر ولی اللہ عُفی عنہ کی طرف سے سلام مسنونِ اسلام کے بعد معروض ہے کہ آپ کا گرامی نامہ مُصَنَّفِ ابی بکر ابن ابی شیبہؒ کے ترپّن[52] اجزاء کے ساتھ پہونچا جیساکہ سابق میں بھی دو دفعہ میں ترپّن[53] جزو پہونچے تھے ____ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ بہترین معاملہ فرمائے، اور آپ کے حال واستقبال

---

۵۲ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ الکوفی (۱۵۹ھ / ۷۷۵ء - ۲۳۵ھ / ۸۴۹ء) یہ رُصافہ میں معلم تھے ۸/محرم ۲۳۵ھ کو انتقال ہوا۔ علم حدیث میں جو مصنَّف آج دستیاب ہیں اُن میں مصنَّف ابن ابی شیبہ قدیم ترین ہے۔ یہ معانی و موضوعاتِ حدیث کی ترتیب سے ہے۔
طبقات ابن سعد ۲۸۸/۶ الفہرست ابن الندیم / ۲۲۹۔

کی اصلاح فرمائے اور آپ کی طرف نظرِ لطف سے دیکھے۔ بے شک وہ قریب ہے اور مُجیب ہے۔

آپ کے گرامی نامے کے مضمون سے فوق الفوق کے نہ پائے جانے کو مدّنظر رکھ کر خوفِ خاتمہ، عجز و شکستگی کا غلبہ اور احوال کی رنگ برنگی سے وحشت کا ہونا مفہوم و معلوم ہوا۔ یہ تمام باتیں گواہِ عادل ہیں آپ کے صدقِ حال اور سلامتیِ انجام پر ـــــــ

اِن شاءَ اللہ تعالیٰ ـــــــ اس لیے کہ بے شبہ اسلافِ کرام اِسی حال پر تھے، اور اِسی طرف اشارہ کیا ہے شیخِ طریقت، امامِ حقیقت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عبارت میں جس کو اُن سے خواجہ محمد پارساؒ نے رسالۂ قدسیہ[۱] میں روایت کیا ہے۔

فقیر کو مدت سے یہ خواہش ہے کہ کوئی چیز نصیحت و خیر خواہی کے سلسلے میں اپنے فہم کے مطابق آپ کے پاس پہونچائے۔ پھر آپ کے علم کی جامعیّت اور تحقیق میں رُسوخ پر جب نظر کی جاتی ہے تو وہ باعثِ سکوت ہو جاتی ہے۔

المختصر اب میں اس ساعتِ مسرّت میں لکھ رہا ہوں تاکہ جان لوں یہ بات کیسی ہے۔ آیا باموقع ہے یا بے موقع ـــــــ

آپ کے ان ایامِ پیری میں جو کہ نقّارۂ کوچ کے بجنے کا وقت ہے مرضیِ الٰہی یہ معلوم

---

[۱] رسالہ قدسیہ تالیف خواجہ محمد پارساؒ (ف ۸۲۲ھ) شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی ۱۹۷۵ء۔

(متن رسالہ از صفحہ ۱۱۳ تا ۱۸۸)

ہوتی ہے کہ آپ اپنے کو اُسی نسبت پر رکھیں جو شیخ ابوالقاسم قدس سرہٗ (نقشبندی سندھی) سے حاصل کی ہے، اور اسرارِ توحید کی تفصیلات اور اُس کی نیرنگیوں کی لذت اندوزی سے اپنے آپکو یکسو رکھ کر تجلّیِ اعظم کی توجہ میں جس کو شیخِ اکبرؒ کی اصطلاح میں حقیقتِ محمدیہ سے تعبیر کیا گیا ہے، مستغرق رہنا چاہیئے۔

اِس وقت اِسی مختصر تحریر پر اکتفا کیا گیا۔ دیکھنا چاہیئے کہ ذہنِ عالی کے کس موقع وگوشے میں یہ بات آتی ہے! ــــــ

والسلام

---

[1] مولانا ابوالقاسم بن مفتی داؤد ٹھٹھہ سندھ کے رہنے والے تھے، فقہ، اصولِ فقہ اور علومِ عربیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ مدت العمر درس وتدریس میں مشغول رہے۔ اورنگ زیبؒ نے انہیں محکمۂ قضا میں وکیلِ شرعی مقرر کیا تھا۔ ۱۱۱۳ھ/۰۲-۱۷۰۱ء میں وفات پائی ذھب العلم من السند سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ نزہۃ الخواطر ۶/۱۶-۱۷، علمائے ہند ۶، تحفۃ الکرام ۶۷۲ بحوالہ فقہائے ہند ۵/۹۴۔

مکتوب ہفتاد وپنجم

﴿۷۵﴾

شاہ نور اللہ پھلیتی ثم بوڈھانوی کے نام

برادرِ عزیز القدر میاں نور اللہ ـــ نورہ اللہ تعالی ـــ حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہیں۔ تمہارا بڈھانہ خیریت سے پہونچنا معلوم ہوا ـــ فالحمد للہ حمداً کثیرا طیباً مبارکاً فیہ

(ترجمہ شعر): جس طرح سے بھی ہو سکے اِس بات کی کوشش کر کہ تو خود کو محبوب حقیقی کے کوچہ میں لے جائے'۔

طالبین اور ذاکرین کے ساتھ توجہ کی مشق کرنا جمعِ ہمت کا زیادہ ثمرہ دیتا ہے ـــ

والسلام

مکتوب ہفتاد و ششم

﴿۷۶﴾

شاہ نور اللہ بوڑھانوی کے نام

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کو کمالات کی بلندیوں پر چڑھائے ـــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں ـــــ

ہمارے پاس ایک وصیّت ہے جس کو میاں محمّد عاشق سے اور تم سے کسی مبارک وقت میں بیان کریں گے ۔ اے اللہ ! تو اِن دونوں شخصوں کو اونچے اونچے مرتبوں پر فائز کر اور اِس دور میں اِن دونوں سے لوگوں کو بہت مدّت تک نفع عطا کر ـــ اور ان دونوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اِس وصیّت کو جس کو آیندہ کسی وقت بیان کیا جائے گا جیسا کہ چاہیئے اُس طرح پورا کریں ـــــ

والسّلام

مکتوب ہفتاد وہفتم
﴿۷۷﴾

شاہ نوراللہ بوڑھانوی کے نام

برادر گرامی قدر شاہ نوراللہ ـــــ نوّرہ اللّٰہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عُفی عنہ کی طرف سے سلام محبت اِلتزام کے بعد مطالعہ کریں کہ تمھارا مکتوب جو خیر و عافیت کی خبر دینے والا تھا پہونچا، اور حقیقتِ مندرجہ معلوم ہوئی۔
(ترجمہ شعر) '' راہِ عشق میں قُرب وبُعد کا کوئی مرحلہ نہیں ہوتا۔ میں تجھکو صاف دیکھ رہا ہوں اور دعا بھیج رہا ہوں''۔

تمھارے خطوط مسلسل اور یکے بعد دیگرے پہونچے۔ اور بعض اوقات قاصد کے جلدی جانے کے باعث یا درس و تدریس میں ہماری مشغولیّت کی وجہ سے یا اِسی طرح کے کسی اور سبب سے جواب لکھنے میں کوتاہی واقع ہوجاتی ہے۔ اگر میں جواب نہ لکھوں تو غَیبت وحضور کے یکساں ہونے کی وجہ سے نہ لکھنا ہی لکھنا ہے۔

اگر آپ کی دنیا وآخرت کی خیریت طلبی کے لیے لکھتا ہوں تو وہ جوششِ دل کے تقاضے اور موانع ومشاغل (رکاوٹوں) کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔
(ترجمہ شعر عربی): ''چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں (کارکنوں کی کوشش سے) ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوسکتی ہیں مگر میری محبت اپنی بلندی کی وجہ سے منتقل نہیں ہوسکتی''۔

والسلام

مکتوب ہفتاد و ہشتم
﴿۷۸﴾

شاہ نور اللہ بڈھانوی کے نام

برادرِ گرامی قدر شاہ نور اللہ — نوّرہ اللہ تعالی — فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلامِ شوق و محبّت کے بعد مطالعہ کریں —

تم نے اپنے شوقِ ملاقات کو لکھا تھا کہ بہت زیادہ ہے۔ میری طرف بھی اشتیاقِ ملاقات کو اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ جانیں۔

(ترجمہ شعر): ''اگر صبر کی شاخ میں پھل آجائے تو کیا تعجّب ہے۔ اور اگر مشقّتِ دوری و جدائی ختم ہو جائے تو کیا عجب ہے!''۔

اگر محمد محسن (طالبِ طریقت) مشتاق ہے تو جو کچھ اُس کی استعداد کے مناسب جانیں اُس کو تلقین کریں، مراقبۂ احاطہ ہو یا اُس کے مثل —

جہر و خفی سے گذر کر جب نوبتِ مراقبہ پہونچے تو مراقبۂ احاطہ سے زیادہ تاثیر رکھنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

جذب سے مراد توحیدِ افعالی، توحیدِ صفاتی، توحیدِ ذاتی اور نسبتِ بے نشانی ہے کہ جس کو ہم ''یاد داشت'' کہتے ہیں۔ اور سلوک سے مراد طاعات و طہارات کی انواع و اقسام کا ملاحظہ کرنا اور ارواحِ طیبۂ مشائخ کے انوار کا معائنہ کرنا ہے۔

جس نے یہ دونوں راستے (جذب وسلوک) طے کر لیے اُس کا کام پورا ہوگیا۔
لیکن دوامِ ذکر میں کوشش کرنا لازم اور ضروری ہے۔ طالب اللہ کی طلب کرے یہاں تک کہ اُس کو "یقین"، یعنی موت آجائے ________

والسّلام

____

مکتوب ہفتاد و نہم

﴿۷۹﴾

شاہ نور اللہ بوڈھانوی ؒ کے نام

[بیان مراقبہ میں]

باسمہٖ سبحانہٗ

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ـــــ نورہ اللہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

رقیمۂ کریمہ پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ تمہارا حال ظاہر کرنے کے لیے استخارہ کیا گیا۔ ظاہر ہوا گویا حضرتِ قبلہ گاہی (حضرت شاہ عبد الرحیم) قُدّس سرّہٗ تم پر توجہ ڈال رہے ہیں، اور تم آنکھیں کھولے ہوئے ہو۔ اور توجّہ کی تھوڑی سی تاثیر کی وجہ سے جس کا تم احساس کر رہے ہو، اپنا سَر ہلا رہے ہو، اور کچھ حرکت کر رہے ہو اور تمہارا آنکھوں کا کھولے رکھنا اور سر کا ہلانا حضرت والا کی ناخوشی کا سبب ہے۔ آخر کار والد صاحب بہت زیادہ ناخوش ہوئے اور غصّہ کیا۔ اِس فقیر نے اس سلسلے میں تمہاری بہت زیادہ سفارش حضرتِ والد سے کی۔ حضرت والا نے تم کو معاف فرما دیا، اور فاتحۂ خیر پڑھی۔ اِس کے بعد میں نے دیکھا کہ دوبارہ حضرتِ ایشان (حضرت شاہ عبد الرحیم) گھر سے باہر آئے، اور مجلسِ توجّہ منعقد ہوئی، اور وہ تمہاری طرف متوجّہ ہوئے۔

اور تم جیسا کہ (توجہ کے وقت مراقبے میں) شرط ہے آنکھوں کو بند کر رہے ہو اور مستغرق اور محو ہو گئے ہو۔

یہ خواب ایک طول رکھتا ہے (یعنی طویل ہے) لیکن اِس میں جو کچھ تمہارے متعلق تھا وہ اِسی قدر ہے (جو لکھا گیا)۔

اس خواب کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس بات کے لیے مامور ہو کہ صوفیہ کے طرز پر رہو اور اُن کے اشغال کی پابندی کرو۔ لیکن میرے اس لکھنے کے باوجود تم بھی استخارہ کرو۔ جب اِستخارہ کرو تو جو کچھ ظاہر ہو اُس پر عمل کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر ختمِ قرآن یا اُس کی مثل کارِ خیر کر کے اُس کا ثواب حضرتِ ایشان (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) اور ہمارے سلسلے کے دوسرے مشائخ کو پہونچاؤ تو بہتر ہے۔

والسّلام

مکتوب ہشتادم

﴿۸۰﴾

شاہ نور اللہ بڈھانوی کے نام

[مشتمل بر معرفتِ عظیمہ]

برادر عزیز القدر میاں نور اللہ ـــــ نوّرہ اللہ تعالیٰ ـــــ سلام سنّتِ اسلام کے بعد مطالعہ کریں کہ تمھارے دیکھنے کا اک شوق میرے باطن میں محسوس ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے تمھارا مسرّت آمیز خط پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ منکشف ہوئی۔ تم نے جو کچھ میاں محمد عاشق سے متعلق لکھا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے احسان کا شکر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اِس سے زیادہ کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ قریب اور مُجیب ہے۔ جو کچھ قُربِ ملاءِ اعلیٰ کے متعلّق تم نے لکھا تھا وہ اُسی طرح ہے۔ اِس لیے کہ ارتفاقات (زندگی بسر کرنے کے طریقوں) کو قائم کرنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور مستحسن ہے۔

خواب کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اللہ اُس کو سچا کر دے۔ بے شک وہ جو بات چاہتا ہے اُس کو پوری طرح انجام دیتا ہے ـــــ

فقیر بھی اس خواب کے مضمون کے نفسِ وقوع کا یقین کرنے والا ہے ـــــ

ہر چند کہ وقت کا تعیّن نہیں کیا جاتا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ انوار ہیں جو عالمِ بشر (دنیا) کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ ایک رنگ عالم سے اٹھتا ہے اور اس جگہ اثر کرتا ہے، ایک کیفیّت منعقد ہوجاتی ہے۔ جب اُس کیفیّت کا سایہ زمیں پڑتا ہے تو پھر ان انوارِ مُحیطہ کا رنگ اختیار کرلیتا ہے اور اس طرح سے دُور ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ نیک لوگوں سے علیحدگی اور قطعِ تعلق کا رنگ اور بَد لوگوں سے شرارتوں کا رنگ اس جگہ آجاتا ہے اور عام ہلاکت و برَبادی کا سبب ہوتا ہے۔ و اللہ أعلم۔ اس عظیم القدر وجدان کی حقیقت پر خوب اچھّی طرح سے غور کریں ______

والسّلام

______

مکتوب ہشتاد و یکم

﴿۸۱﴾

شاہ نور اللہ بوڑھانوی کے نام

[حقیقتِ رؤیا کی تحقیق میں]

برادر گرامی قدر میاں نور اللہ ــ نورہ اللہ تعالیٰ ــ فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام محبت انجام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ

تمھارا مسرت آمیز خط پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ معلوم ہوئی۔ یہ دو خواب جو تم نے لکھے تھے اگر خرابیِ صحت و مزاج کے قبیلے سے، جو بیماری کا لازمہ ہے نہیں ہیں، تو یہ دونوں خواب تمھارے حصولِ بقا پر دلالت کر رہے ہیں۔ اِس لیے کہ بقا اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتی جب تک کہ بندہ حضرتِ حق جلّ شانہ، کو نہ دیکھے۔ ــــــــــــــــ

....

....

گویا حضرتِ حق سبحانہ نے انتظام ملّت میں ایک بات چاہی، اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس اَمرِ مُراد کے پورا کرنے میں جوارح اور اعضاء کی طرح سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا خواب میں دیکھنا کہ آپ نے مکّہ فتح کیا ہے، اور چند

آدمی وہاں سے بھاگ گئے ہیں اور وہ لوگ تمہاری (شاہ نور اللہ کی) ہدایت سے ہدایت یاب ہو گئے ہیں اور تمہاری سفارش سے اُن کا اسلام قبولیت کا درجہ پا گیا ہے۔ یہ خواب بھی ایک دوسری بشارت ہے، جو تمہارے اُس امرِ طریقت میں راسخ القدم ہونے پر دلالت کر رہا ہے جس کو حضرت پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اِتّصالِ سند کے ساتھ بطریق عَن عَن (مُعنعَن) پایا ہے حق تعالیٰ اِس بندۂ عاجز کو اور اس کے سب دوستوں اور سچّے اور پکّے یاروں کو شریعت طریقت اور حقیقت کے آداب میں راسخ القدم کر کے علمِ مجدّدیت کا اٹھانے والا بنا دے ـــــ اور بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ـــــ

رہی یہ بات کہ میں نے اوّل کلام (اوّل تحریر مکتوب) میں خرابیِ مزاج سے عدم اختلاط کی جو قید لگائی ہے وہ اِس وجہ سے ہے کہ اہلِ تحقیق کے کلمات واقوال اِس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ خواب جو ایک بیمار آدمی دیکھتا ہے اور ناسازیِ مزاج یا خرابیِ صحت کا اُس خواب میں کوئی دخل ہوتا ہے، اُس خواب کا کوئی اعتبار نہیں ہے ـــــ واللہ اعلم ـــــ

والسّلام

مکتوب ہشتاد و دوم

﴿۸۲﴾

شاہ نور اللہ بڈھانوی کے نام

[ارشاد و سلوک کے بارے میں اور اس بیان میں کہ ان کے لطائف میں سے کون کون سا لطیفہ ان پر غالب ہے]

برادر عزیز القدر شاہ نور اللہ ـــــ نورہ اللہ تعالی ـــــ فقیر ولی اللہ عُفِیَ عَنہ کی طرف سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

تمہارے لطائف کے اندر غالب لطیفۂ قلب اور خفی ہیں۔ لطیفۂ قلب کا بیدار کرنا ذکر جہر سے اور سماعِ غنا سے اور محبت انگیز باتوں کی طرف توجہ کرنے سے ہوتا ہے۔ اور لطیفۂ خفی کا بیدار کرنا ذکرِ خفی کے ذریعے سے، لا موجودَ الاَّ اللّٰہ کے ملاحظے کے ساتھ اور اُن مراقبات کے ساتھ ہوتا ہے جو اس معنیٰ کے مناسب ہیں۔

اجمال تو یہ ہے، اور اس کی تفصیل ہر ایک کی استعداد کی حیثیت سے جداگانہ ہے۔ اِس معاملے میں قلب کو حاکم بنانا چاہئے۔

معرفتِ قلب کے سلسلے میں فقیر کے دل میں ایک رباعی (فی البدیہہ) آئی ہے جس کو فقیر پیش کرتا ہے ؎

(ترجمہ) ''خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ ادراک کرنے والا اور پانے والا دل ہے۔ یا دل کوئی دوڑنے والا گھوڑا ہے اور بازی لگانے والا گھوڑا ہے۔ اگر تُو سمجھے تو تجھ سے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں یہ خود بخود چمکنے والا موتی دلِ زندہ ہے''۔

اس کے بعد بھی لطیفۂ قلب اور لطیفۂ خفی کے بارے میں کچھ باتیں لکھی جائیں گی۔

والسّلام

مکتوب ہشتاد وسوم
۸۳

شاہ نور اللہ بڈھانوی کے نام

[معنیٔ رباعی کی تحقیق میں]

برادر عزیز القدر شاہ نور اللہ ـــــ نوّرہ اللہ تعالی ـــــ فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

تم نے اس رباعی کے معنی دریافت کیے تھے ؎

تا ظن نکنی مُدرِک دیابندہ دل است + یا توسنِ بازندہ وتازندہ دل است
گویم بتو رمزے گر بفہمی آن را + ایں گوہرِ تابندہ بجود، زندہ دل است

اس رباعی سے غرض ومقصود حقیقتِ انسان سے آگاہ کرنا ہے جس کو دل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس میں حقیقتِ انسان کے طبقات کا بیان ہے۔ پس اس کا طبقۂ ظاہرہ قوتِ مدرکہ متحرکہ بالارادہ ہے، اور مُدرک ومُتحرِک بالارادہ ہونا تمام انواعِ حیوانات میں پایا جاتا ہے یہ درجہ وہ نہیں ہے کہ انسان اس کے ذریعے سے دوسرے حیوانات سے ممتاز ہو۔ اِس سے زیادہ خفی طبقۂ عقل ہے جو کہ حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔ اور عقل کی بڑی خصوصی صفت ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہونا ہے، چاہے وہ بطریق قولِ شارح

ہو یا بطریقِ برہان، دلیلِ خطابی ہو یا حدس (فہم و فراست) کے طور پر ہو۔ اور عقل کو اسی صفت (ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی صفت) کے اعتبار سے دوڑنے والے گھوڑے سے تعبیر کیا گیا۔ اس لیے کہ عقل کا میدانِ افکار میں دُور دُور چلا جانا تیز رفتار گھوڑے کے دوڑنے کے مشابہ ہے۔ اور لفظِ "توسَن" (گھوڑا) اِس بات کو بتاتا ہے کہ اصلِ عقل وہی قوّتِ حیوانی ہے، اگرچہ بعض اُمور کی زیادتی کی وجہ سے اُس نے عقلِ انسانی نام پالیا ہو۔ اور عقل کی ایک بڑی خصوصیت فخر و تفاخر کرنا جلبِ منفعت، دفعِ مضرّت اور حُبِّ جاہ و مرتبہ میں اپنی ہمّت کو صرف کرنا ہے۔ اِسی بنا پر عقل کو بازندہ (بازی لگانے والا) کہا گیا۔ اور یہ دونوں طبقاتِ مذکورہ حقیقتِ آدمی کے لیے پوست کے مانند ہیں۔ اور ان کی اصل وحقیقت ایک چمکنے والا موتی ہے جو کہ روشن ہے اور خود سے زندہ ہے۔ یعنی ایسا مجرّد ہے کہ جسم اُس کے ذریعے سے زندہ ہوتا ہے اور اس کو معنیٔ زندگی کسی (مادّی طاقت) سے حاصل نہیں ہیں۔ اور اصل میں وہ نفس ناطقہ ہے بلکہ حجرِ بہت ہے کہ نفس کو روشنی اُسی سے حاصل ہے۔ اور وہ حقیقت میں تجلّی اعظم کا ایک بُلبلہ ہے جو اِس نفس کی سطح پر ظاہر ہوگیا ہے، اور آخر میں تجلّی اعظم کے ساتھ مُلحق ہو جائے گا، اور ہمیشہ ہمیشہ اپنے اس وجود کے ساتھ جو کہ جوہر کے مقابلہ میں عَرَض کی حیثیت رکھتا ہے تحقّقِ تجلّیِ اعظم کے ضمن میں متحقّق و ثابت رہے گا۔

والسّلام

مکتوب ہشتاد و چہارم

﴿۸۴﴾

خواجہ محمّد امین (ولی اللٰہی) کشمیری کے نام

[حضرت مجدّد الفِ ثانی کے ایک مکتوب پر دفعِ شبہات کے بیان میں ——
یہ مکتوب مقاماتِ خُلّت کے بارے میں ہے، اور اس بارے میں ہے کہ خُلّت کا حصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بعض افراد کے واسطے سے ملا ہے]

برادرِ عزیز القدر خواجہ محمّد امین نے —— اللہ تعالیٰ ان کو اپنے شہود کے ساتھ مکرّم کرے ——

سوال کیا ہے کہ حضرت شیخ مجدّد (الفِ ثانی) قدّسَ اللہ تعالیٰ سرّہٗ العزیز نے جلد ثالث کے مکتوب ۹۴ میں، اور اس کے علاوہ بعض مکتوبات میں اس بات کو صراحۃً تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار سال کے بعد بعض افرادِ امّت کے واسطے سے مقامِ خلّت حاصل ہوا اور دعاء اللھم صلّ علی محمدٍ کما صلّیتَ علی ابراھیم (ہزار سال کے بعد) درجۂ قبولیّت کو پہونچی۔ اور اشارے اور قرینے سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ اس فردِ خاص سے مُراد خود حضرتِ مجدّدؒ کی ذات ہے۔

یہ مُقدّمہ و نظریہ بظاہر بہت سے اِشکالات کا محلِّ وُرود ہے۔ اِن میں سے ایک ——

اشکال یہ ہے کہ حصولِ مقامِ خلّت میں جو کہ اعلیٰ مرتبہ ہے، افرادِ امّت میں سے کسی فرد کا توسط و ذریعہ ہونا اُس فرد کی حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذاتِ اقدس پر فضیلت کو مستلزم ہے۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ خود اس اشکال کے جواب کے درپے ہوئے ہیں، اور فرمایا ہے کہ اگر خادم اور غلام اپنے مخدوم و آقا کے واسطے کوئی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا لباس تیار کریں تو اُس سے خادموں اور غلاموں کو آقا پر کوئی فوقیت لازم نہیں آتی ہے، اور اس جواب میں جو بات ہے وہ ظاہر ہے۔ منجملہ ان اشکالات کے دوسرا اشکال یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خلیل بنایا تھا۔" اور یہ حدیث (پہلے ہی سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خُلّت ثابت کرنے کے لیے نصِ صریح ہے۔ پس یہ کہنا کہ ہزار سال کے بعد یہ مرتبۂ خلّت حاصل ہوا (اس سے پہلے حاصل نہ تھا) ایک حدیثِ صحیح وصریح کے مخالف ہوگا۔ (بطورِ تاویل) یہ بات کہنا بھی مناسب نہ ہوگا کہ یہ خلّت جو حدیث میں وارد ہوئی ہے اُس سے مراد مطلق محبوبیّت ہے نہ کہ اصطلاحی خلّت ــــــ لہٰذا کوئی اشکال نہیں ہے ــــــ

آپ کی خلّت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشبیہ دینا اس تاویل سے انکار کرتا ہے

پس اس مسئلے میں جو کچھ آپ کے نزدیک متحقق ہو وہ لکھیں ــــــ

آپ کے اس مکتوب کے سبب سے دل میں آیا کہ یہ بندہ موجودہ حالت میں اس مسئلے کے بارے میں جو کچھ لکھنے کی توفیق پائے اُس کو لکھے۔

یہ بات جاننی چاہیئے کہ اہل اللہ کا کشف سچا اور صحیح ہوتا ہے، لیکن (اہل اللہ) بعض اوقات حقیقتِ امر کو اجمالی طریقے پر معلوم کرتے ہیں، اور بعض اوقات تفصیلی طور پر رُو در رُو ــــــ اور بعض اوقات بغیر حجاب کے معلوم کرتے ہیں۔

کلامِ صوفیہ کے متبعین اجمال و تفصیل کو جاننا ضروری سمجھتے ہیں، اور وہ قائل جو کلام مجمل اور کلام مفصّل میں مخالفت کرتا ہے، اُس سے بھی چشم پوشی کرتے ہیں۔ پس ہم اس بات میں

شک نہیں کرتے کہ (قضا و قدر) زمانے کے ہر حصّے اور دَور میں ایک نئے فیض کا آغاز کرتے ہیں، اور ہمارے زمانے میں بھی ایک خاص فیض کا دروازہ لوگوں کے درمیان کھُل گیا ہے۔ اور چونکہ حضرت خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ مبارک آپ کے مبدا یقین کی عظمت و رفعت اور عموم فیض کی وجہ سے کہ جو آپ کے ذریعہ سے لوگوں پر وارد ہوا ہے اور انتظام دورہ کے ظہور کے سبب سے، اس نور کے ذریعے سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرِ بہت سے نمودار ہوا ____ اور ان دوسرے اسباب کی وجہ سے جن کا ہم احاطہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اس عنوان خطیرۃ القدس کی، اس کی شکل وصورت کی، اس کی روپوش اور گمان کی جگہ اور تمثیلِ صورت اور جو کچھ بھی اس قبیل سے کہا جاسکے اُس کی غایت ہو گئی ہے۔

نفوسِ بنی آدم کے اجارِ بہتہ کی وجہ سے جو کہ درجہ بہ درجہ اور طبقہ بہ طبقہ پیدا ہوتے ہیں ہر جدید فیض جو دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور تازہ بہ تازہ بر روے کار آتا ہے وہ حظیرۃ القدس کا ضمیمہ بن جاتا ہے ____

اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ اہلِ دل اِس امر کا ادراک اجمالاً کرتے ہیں اور ان الفاظ سے اس مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ یہ تمام کمالات اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئے ہیں، اِس کلام کی تفصیل اور اُس کے حق کا ادا کرنا یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ مصلحتِ کلیۂ الٰہیہ نے تقاضا کیا ہے کہ تجلیِ اعظم کی کچھ شرحیں اور بعض تفصیلیں اور اُن کے عکس و پَرتو ہر زمانے میں پیدا ہوں، اور اُن کا منشا (جائے نشو و نما) کاملین میں سے ایک شخص کا حجرِ بہت ہو، اور یہ حجرِ بہت اُس نورِ مسلسل کے ساتھ تجلیِ اعظم کی شعاع کے مانند اور اس جوہرِ اعظم کے عَرَض کی مثل ہو جاتا ہے۔ اور وہ (حجرِ بہت) بحسبِ اطوار و ادوار اپنے طریقے پر ہے اور (تجلیِ اعظم) بحسبِ اشخاص و بحسبِ ازمان بھی اپنے طریقے پر ہے ____

اِس فقیر (ولی اللہ) نے اِس قسمِ ظہور اور اِس قسمِ استکمال کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ؎

باجمالِ ذاتیش حسنِ دگر درکار شد + چشمِ اُو را سُرمہ ام یا زلفِ اُو را شانہ ام

(اُس کے جمالِ ذاتی کے ساتھ ساتھ ایک اور حسن بھی درکار ہوا۔ لہذا میں اُس کی آنکھوں کا سرمہ ہوں یا اُس کی زلف کے لیے کنگھی ہوں۔)

جب یہ مقدّمہ بطورِ تمہید تیار ہوگیا تو اب دوسرا مقدمہ جاننا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ حقائقِ اجمالیہ جو کہ اہل اللہ پر ظاہر ہوتے ہیں، چونکہ لُغت اور عرفِ عام اُن کی تعبیر سے قاصر ہیں اِس لیے یہ اہل اللہ قرآن وحدیث سے ایک ایسا لفظ لیتے ہیں جو فنِ اشارت و اعتبار کی رُو سے اس مضمون پر محمول ہو سکے، اور اس لفظ کو ان حقائقِ اجمالیہ کا جو اُن کے قلب پر فائز ہوتے ہیں عنوان بنا لیتے ہیں۔ اور کلام کو اُس لفظ کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں اور اُن دقیق معارف کو اُس لفظ کے پردے میں ادا کرتے ہیں۔ ان مطالعہ کرنے والوں پر جو ذی شعور اور اہلِ فہم ہیں لازم ہے کہ اُس لفظ کی خصوصیّت سے چشم پوشی کریں اور اپنا مطمحِ نظر اور نصبُ العین اُسی اجمالی حقیقت اور دقیق معرفت کو بنائیں۔

پس جس مسئلے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اُس میں لفظِ خُلّت کا لانا اور لفظِ استجابتِ دعاء اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ محمّدٍ کما صَلّیتَ علیٰ ابراھیم کا لانا، اور اس دائرے کی تصویر کہ جس کا مرکز صِرفِ ذات ہے، اور جس کا مُحیط کمالاتِ ذات ہیں، اور پھر اُس مرکز کا ایسا دائرۂ تامّہ بن جانا کہ جس کا مرکز محبوبیّت ہے اور اُس کا محیط امتزاجِ محبّت ہے یہ سب کا سب فنِ اشارت و اعتبار کا کرشمہ ہے۔

اس قسم کے مقدّمات پر اعتراض وارد نہیں ہوا کرتا ہے۔ جیسے کہ اس صورت میں کوئی کہے کہ "میں نے ایک شیر دیکھا جو مجھ کو دیکھ رہا ہے"۔ تو اس بات پر اعتراض نہیں ہوگا کہ اُس شیر کے پھاڑنے والے دانت، بڑے ناخن یا دُم نہیں ہیں۔

اسی طرح حقیقتِ قرآن، حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ محمّدیہ اور دائروں اور قوسوں کو

بیان کرنے کا بھی یہی حال ہے۔

پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہزار سال کے بعد ایک نئے دَور کا آغاز ہوا ہے جو بعض اعتبارات سے گذشتہ فیوض کا اجمال ہے۔ مثلاً قلب، روح اور سِرّ وغیرہ کے حالات نے مجمل ہو کر جمعیت ظاہر کر لی، اور یہ دورۂ دیگر بعض اعتبارات سے گذشتہ فیوض کی تفصیل ہے۔ مثلاً تجر بہیّت اور اَنانیتِ کبریٰ کے مسائل اس دور میں گذشتہ زمانوں کے مقابلہ میں زیادہ تفصیلی ہیں۔ اور اس دورے کے حقائق کی تفصیل ایک ایسی تشریح کا مطالبہ کرتی ہے کہ یہ ورق (کاغذ) اس کی گنجایش نہیں رکھتا۔

المختصر حضرت شیخ مجدّدؒ اس دَورے کی بنیادی شخصیت ہیں اور اس دورے کے بہت سے خصوصی معارف ہیں جو حضرت شیخ مجدّدؒ کی زبان سے رمز و ایماء کے طور پر نکلے ہیں۔ شیخ مجدّدؒ اس دَورے کے قطبِ ارشاد ہیں اور اُن کے ہاتھ پر بہت سے نیچریت اور بدعت کے جنگلوں میں بھٹکنے والوں نے خلاصی پائی ہے۔ تعظیمِ حضرت شیخ مجدّدؒ حضرت مدوّرِ اَدْوار (اللہ تعالیٰ) اور مُکوّنِ کائنات (اللہ تعالیٰ) کی تعظیم ہے اور نعمتِ شیخ کا شکر ادا کرنا اُن کے مُفیض (اللہ تعالیٰ) کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے ——— اللہ تعالیٰ ان کے اُجور میں اضافہ فرمائے ———

یہ فقیر (ولی اللہ) اُن اکثر معارف کا تصدیق کنندہ ہے جن کو حضرت شیخ مجدّدؒ نے آغازِ دَورہ کے زمانے میں تحریر فرمایا ہے مثلاً توحیدِ شہودی کی طرف اُن کا اشارہ کرنا۔ اگرچہ حضرت مجدّدؒ نے اِس مضمون میں رمز و ایماء سے تجاوز نہیں کیا ہے، اور بات کو بالکل کھول کر بیان نہیں کیا ہے، مثلاً معارفِ اجمالیہ میں علماءِ اہلِ سنّت جنہوں نے معارفِ اجمالیہ کو تقلیدِ انبیاءؑ سے اخذ کیا ہے ان علماءِ اہلِ سنت کی حقانیت کا اعتراف کرنا اور یہ فرمانا کہ اُن کے معارف تحقیقاتِ صوفیہ کے مخالف نہیں ہیں ———

اس لیے کہ معارفِ علماء حظیرۃ القدس اور تجلّی اعظم پر اقتضاء و اکتفا کرنے والے ہیں

اور آئینہ کے اندر دیکھنے والے کی صورت کے مانند نفسِ کلّیہ میں متعیّن و مقرّر ہیں ــــ اس تعیّن سے بساطتِ اولیٰ کی منزل آگئے ہے۔ اور وہ حضرات جو کچھ اس مقام کی خبر دیتے ہیں سب سچ اور درست ہے، اور اِس صورت میں ماسوٰی اللہ کے حادث ہونے کا قول اور اس ارادہ کا قول جو نئے نئے تعلقات رکھتا ہے واجب ہے۔

یہ ہے وہ کلام جو فقیر کے نزدیک حضرت مجدّد رح کے معارف کی شرح میں متعیّن ہوا ہے۔
اگر اس اشکال کے حل کرنے میں تحقیقِ دانشمندانہ و عالمانہ کو کام میں لائیں تو کہہ سکتے ہیں کہ حضرتِ مجدّد رح کی غرض و غایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اوّلِ امر میں بغیر توسط کے اصل خلّت کا ثابت کرنا ہے، اور بنی آدم پر فیضانِ خلّت میں اپنے توسّط کا اثبات کرنا ہے۔ بایں معنیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے توسّط سے ہزار سال کے بعد لوگوں نے اس خلّت سے حصّہ پایا اور اس بات سے کوئی خدشہ اور مضائقہ لازم نہیں آتا ہے۔ اس لیے کہ اضافی فضیلتیں مثلاً آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقتدا۔ ومتبوع ہونا مخلوق کے توسّط سے متحقّق ہوا ہے عجم کے فتح ہونے کے بعد ــــ

اور اسی طرح ہر وہ عالِم کہ اس کے سبب سے ایک جماعت ہدایت یافتہ ہوتی ہے اور وہ جماعت حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتّباع کو درست کرلیتی ہے، وہ عالم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمومی دعوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قوم کے مقتدا ہونے کا واسطہ ہوگا۔ اس کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے۔

و الحمد للّٰه تعالی أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً و صلی اللّٰه علی خیر خلقه محمد و آله و أصحابه وسلّم۔

مکتوب ہشتاد و پنجم

﴿۸۵﴾

خواجہ محمّد امین کشمیری کے نام

[قرآن کے قدیم ہونے، نزولِ وحی بواسطۂ ملائکہ ہونے اور حقیقتِ قرآن کے بیان میں]

برادر خواجہ محمّد امین نے ——— اللہ تعالیٰ ان کو اپنے شہود و معرفت کے ساتھ مکرّم کرے ———

سوال کیا ہے کہ قرآن کے قدیم ہونے کا راز کیا ہے اور وحی کا نازل ہونا کہاں سے ہے اور حقیقتِ قرآن کے کیا معنیٰ ہیں ؟ ۔

جاننا چاہئے کہ جب ازل میں تجلّیِ اعظم کے زمانے سے پہلے، سطح میں حقیقتِ مُطلقہ متعیّن ہوئی تو کمالاتِ تجلّیِ اعظم سے ایک کمال اُس کے ساتھ متعیّن و قائم ہوا، اِس طرح جیسے روشنی کا قیام جسمِ آفتاب کے ساتھ ہے۔ اور وہ کمال نازل شدہ علوم کے ساتھ نفوسِ انسانیہ کی تدبیر ہے نفوسِ بنی آدم میں سے کامل نفوس کی راہ سے ایسے علوم کے قانون پر کہ جس کا صورتِ انسان اپنے افراد میں باقتضاے اوّلی اسبابِ کشف کی شرط کے بغیر مقدماتِ اوّلیۂ عقلیہ وغیرہ کے ساتھ تقاضا کرتی ہے۔ اور اس کمال نے ایک تعیّن و امتیاز پیدا کر لیا ہے اور ایک اپنی جامع و مانع تعریف بہم پہونچائی ہے۔ اس کے بعد تجلّیِ اعظم کے ان عکسوں نے جو ملاءِ اعلیٰ

کے احجار بُہتہ میں متعین و قائم ہوئے ہیں ایک دوسری صورت اختیار کرلی یہ تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر جزا و سزائے قیامت، مخاصمتِ کفار، تعینِ احکام در عبادات، تدبیر و تالیفِ منزلی اور تدبیر و تالیفِ مدنی (ملکی) ان علوم میں سے کوئی علم اس جگہ مقرر و تیار نہیں ہوا، اور دائرے کشادہ تر ہو گئے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مددِ غیبی کے ذریعہ جو ملاءِ اعلیٰ کے حظیرۃ القدس کی پشت سے برآمد ہوئی اور ملاءِ اعلیٰ کی ہمتوں نے ان سب علوم کو متعین کر دیا۔ جبریل علیہ السلام اِس تعین در عقلیت میں ملائکہ کے پیش رَو ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لغتِ غریبہ اور سُورتوں اور آیتوں کے اُسلوبِ جدید و عجیب کا لباس پہنا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سُوَر و آیات کو لوگوں تک پہونچایا۔ ان آیات کے پہونچانے میں ذرائع الٰہی میں سے ایک ذریعہ و آلہ ہو گئے اور قوتِ غیبی سے اس کام کو سرانجام دیا۔ ہزاروں افواج ملائکہ کو قرآن کی محبت کا اور اُس کے الفاظ کے حفظ کرنے کا الہام کیا گیا۔ اور (نزول کے بعد) بنی آدم نے ہر زمانے میں اُس کی تلاوت کی اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اور اُن کے اعمال نامے میں اس کی تلاوت (کا ثواب) کو لکھا گیا۔

پس عالمِ مثال کے ایک موطن (مقام) میں جو عالمِ علوی و سفلی کے درمیان ہے اور جہاں آسمان و زمین دونوں کی برکتیں جمع ہوتی ہیں اُس نے صورت اختیار کرلی اور ایک عجیب وسعت پیدا کرلی۔ پس قرآن اپنی اصل کے لحاظ سے قدیم ہے البتہ باعتبارِ نزول حادث ہے۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے اور حضرتِ حق تعالیٰ کا کلام ہے اور ایک بزرگ فرشتہ یعنی جبریلِ امین ؑ کے واسطے سے نازل کیا گیا ہے، اور یہ بندوں کی زبانوں پر پڑھا گیا ہے، عظیم الشان مصاحف میں لکھا گیا ہے، اور گروہِ ملائکہ میں یہ قرآن واجب التعظیم اور کثیر البرکات (قرار دیا گیا) ہے۔ اس کی تلاوت بنی آدم کی حاجتوں کو بر لانے میں تاثیر رکھتی ہے، اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ قرآن جس مقصد سے پڑھا جائے

وہ پورا ہوتا ہے ۔ اور یہ قرآن ملاءِ اعلیٰ اور عالمِ مثال دونوں میں متعیّن ومقرّر ہے ۔

اور الحمدللہ میں اس حقیقتِ معیّنہ در عالمِ مثال پر بے واسطہ پورا پورا یقین رکھتا ہوں ۔

(ترجمہ شعر) : '' اگر میرے لیے ہر بُنِ مو ایک زبان بن جائے تو میں اللہ تعالیٰ کی واجبی اور حقیقی حمد ادا نہیں کرسکتا ''۔

والسلام

مکتوب ہشتاد و ششم

﴿۸۶﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتیؒ کے نام

[مکتوب الیہ کے حق میں ایک عظیم الشان بشارت کے بیان میں]

عزیز القدر برادرِ گرامی میاں محمدؐ عاشق ظاہراً و باطناً حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہیں ـــــ فضلِ باری سے یہ اُمید واری ہے کہ جب تجلّیِ اعظم کے آئینوں کے عکوس تجلّیِ اعظم کی حقیقت سے متصل ہوں گے اور عکسوں کے گِرد اگِرد کرنیں جمع ہوں گی تو ہم اور تم ابدالآباد تک آرام سے ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے ـــــ یہ ایسا وصل ہوگا جس کے بعد کوئی فراق نہ ہو، اور ایسا بَسط ہوگا کہ اس کے بعد کوئی قبض (دل تنگی) نہ ہو ـــ اس مضمون کا ایک ہندی دوہرہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے ؎

میرے مَن میں پیت بسے جس دیکھے مجھ چَین

گلی گلی اب کون پھرے کون کُو کے دِن رَین

(ترجمہ) ''میرے دل میں وہ محبوب مستقل طور پر بس گیا ہے جس کے دیکھے سے میرے دل کو چین ملتا ہے۔ اب کون اُس کو گلی گلی تلاش کرتا پھرے، اور کون دن رات اُس کو پکارے''۔

اِس وقت ان ہی دو تین کلمات پر اکتفا کرنا چاہیئے۔

والسلام

مکتوب ہشتاد و ہفتم
﴿۸۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق جیو سلمہم اللہ تعالیٰ

فقیر ولی اللہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ کتاب مسلسلات کو بھیج دیا گیا۔ ہم شعبان کے آخر عشرے اور تمام ماہِ رمضان کے اعتکاف کا قصد رکھتے ہیں، اور دل یہ چاہتا ہے کہ آپ بھی اعتکاف میں ہمارے ساتھ رہو تاکہ یہ اعتکاف دوستوں کی صحبت میں اچھی طرح گذرے۔

جہاں تک ہو سکے آنے میں دیر نہ کی جائے، اس لیے کہ مدّتیں گذر گئیں کہ کوئی ملاقات جو اطمینانِ قلب کے ساتھ ہو میسّر نہیں ہوئی۔ ہر ایک اچھی گھڑی جو دوستانِ جانی کے ساتھ شمسِ احدیت کے مراقبے میں گذرے ہزار سال کے مقابلے میں اُس کو نہیں رکھا جا سکتا۔

والسلام

مکتوب ہشتاد و ہشتم
﴿۸۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر بندے کے ساتھ تربیت کا ایک خاص معاملہ ہے، اور اس حقیقت کے علم کے طُرق کے بیان میں ـــــ]

عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، اور اللہ کے فضل سے درخواست ہے کہ وہ ہم کو اور تم کو مقامِ صدق میں "ملیکِ مقتدر" کے نزدیک جمع کرے ـــــ

اللہ تعالیٰ کا ہر بندے کے بارے میں تربیت کا ایک خاص معاملہ ہے، اور ہر بندے کے لیے اُس کی درگاہ میں جانے کا ایک خاص راستہ ہے جو اُس کو عطا کیا گیا ہے۔

خط پہونچا (جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ) کشاکشِ وساوس سے خلاصی حاصل ہوئی اور شکوک وظلمات دور ہوئے۔ اور اس وقت مکتوب الیہ نے تمکین تمام حاصل کر لی اور مریدوں کی رہنمائی کے قابل ہوگیا۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ علم کس طرح حاصل ہوتا ہے اس کی اصل پسِ پردۂ غیب سے بندے کے قلب پر علمِ ضروری کا پیدا ہونا ہے۔ کبھی ظاہرِ امر میں اپنے احوال کے

اُلٹ پلٹ ہونے کے اندر فراست و نظر پر اعتماد کرنے والا ہوتا ہے اور کبھی وہ اپنے بارے میں یقینی تزاحم و مزاحمت کے اندر مخبرِ صادق پر اعتماد کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ تمام باتیں علمِ ضروری کے پیچھے پیچھے چلنے والی ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ علمِ ضروری کی اصل ان اُمور پر موقوف ہو ــــ

اس جگہ ایک اور نکتہ سمجھنا چاہیئے۔ کبھی ایک مردِ عارف احکامِ جزئیہ کی تشخیص میں مشغول ہو جاتا ہے اور کلیات کو اُس کے روشن دان اور راستے قرار دیتا ہے۔ پس بعض اوقات اس کا کلام نظم و اعتدال سے گر جاتا ہے اور اصول کے رنگ فروع میں جلوہ گر ہوتے ہیں، اور علم بداہت بھی اِسی تخالط و آمیزش کا رنگ ہے۔ اِس کو خوب سمجھ لیں۔

والحمد للہ اوّلاً و آخراً ــــ

والسّلام

مکتوب ہشتاد و نہم

﴿۸۹﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رحؒ کے نام

[بعض سوالات کے جواب میں]

برادرِ عزیز القدر میاں محمّد عاشق ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کو عزّت دے، دنیا و آخرت میں اور اُن کو ہماری اور ہمارے اسلاف کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر دشوار نہیں ہے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبّت انتظام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا گرامی نامہ پہونچا جو دو سوالات پر مشتمل تھا۔ ان سوالات کے مضمون سے جواب کی طلب واضح ہوئی۔

سوال اوّل یہ کہ اگر کوئی شخص اپنی حقیقتِ کلّیہ کی زبان سے کسی شخص کے بُروز اور ظِلّ سے درخواست کرے اور ایک عرصہ کے بعد وہ شخص وجود میں آجائے تو سوال و درخواست کرنے والے شخص کو اُس شخص کے وجود سے مسرّت اور خوشی ہوگی یا نہیں؟

جواب اس کا یہ ہے کہ مسرّت و خوشی جو حقیقتِ کلّیہ سے نازل ہوئی، سوال کے نازل ہونے کے مانند متحقّق و ثابت ہے مصلحتِ کلّیہ کے موافق ہونے کی وجہ سے۔

وہ مسرّت وخوشی کہ حقیقت کلیہ کے نزول کے بغیر اُس کی قرار گاہِ نفس وروح ہو، متحقّق وثابت نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اس شخص کے علم کا وجود متحقّق نہ ہو ــــ

سوالِ ثانی یہ ہے کہ خلق کے ساتھ تعلقِ بدنِ الٰہی کا تمثّل اس طرح سے ثابت ہے یا نہیں جس طرح کہ نفسِ ناطقہ کا تعلّق جسم کے ساتھ ہے ؟۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ ثابت ہے۔ اس لیے کہ تجلیّات معنویہ وتجلیاتِ صوریہ میں تشکّل وتمثّل مناسبت پر مطلع کرنے والا ہوتا ہے، اور یہ مناسبت دو امروں کے درمیان مناسبات میں بہت بلیغ مناسبت ہے۔ اگرچہ حقیقتِ حال ضرب الامثال یعنی مثالیں بیان کرنے سے زیادہ اعلیٰ ہے ــــ

شاہ محمد عاشق پھلتی رحؒ کے نام

[بطریقِ اشارہ بعض اسرار کے بیان میں اور حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کے کلام کی تاویل وتعبیر میں]

عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ ——

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مرسلہ مکتوب پہونچا —— اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے ——

ہمارا دل ہمیشہ آپ کی فرحت آثار خبروں کا جویاں اور آپ کے دیدارِ مسرّت بار کا خواہاں رہتا ہے۔

(ترجمہ شعر) ' اے وہ کہ تیرے نام سے عشق برستا ہے۔ اور تیرے نامہ وپیغام سے عشق کی بارش ہوتی ہے '۔

(آپ نے جو حال لکھا ہے وہ کلمہ کلام وعلوم اور اس کے علاوہ میں لطائفِ خفیہ کے ظہورِ آثار کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض ارشادات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض قبائل بنی آدم کو ملائکہ پر تقسیم کیا، اور قبیلۂ بنی اسرائیل کو اپنے لیے

مخصوص کرلیا۔ اور یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور اُن کے وارثوں کے ذاتِ تجلّیِ اعظم سے اختصاص کی طرف اشارہ ہے۔ اس وجہ سے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا حجرِ بُہتت تجلّیِ اعظم کے ظہور کی جلوہ گاہ ہے اور اُن کا حجرِ مبہتت تجلّیِ اعظم کے ساتھ ارادہ وقضا کی ابتداء کا محل ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہر جزو اور ذرّہ تجلّیِ اعظم کے جوارح میں سے ایک جارحہ ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعض ذرّیت میں اُن کا ستر اور راز محفوظ ہے۔ بالخصوص قبیلۂ بنی اسرائیل میں کہ اس قبیلے کے اندر بے شمار انبیاء پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ ہر قرن اور ہر زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اولاد اور متبعین میں سے کسی نہ کسی طائفہ اور گروہ کو برگزیدہ اور منتخب کرتا ہے اور اُس طائفے کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے ـــــــ یہ اللہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے ـــــــ

مکتوب نودویکم
﴿۹۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[حضرت خواجہ بیرنگ (خواجہ باقی باللہ) قدس سرہٗ کے بعض معارف کے سوال کا جواب اور ایک حدیث سے متعلق سوال، اور ایک عزیز کے خواب کی تعبیر۔]

عزیز القدر، قدیم المعرفت برادرم میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ ــــــ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت تمام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور آپ کی اور اپنے تمام اصحاب واحباب کی عافیت دنیا اور آخرت میں درگاہِ خداوندی سے مطلوب ہے ــــ انّ اللہ تعالیٰ قریبٌ مجیب ــــ (بے شک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے)۔

آپ نے سوال کیا تھا کہ حضرت خواجہ بیرنگ رح (خواجہ باقی باللہ رح) نے لطیفۂ روحیہ کو تمام لطائف کے مقابلہ میں کیوں زیادہ عظیم قرار دیا ہے؟۔

جاننا چاہیئے کہ عارفوں کے نزدیک لطیفۂ روح وسِر جسم کا حکم رکھتے ہیں، اور (بقیہ) لطائفِ خفیہ جان کا حکم رکھتے ہیں۔ جب تک جسم مضبوط نہ ہوگا اُس وقت تک جان و روح لطیف نہیں ہوسکے گی۔ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جسم شبح (صورت) اور ظاہر ہے اور جان

پوشیدہ اور باطن　　تمام دار وگیر (گرفت) ظاہر پر ہے۔

جسم بمنزلہ 'محسوس' ہے اور جان بمنزلہ 'معقول' ہے۔ جسم اور ظاہر بمنزلہ اصلِ شے ہے اور جان و روح بمنزلۂ وجوہ و اعتبارات ہے۔ تکلیفِ سلوک جو کہ قصدی و ارادی ہے روح و سِر سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان کے علاوہ سب کے سب اُمور باطنی استعداداتِ ازلیہ کا ظہور ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت خواجہ (باقی باللہ) شانِ روح کو عظیم قرار دیتے ہیں۔

آپ نے دوسرا سوال یہ کیا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔ اور اُس نے فرمایا کہ آگے بڑھ پس وہ بڑھ گئی، پھر اُس سے کہا پیچھے ہٹ پس وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اِس کا مطلب کیا ہے ؟۔

جاننا چاہیئے کہ جس طرح انواعِ کلّیہ کو مرتبۂ اوائلِ روح میں ایک تمثّل حاصل ہے، کبھی اس تمثّل (تشکل) کو ہم عقولِ نوعیہ کہتے ہیں، اِسی طرح بعض انواع کے خواص وصفات کو اُس کے قریب قریب تمثّل ہے۔ اور عقل جو کہ دانائی کے ہم معنی ہے پہلی چیز ہے جو کہ اس مقام میں افرادِ انسانی کے صفاتِ شاملہ سے متمثّل و متشکل ہوئی۔ اِس کے بعد رحم متمثّل ہوا، اس کے بعد عفاف (تقویٰ) متمثّل ہوا ــــ اور اسی پر دوسری چیزوں کا قیاس کیا جائے ــــــ

پس اللہ تعالیٰ نے اس مقام میں 'کر' (بکُن) اور 'مت کر' (مکُن) یعنی امر و نہی کی تکلیف کو متشکل کر دیا۔ جیسا کہ سعادت و شقاوت کے مقام میں آدمیوں کے جسم کو سفیدی اور سیاہی کے ساتھ متشکّل فرمایا۔ پس 'اُقبِل' (آگے بڑھ) اور 'اُدبِر' (پیچھے ہٹ) معنیِ تکلیف کے اجمال کا کنایہ ہے۔ یا کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا کنایہ ہے۔

آپ نے ایک سوال یہ کیا تھا کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دو پھل اس فقیر سے لیے ہیں اور ان پھلوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہو۔ اور خواب دیکھنے والے کو اُن پھلوں میں آپ نے شریک کیا ہے۔ اِس کی تعبیر کیا ہے ؟

اس کی تعبیر فیضِ ظاہر و باطن کی استعداد ہے (جو بحمد اللہ آپ کے اندر موجود ہے)۔ پھر خواب دیکھنے والے نے دیکھا کہ آپ نے اُس کو طوافِ کعبہ کرایا ہے۔ اس کی تعبیر اس شخص کا آپ کے واسطے سے طریقۂ صوفیہ میں داخل ہونا ہے ___

الحمد للّٰہ أولاً و آخراً ___

مکتوب نود و دوم

﴿۹۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت تمام کے بعد مطالعہ کریں ______

الحمد للّٰہ علی العافیة ______ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت آں عزیز القدر کو مکاشفاتِ الٰہیّہ میں استقامت کا حاصل ہونا ہے، خصوصاً ان مکاشفات میں جو کہ لطائفِ کامنہ (لطائف خفیّہ) سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد اس کے کہ کسی طریقہ سے یہ ظاہر ہو جائے کہ آوردہ سے آمدہ کا ہونا اس سے (لطائف کامنہ) ظاہر ہوتا ہے اور جزم و یقین ان سے (مکاشفاتِ الٰہیّہ سے) مقرُون و متعلّق ہے ______ یہ ایک آگاہی ہے جس کے ضمن قیود کے اندر میں نے بڑے بڑے مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ اس کو زیادہ یاد رکھنے والے ہیں، اور گمان یہ ہے کہ میں نے اِس کو تحریر کرا دیا ہے ______

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ خواجہ (بہاء الدّین) نقشبند رح نے فرمایا ہے کہ مقصود معرفت ہے اگرچہ اللہ کے ایک دو ناموں کے ساتھ ہو۔ اور بعض جگہ خواجہ نقشبند رح اور بعض اکابر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مقصود قُرب ہے نہ کہ معرفت، اور مقصود وصول ہے نہ کہ حصُول ______ ان دونوں باتوں کی توفیق و تطبیق کس طرح ہوگی۔

ظاہر یہ ہے کہ معرفت سے مراد اس جگہ لوحِ نفس میں معرفتِ اسمِ الٰہی کا انطباع (چھپنا) ہے اس طور پر کہ نفس اُس اسم کے رنگ میں رنگ جائے۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کا پورا کلام اِسی مضمون پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس میں کوئی منافات وتضاد نہیں ہے ـــــ اور تحقیق اس مسئلے میں یہ ہے کہ معرفتِ حقیقت جو بطریقِ وجدان ہو وہ قرب ووصول سے خالی نہیں ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم کے ساتھ نفس کے رنگ جانے کے آثار کا ظہور کسی معرفت سے خالی نہیں ہوسکتا۔ ہاں بعض نفوس کہ ان میں قوّتِ عملیہ بہت زیادہ ہے دوسری قسم (قُرب و وصُول) کو فخیم و عظیم سمجھتے ہیں، اور وہ جماعت کہ جس میں قوتِ عقلیہ زیادہ ہے پہلی قسم (معرفت) کو زیادہ معتبر قرار دیتے ہیں ـــــ "اور ہر ایک کے لیے ایک رُخ ہے کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہے" ـــــ (الآیۃ)

مکتوب نود و سوم

﴿۹۳﴾

شاہ صاحب کے بڑے ماموں شیخ عبید اللہ پھلتیؒ کے نام

بخدمت مشفق و مہربان ماموں صاحب جیو سلمہٗ اللہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی جانب سے سلام تضوّع مشام (مشکین شمام) کے بعد عرض یہ ہے کہ آپ کا نامۂ گرامی برادرم میاں محمد عاشق کو بیعت کرنے اور خرقہ پہنانے کی خوشخبری کے بارے میں پہونچا۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

اللہ تعالیٰ آپ کی برکات کو اُن کے (محمد عاشق کے) حال و استقبال میں شامل رکھے اور جو کچھ اُن کی تمنا ہے اُس سے زیادہ اونچے مقام تک اُن کو پہونچائے ـــــ

و ما ذلک علی اللہ بعزیز ۔ (اور اللہ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں ہے) ـــــ

مکتوب نود وچہارم

﴿۹۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

[دعائے برکت اور ترغیب اخذِ فوائد میں]

عزیز القدر، برادر گرامی میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبت مشام مطالعہ کریں کہ مشفق و مہربان ماموں صاحب جیو سلمہ، کا نامۂ گرامی جو آپ کو بیعت کرنے اور خرقہ پہنانے کی اطلاع دینے والا تھا، پہونچا۔ آپ کو یہ جدید فائدۂ جلیلہ جو دوسرے حاصل شدہ اور مترقبۃ الحصول (جن کے حاصل ہونے کی امید ہے) فوائد سے مقرون و متصل ہے، مبارک ہو ـــ بعون اللہ خالق العباد ـــ (اللہ کی مدد سے جو بندوں کا خالق ہے)۔

اس کے علاوہ دیگر ایسے فوائد کے حاصل کرنے اور اُن کو محفوظ رکھنے میں بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے جو علمِ دعوت وغیرہ سے متعلق ہوں۔ اس لیے کہ عارف ہر اُس نعمت کو جو کہ اُس کے ہاتھ میں پہونچتی ہے مبدأ فیاض (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ کی طرف سے جانتا اور سمجھتا ہے، اس لیے کہ مبدأ فیاض اُس کی طلبِ ذاتی کے انجام یا بالفاظِ دیگر میں کہتا ہوں کہ اُس کے خِلقت جِبلّی (پیدائشی فطرت) کا تدارک کرتا ہے۔ پس حضرتِ ربوبیت کا ادب تقاضا

کرتا ہے کہ ایک شدید طلب، ایک عظیم بھوک اور بے انتہا پیاس کے ساتھ (اس کی پیش کردہ چیزوں کو) قبول کرنا چاہیئے۔

اور اِسی مضمون کی طرف اشارہ ہے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے اس قول میں:

و لکن لا غنی لی عن برکتك (مجھے آپ کی برکات سے استغنا نہیں ہے)۔

والسلام

مکتوب نود و پنجم
﴾۹۵﴿

شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

عزیز القدر حقائق و معارف آگاہ برادرم میاں محمد عاشق حیو سلمہ اللہ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کا خط پہونچا اور حقیقتِ حال ظاہر ہوئی ـ اللہ کی حمد ہے عافیت پر اور اللہ ہی سے عافیت کے اِتمام اور اس کے دوام کو طلب کیا جاتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ شعبان کے آخری دس دن کے ساتھ رمضان المبارک اعتکاف میں گذرے، دِلی تمنا یہ ہے کہ ہم سابق کی طرح آپ کے ساتھ وقت گذاریں، اس لیے کہ ایسے احباب کا دیکھنا جو کہ اللہ کی محبت میں بھائی بھائی ہوں روح اور طبیعت دونوں کی غذا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت افطار کے وقت اور ایک فرحت قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت)۔

شاید اس (چالیس دن کے اعتکاف کے) زمانے میں مَعاد و نبوّت کے مباحث لکھے جائیں تاکہ رسالہ لمحات کی تکمیل ہوجائے۔

آپ کی ملاقات اس قسم کے ارادوں کی بنیاد ہوجاتی ہے۔ برادرم میاں نوراللہ بھی اس زمانے میں آئیں گے ـ

والسلام

مکتوب نود و ششم

﴿۹۶﴾

ایک مخلص محمد عظیم کے نام جو نواحِ سندھ میں سکونت پذیر تھے

برادرم میاں محمد عظیم تمام حالات میں حافظِ حقیقی کے حفظ و امان میں رہیں ـــــ
ملاقات ہونے تک ہر ہفتے میں دُو راتوں کو ایسا کرنا چاہیئے کہ مسجد میں یا کسی اور جگہ گذارا جائے، لیکن گھر میں اہل وعیال کے درمیان میں نہ گذارا جائے۔ اور وہاں دُو رکعت نماز حضور و اخلاص کے ساتھ ادا کریں اور تقریباً پانچسٌو مرتبہ یا نور کا ذکر کریں اور ایک نورِ سفید مانند نورِ آفتاب اپنی نظر میں (اپنے تصوّر میں) رکھیں۔ اس کے بعد پانچسٌو مرتبہ درود شریف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صورتِ شریفہ کو سامنے خیال کرکے پڑھیں۔ اور پڑھنے کی یہ تعداد کم سے کم ہے۔ اگر یہ دونوں وظیفے ہزار ہزار مرتبہ پڑھنا میسّر آئیں تو بہت اچھّا ہے۔ اِس لیے کہ اِس عمل کے ذریعے سے اپنے اندر ایک کشادگی اور ایک اُنس محسوس کریں گے۔ اگر اُس علاقے میں کوئی درویش صاحبِ طریقہ ہو بشرطیکہ وہ موافقِ شریعت اور تمام احوال و افعال میں متبعِ سنّت بھی ہو تو اُس درویش کے ساتھ صحبت و تعلّق رکھیں اور جو کچھ وہ درویش حکم کرے اُسی پر عمل کریں۔

میں کیا کروں کہ (دہلی اور سندھ کے درمیان) مسافت بعید و طویل ہے (اس لیے میرا آنا نہیں ہو سکتا) اور تمہارا آنا بھی مشکل ہے۔ اور خود کو معطّل و بیکار رکھنا ناپسندیدہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات میں محفوظ، اور ممنوع اعمال سے بچنے والا رکھے۔

والسلام

مکتوب نود و ہفتم
﴿۹۷﴾

خواجہ محمد فاروق کشمیری کے نام

جو خواجہ محمد زبیر نقشبندی مجددی کے مریدوں میں سے تھے

عزیز القدر، حقائق آگاہ خواجہ محمد فاروق فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب گرامی پہونچا۔

آپ نے خطرات و وساوس کے غلبہ وہجوم کے بارے میں لکھا تھا۔ کئی مرتبہ اس عمل (کی کامیابی کا) تجربہ ہو چکا ہے کہ ہر ہفتہ میں دو راتوں کو مقرر کرنا اور وہ دو راتیں پیر اور جمعہ کی ہوں اور ان دونوں راتوں میں بعد نمازِ عشاء غسل کرنا یا وضو کرنا اور دو رکعت نماز نفل پڑھنا، اس کے بعد یا نور کے ذکر میں مشغول ہو جانا، اور اس ذکر کے ذریعے سے ایک انتہائی سفید اور برقیاتی نور کا تصور کرنا جس سے زمین و آسمان پُر ہیں۔ جب نیند غالب آئے اسی وقت مصلے پر سو جانا، اور اگر پھر آنکھ کھلے تو بغیر دیر لگائے طہارت حاصل کرنا اور پھر ذکر و تصور اور طہارت میں مشغول ہو جانا خطرات و وساوس کو دور کرتا ہے۔ چاہیئے کہ ہر ہفتہ دو راتوں میں اس عمل کو بشرطِ جمعیتِ قلب اپنے اوپر لازم کر لیں۔ یقینی طور پر خطرات دور ہو جائیں گے۔

والسلام

مکتوب نود و ہشتم

﴿۹۸﴾

شاہ نور اللہ پھلتیؒ کے نام

برادر عزیز القدر شاہ نور اللہ ــــ نوّرہ اللہ تعالیٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ــــ

اللہ کی نعمتیں جو مخلص احباب کے اندر دیکھی جارہی ہیں اُن کا شکر کس زبان سے کیا جائے۔

(ترجمہ اشعار): اے وہ ذات کہ تیری نعمتیں سیکڑوں سے بھی زیادہ ہیں اور تیری نعمتوں کا شکر حد سے باہر ہے، ہمارا شکر یہی ہے کہ ہم شکر سے عاجز ہیں۔ تیرے شکر سے عاجز ہونا ہی شکر ہے اگر تیرا فضل ہمارا رہنما بن جائے۔

منجملہ اُن نعمتوں کے ایک نعمت احباب میں ایک دوسرے کے درمیان زیادہ سے زیادہ محبت کا ہونا ہے۔ اور باہمی جذبۂ فداکاری و جاں نثاری، لذّتِ نفس کو ترک کرنا اور ایک دوسرے کے لیے خیر طلب کرنا، دنیا کے لیے اور آخرت کے لیے بھی، پیٹھ پیچھے بھی اور سامنے بھی، گویا کہ یہ احباب یک تن و یک جان ہیں، یہ پاکیزہ خصلت جب تک کہ موجود ہے ان شاء اللہ تعالیٰ نورانیتِ صحبت بڑھتی ہی رہے گی اور روز افزوں رہے گی۔

ان ہی نعمتوں میں سے ایک نعمت دنیا کی لذیذ چیزوں سے رغبت کا ترک کردینا ہے مگر بقدرِ ضرورت ــــ اور حضرت حق جلّ مجدہٗ پر اُس کے مَظاہر میں اعتراض کا ترک کرنا ہے۔

جب تک یہ صفت (احباب کے اندر) موجود ہے اُن کے مراتب ترقّی میں ہیں۔

اس بندۂ ضعیف (ولی اللہ) کے دل میں ان احباب میں سے ہر ایک کی محبت نئے نئے انداز سے ظاہر ہوئی ہے اور شاخ و برگ لائی ہے۔ اگر برادرِ عزیز میاں محمد عاشق کی طرف دیکھا جاتا ہے تو ایک نئی قسم کی آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے لطائف پوشیدہ بہت زیادہ آگاہ و بیدار ہیں، اور اُن کا لطیفۂ روح ایک عجیب قسم کا گداز رکھتا ہے اور اُن کا قلب بھی اس بارے میں شاگردیِ روح کرتا ہے۔ اور لطائفِ اخلاق و باہمی جذبۂ فداکاری خود اُن کی (شاہ محمد عاشق کی) وصیت و خیر خواہی کرنے والا ہے۔

اور اگر آپ کی (شاہ نور اللہ کی) طرف نظر جاتی ہے تو ایک نئی قسم کا سُرور بروے کار آتا ہے۔ آپ کا لطیفۂ خفیہ بھی آگاہ و بیدار ہے اور آپ کا قلب تربیت کے لحاظ سے اصل فطرت میں واقع ہوا ہے، اور وہ اصل جبلت میں ایک طرح کی استقامت و متانت رکھتا ہے اور دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا خود آپ کی جبلت اور پیدائشی عادت ہے۔

اگر خواجہ محمد امین (کشمیری ولی اللہی) کی طرف نگاہ کی جاتی ہے تو میرے اور میرے دوستوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت اور پوری پوری فداکاری مشاہدے میں آتی ہے۔ اُن کا لطیفہ روح مہیا اور تیار ہے۔ اور اُن کا حسنِ اخلاق اور اُن کے لطائف عادات بھی خود جبلّی و پیدائشی ہیں ـــــ اور اگر حافظ عبد الرحمٰن (ابن شاہ محمد عاشق پھلتی رح) کی طرف توجّہ کی جاتی ہے تو گویا یک روئی، یک جہتی اور ایک دوسرے میں فنا ہونا اُن کی صورت میں متمثل و متشکل ہوتا ہے اُن کے لطائفِ کا منہ بھی آگاہ و بیدار ہیں اور ایک حدیث کے مصداق ہیں۔

دوسرے عزیز بھی اس طریقے پر مجسّم نعمتِ الٰہی ہیں ـــــ تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جس کی نعمتوں کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اور اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان نعمتوں کو روز افزوں کر دے۔

والسلام

مکتوب نود و نوہم

﴿۹۹﴾

پاینده خان روہیلہ کے نام

عزیز القدر، رفعت مآب، المجاہد فی سبیل اللہ، الرافع لکلمۃ اللہ پاینده خان ——
اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے اور اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔

بسلسلۂ جہاد کوہستان آپ کی سعی و کوشش کے متعلق جو کچھ سنا جاتا ہے وہ موجبِ فرحت و خوشی اور سبب دعائے غائبانہ ہے —— اے اللہ تو اُس کی مدد فرما جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد و نصرت کرے ——

مکتوب صدم

خان زمان خان فوجدارِ سہارنپور کے نام

اللہ تبارک و تعالیٰ مجدّد قانونِ شجاعت و دلاوری، خانِ عوالی مرتبت خان زمان خان جیو کو مدتِ طویل تک گروہِ اہل اسلام سے سرکش کفار کی مکاریوں کو دفع کرنے میں منصور و مظفر کرے ــــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام سنّت اسلام کے بعد واضح ہو کہ بزرگانِ پھلت کے خطوط جو آں رفیع القدر کی ان کے ساتھ دل جوئی اور عاطفت سے متعلق ہیں پہونچے۔

وہ خطوط خانِ فقر نشان، جامع مشربِ ظاہر و باطن جعفر خان جیو کی شرح و تفصیل سے متصل ہیں اور ان خطوط سے جناب کی کمالِ عدالت و حق شناسی کا پتا چلتا ہے ــــــ

اس کے مقابلے میں دروازۂ الٰہی کے فقیروں نے الحاح و تضرع کے ساتھ آپ کے حسنِ خاتمہ اور دنیا و آخرت میں کمال عزت و آبرو کی دعا کی ــــــ

اللہ تعالیٰ اپنے کمال فضل سے اِس دعا کو قبولیت کے ساتھ متصل کرے اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر کی توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام

مکتوب صد و یکم

﴿۱۰۱﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

برادر عزیز القدر میاں محمّد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ——— الحمد للہ علی کل حال —

احکام بشریت کے بارے میں کیا لکھوں۔ فعل واحد کی رؤیت کے باوجود اور تمام عالم کے وجوب کی طنابوں میں مقید ہونے کے باوجود انسان کیوں ایک تاریک عالم کی کشاکش میں اپنے حواس گم کرتا ہے۔ اور کمزوری اختیار کرتا ہے؟۔ اور کیوں مادّی اشیاء کی محبت کا رنگ اُس کا دامن گیر ہو جاتا ہے؟ ہاں بے شک یہ اللہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے۔

ہر لطیفے کے حکم کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(ترجمہ شعر): "میرا غبارِ تن چہرۂ جان کا پردہ بنتا ہے۔ وہ وقت بہت اچھا ہوگا کہ اس چہرۂ جان سے پردہ اٹھا دوں"۔

والسلام

مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی رح

جلد اول کا حصہ دوم

●●●

جمع کردہ :

مولانا شیخ محمد عاشق پھلتی رح

●●●

تحقیق، ترجمہ و حواشی :

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہوی رح

●●●

نظر ثانی :

نثار احمد فاروقی

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

(مکتوبات جلد اوّل حصّہ دوم کے جامع)

مکتوبات شاہ ولی اللہ (جلد اوّل حصّہ دوم) کے جامع حضرت شاہ محمد عاشق پھلتیؒ، حضرت شاہ صاحب کے ماموں زاد بھائی اور برادر نسبتی ہونے کے علاوہ اُن کے "صاحبُ السِرّ" اُن کی بعض کتابوں کے محرک اور مخاطَب، بعض مسودات کو صاف کرنے والے، بعض کتابوں کے نام تجویز کرنے والے، شاہ صاحب کی تحریروں کے قدر دان اور محافظ، اِن مکتوبات میں سے بیشتر خطوط کے مکتوب الیہ اور بقول حافظ شاہ عبدالرحمٰن پھلتیؒ "حافظ علومِ ولی اللّٰہی اور حاملِ اسرار بزرگیِ ولی اللّٰہی" پھلت (ضلع مظفر نگر) کے رہنے والے، شیخ زادگان صدّیقی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی ولادت ۱۰ رمضان ۱۱۱۰ھ/ ۱۱ مارچ ۱۶۹۹ء کو پھلت میں ہوئی۔

اُن کے والد شاہ عبیداللہ پھلتی اور دادا شیخ محمد پھلتی (ف ۸ جمادالاولیٰ ۱۱۲۵ھ/ ۲۔ جون ۱۷۱۳ء) ہیں۔ موخرالذکر کی دختر سے ہی حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلویؒ کا نکاح ہوا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا رسالہ العطیۃ الصّمدیۃ فی أنفاسِ المحمّدیۃ ان کے حالات وکرامات میں ہے شاہ عبدالرحمٰن نے اپنے مرتبہ مجموعہ مکاتیب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ شاہ محمد عاشق کو ان کے دوسرے نام علی سے بھی مخاطب کیا کرتے تھے۔[1]

---

[1] شاہ محمد عاشق کا تاریخی نام محمد غازی ہے جس سے ۱۱۱۰ھ برآمد ہوتے ہیں۔

شاہ محمد عاشق کا مختصر شجرۂ خاندان یہاں درج کیا جارہا ہے۔ ان کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے:

شاہ محمد عاشق بن شاہ عبید اللہ بن شیخ محمد بن شیخ محمد عاقل بن شیخ ابو الفضل بن شیخ ابو الفتح بن شیخ خیر الدین بن شیخ محمود بن ملّا یوسف بن شیخ علیم الدّین بن شیخ نجم الدین بن شیخ صدر الدین بن شیخ حمید الدین بن نصیر الدین بن شیخ یعقوب بن شیخ یوسف بن احمد بن ابی النصر بن خلف بن احمد بن شعیب بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم۔

یہ کل (۲۲) واسطے ہیں، مگر ان میں یقیناً اضطراب ہے، اور بہت سی درمیانی کڑیاں غائب معلوم ہوتی ہیں۔

شیخ محمد پھلتی نے کچھ عرصہ نارنول (ہریانہ) میں رہ کر بھی تعلیم حاصل کی، پھر شیخ ابو الرضا محمد کی خدمت میں آئے اور آخر میں شاہ عبد الرحیم دہلوی سے علمی استفادہ کیا۔ انھوں نے ۸ رجماد الاولیٰ ۱۱۲۵ھ / ۲۔ جون ۱۷۱۳ء) کو انتقال کیا[1]۔ شیخ محمد کے پردادا شیخ ابو الفتح (جن کا مزار پھلت کی مسجد کے احاطے میں ہے) حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

شیخ نظام، خواجہ خانون گوالیاری کے مرید ہیں ان کا مزار نارنول ہی میں ہے۔ ۲۸۔ صفر ۹۹۷ھ کو انتقال ہوا۔

شاہ محمد عاشق نے ملّا یعقوب دہلوی سے بھی تحصیل علوم کی تھی[2] اور شیخ ابو الرضا محمد کی صحبت سے بھی فیض پایا تھا مگر ان کے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل

---

[1] حیات ولی ص ۱۰۵ میں غلطی سے ۱۲۲۵ھ لکھا ہے۔

[2] حیات ولی ص ۱۸۳۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے ہاتھوں ہوئی اور شاہ صاحب کے انتقال (۱۱۷۶ھ) کے بعد انھوں نے شاہ صاحب کے فرزندوں کی تعلیم و تربیت میں نمایاں حصّہ لیا۔

سفرِ حج میں بھی وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے رفیق سفر تھے۔ حرمین شریفین میں جن شیوخ سے شاہ صاحب نے علمی اور روحانی استفادہ کیا اُن سے شاہ محمد عاشق بھی مستفیض ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی، شاہ رفیع الدّین کے علاوہ شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی بھی آپ کے تلامذہ میں تھے۔

آپ کی تالیفات میں سب سے گراں قدر کام مکتوبات شاہ ولی اللہ کی جمع و تدوین ہے، اِس کے علاوہ ایک رسالہ سبیلُ الرّشاد اور شاہ ولی اللہؒ کے حالات و ملفوظات و مکشوفات میں ایک کتابُ القَولُ الجَلِی فِی مَناقِبِ الوَلِی" ہے[1] اس کا فارسی متن (نسخہ کاکوری کا عکس) اور اس کا اردو ترجمہ (از جناب تقی انور علوی کاکوروی) شائع ہوچکا ہے۔

شاہ محمد عاشق کا انتقال ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء میں ہوا۔ پھلت میں مدفون ہیں۔

---

[1] شاہ محمد عاشق کو اپنے سفرِ حج کے دوران ۱۱۔ شعبان ۱۱۴۴ھ / ۷۔ فروری ۱۷۳۲ء حضرت شاہ ولی اللہؒ نے معارف و حقائق لکھنے کا اشارہ کیا اور انھوں نے ۱۵۔ شعبان ۱۱ر فروری سے لکھنا شروع کر دیا۔ اس طرح القول الجلی کی تصنیف کا آغاز حرم شریف میں ہوا تھا۔

شجرۂ خاندان شاہ محمد عاشق پھلتیؒ
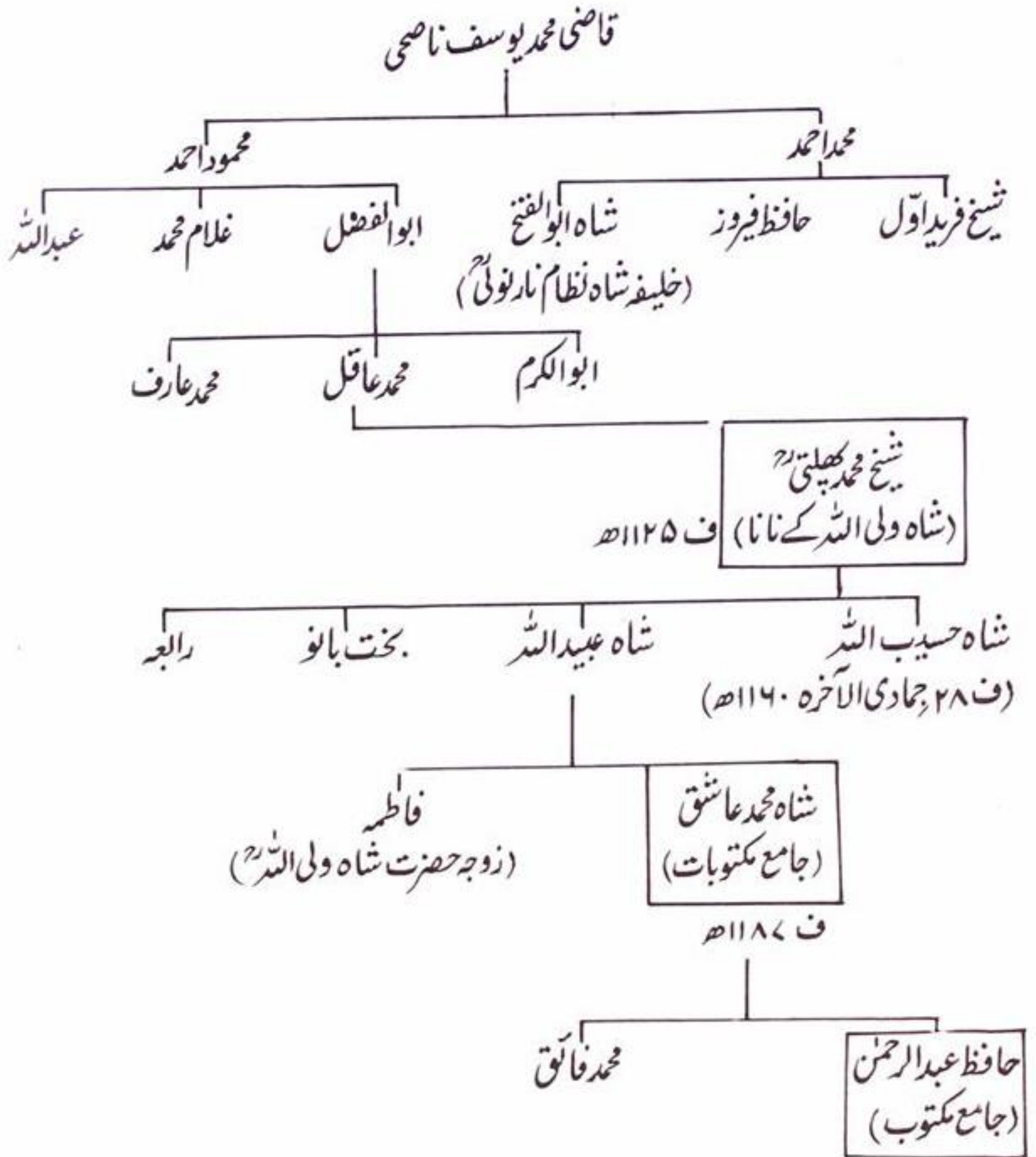
لہ شاہ حبیب اللہ کی تاریخ وفات ۲۸ جمادی الاخری ۱۱۶۰ھ روز دوشنبہ بتائی گئی ہے مگر حجازی تقویم کی رو سے ۲۸ کو جمعرات تھی، ہندوستان میں رویت ہلال اگر دو دن کے بعد بھی ہو تو یہ شنبہ کا دن ہونا چاہیے جو ۸۔ جولائی ۱۷۴۷ء کے مطابق ہوگا۔ دوشنبہ درست معلوم نہیں ہوتا۔

دیباچہ

از شیخ محمد عاشق پھلتیؒ

دیباچہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے ـــــ فقر کثیر التقصیر، احقر عباد اللہ الخالق محمد عاشق واضح کرتا ہے کہ میرا مرحوم لڑکا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا ـــــ اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت کرے اور جنّت میں داخل کر دے ـــــ

حضرت مرشد الأنام، قطبُ العصر، فرد الزّماں۔ شیخ ولی اللہ مد اللہ ظلّہ، فی الدّوران کے مکاتیبِ مبارکہ کی جمع و تالیف میں سعادتِ دوجہانی کو حاصل کرتا تھا۔ جب ان مکتوبات کی تحریر کا سلسلہ دوسو بیاسی ۲۸۲ تک پہونچا تو اُس نے ۱۱۶۹ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا اور سفرِ آخرت اختیار کیا ـــــ

رحمه الله رحمة واسعة و أعطاه كرامةً سابغةً

پس اِس نفیر نے پہلی جلد کو اِسی مکتوب (۲۸۲) پر ختم کر کے دوسری جلد کو شروع کر دیا ـــــ

حسبی اللہ و نعم الوکیل و فی کل الأمور علیه التوکل و التعویل

مکتوب صد و دوم

﴿۱۰۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(شیخ عبد الرحمٰن پسر شاہ محمد عاشق پھلتی کی تعزیتِ وفات میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلامِ محبت مَشام مطالعہ کریں ـــــ

ایک وحشت انگیز خبر پہونچی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اُس کو سُن کر کیا لکھوں۔ اِس لیے کہ یہ ایک ایسا حادثہ رونما ہوا ہے کہ عالمِ بشریت میں اس سے زیادہ شدید کوئی حادثہ نہیں ہوسکتا۔

دو نکتے جو آپ کے علم کے 'مخزونات' میں سے ہیں، آپ کو یاد دلائے جاتے ہیں۔ نکتۂ اوّل یہ کہ وہ تقدیر کہ جس کا اثبات ضروریاتِ شرع اور عقل و وجدان سے ہے، اُس کی حقیقت یہ ہے کہ واجب بذاتہٖ نے اس سلسلۂ تفصیلیہ کو واجب بالغیر بنایا ہے۔ اس میں تقدیم و تاخیر اور تغیّر و تبدّل کی گنجایش نہیں ہے اور نفوسِ قدسیہ کا حق یا کہ جن کے بارے میں عنایتِ ازلیّہ نے حظیرۃُ القدس سے لاحق ہونے کا حکم فرمایا ہے، یہ ہے کہ وہ اس

تدبیرِ کُلّی کے ساتھ قوی تعلق پیدا کریں اور جو چیز کہ وہاں (حظیرۃ القدس میں)
واجب اور مقرر ہوئی ہے، اُس کو رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کریں ___

نکتۂ دوم بعض احادیث کے باطن میں غور و فکر کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم کی ایک حدیث میں ہے کہ "اے اللہ! میری جس محبوب چیز کو تو نے
مجھے عطا فرمایا، اُس چیز کو اپنی محبوب چیز کے لیے میرے واسطے قوّت بنا دے
اور اے اللہ! میری جس محبوب چیز سے تو نے مجھے جُدا کیا اُس کو اپنی محبوب
چیز کے لیے باعثِ فراغت بنا دے۔"

اِس کلمۂ جامعہ کا حاصل یہ ہے کہ توحیدِ ارادہ جو اللہ کی ذات میں موجود ہے۔
ایک حظّ و حصّہ اور اُس کی ایک شرح چاہتی ہے۔ اِس حادثے کو ارادۂ الہٰی
کی قوّت اور معیار قرار دینا چاہیئے۔

بس اِن ہی کلمات پر ہم کو اکتفا کرنا چاہیئے ___

انّا للّٰہ و انّا إلیہ راجعون [البقرۃ ۱۵۶]

اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور صبر کا الہام فرمائے۔

والسّلام

مکتوب صد و سوم

﴿۱۰۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(تعزیت میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

تقدیرِ الٰہی اپنے مقرب بندوں میں سے کسی بندے کے لیے بعض ایسے درجات مہیا کرتی ہے، جن کا عالمِ ظاہر میں کوئی سبب موجود نہیں ہوتا ـــ لامحالہ تقدیرِ الٰہی نظامِ عالم نہ ٹوٹنے کی حکمت کے ماتحت کسی شدید مصیبت میں کہ اُس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہوسکتی، مبتلا کردیتی ہے تاکہ وہ اس درجے کو حاصل کرلے ـــ یہ اللہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے ـــ

یہ مضمون ایک حدیثِ مرفوع میں بھی آیا ہے۔ میں آپ کی اس مصیبت کو اِسی قبیل سے سمجھتا ہوں۔ اس بات کو جان لینا چاہیئے ـــ ؏

(ترجمہ مصرعہ): "صبر کڑوا ہے لیکن پھل میٹھا رکھتا ہے۔"

شیخ فقیر اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت ایشان قدس سرہ (شاہ الرحیم صاحبؒ) کی والدہ نے انتقال فرمایا اور حضرت ایشانؒ نے کمالِ صبر

بلکہ رضا کو اختیار کیا (تو اس کا یہ نتیجہ بر آمد ہوا کہ) اُن ایام میں جب کہ حضرت ایشانؒ سو رہے تھے، شیخ فقیر اللہ نے ایک عجیب نور حضرت ایشانؒ کے سینے اور چہرے پر اپنی ظاہری آنکھوں سے محسوس کیا، اور اس واقعے کا حضرت ایشانؒ سے ذکر بھی کر دیا۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اجر صبر کا معاملہ ہے جو صبر کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ کتاب انفاس العارفین میں نہیں لکھا گیا ـــ اب فقیر کو یاد آیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا ـــ "اے میرے بیٹے! اگر تو میری میزان میں ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں تیری میزان میں ہوں۔ (یعنی تو میرے لیے باعثِ اجر بنے۔ یہ بات مجھے اِس بات سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے کہ میں تیرے لیے باعثِ اجر بنوں)" اس کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ "اے باپ! میری مراد آپ کی مُراد کے قریب ہے (یعنی میں وہی چاہتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں۔") یہ سُن کر باپ نے کہا "تو بہت ہی نیکوکار لڑکا ہے۔ اللہ کی رحمت تیرے اُوپر ہو" ـــ

جس وقت یہ خبرِ وحشت اثر مجھے ملی تو میرا دل کمزوریِ بشریت کی وجہ سے زیر و زبر ہو گیا۔ اُسی وقت عالمِ ملکوت سے ندا آئی کہ محمدؐ فائق کو جانتے ہو کہ وہ کون ہے؟ وہ شیخ محمد ثانی ہے۔

حاصل کلام، مرحوم کے بچوں کا ہمیں کوئی غم نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اُن کے سروں پر سلامت رکھے۔ مرحوم جو انکی تعلیم و تربیت کرتے اُس سے بہتر وہ آپ کے ذریعہ تعلیم و تربیت پائیں گے۔ یہ عالم (دنیا) مخلوط حالات کا عالم ہے۔ یہاں کے مصائب واجبی طور پر وقوع پذیر ہیں۔ فقیر مکمل ارادہ رکھتا تھا کہ عید کے بعد آن عزیز کے پاس پہنچے اور کلماتِ تعزیت کو رو برو کہے لیکن بعض موانع کی بنا پر بالفعل پہونچنا نہیں ہو سکتا۔

والسلام والاکرام

مکتوب صد و چہارم

﴿۱۰۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

(تسلّی و تعزیت میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔ اپنی عافیت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے، اور اللہ عزّ و جل سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اور آپ لوگوں کے لیے عافیت کو دائم رکھے۔

آپ کا رقیمۂ کریمہ ملا اور حقیقتِ مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے صدمۂ الم کی وجہ سے میرے دل پر جو صدمہ و الم ہے، اُس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس وقت تمام تر مطلوبِ لسانی و قلبی یہ ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو صبر و رضا کی حقیقت سے متحقّق کر دے۔

الم اندوہ جو ہر وقت آپ کے قلب پر گزرتا ہے، اللہ عزّو جلّ اُس کا اجر و عوض وافر طریقے پر اِس دنیا اور آخرت میں آپ کو اور آپ کی اولاد و اعقاب کو نصیب فرمائے — بیشک وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

مکتوب صد و پنجم

﴿۱۰۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجّادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمّد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت مَشام کے بعد مطالعہ کریں۔ عافیت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و قائم رکھے۔

دل برخوردار محمّد فائق کی صحت و عافیت کا مژدہ سننے کا منتظر ہے۔ برخوردار مذکور کی صحتِ کاملہ کے واسطے دعا کی جا رہی ہے۔ اگر صحت کے آثار ہیں اور مرض میں تخفیف ظاہر ہو رہی ہے تو فبہا ـــــ اور اگر تخفیفِ مرض میں اور مرض کے روز بروز کم ہونے میں تاخیر ہو رہی ہے تو بہتر یہ ہے کہ برخوردار کو جس طرح بھی ہو یہاں (دہلی) بھیجدیا جائے تاکہ یہاں علاج و معالجہ اور مرض کی تجویز و تشخیص صحیح طور پر کی جاسکے۔ اگرچہ یہ بات دل میں جمی ہوئی ہے کہ اُس کو صحت و عافیت اور سلامتی حاصل ہوگی۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

مکتوب صدو ششم

﴿۱۰۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ــ

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کی جناب میں التجا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و قائم رکھے ــ

آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہونچا۔ جس سے برخوردار حافظ محمد فائق کی صحت و شفاے کلّی کی اطلاع ملی۔ دل باغ باغ ہوگیا ــ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام حالات میں آپ کا معین و مددگار رہے۔ یہ تمام ایلام و انعام (رنج دنیا اور نعمتِ دنیا) جو سالک پر گزرتے ہیں، اس سبب سے ہیں کہ اُس کو اُس کی طبیعت سے چھٹکارا دے دیں۔ یعنی ہم (اللہ تعالیٰ) جو چاہیں سو کریں، تو درمیان میں مت رہ۔ یعنی اپنی کوئی حیثیت مت سمجھ لکی لا تأسوا علی ما فاتکم و لا تفرحوا بما آتاکم ○ [الحدید ۲۳] "تاکہ تم افسوس نہ کرو، فوت شدہ چیز پر جو کہ تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی اور جو اللہ نے تم کو دیا ہے اس پر نہ اتراؤ۔")

والسلام

مکتوب صد و ہفتم

(۱۰۷)

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

ایک معرفت غامضہ یعنی ربطِ حادث با قدیم کے بیان میں
جو حضرت شاہ ولی اللہ رح کے معارفِ خاصہ میں سے ہے۔

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، عزیز القدر شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
ربطِ حادث با قدیم کا مسئلہ مسائلِ معرفت میں ایک دقیق ترین مسئلہ ہے۔
اِس مسئلے کا ایک نکتہ ہم لکھتے ہیں جو اکثر اِشکالات کو حل کرنے کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ وہ مرتبہ جو مادّہ و مدّت سے پہلے ہے، اور جس کو اصطلاحِ فلسفہ میں عقل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، عالمِ مادّہ و مدّت کی وُسعت کے مطابق دسیع وکُشادہ ہوا۔ اُس عالم میں کوئی مکھّی اور کوئی مچھّر موجود نہیں ہوتا مگر اس کی ایک ایسی جہت جس کے صدُور کا مبدا، واجب میں ہو سکتا ہے، مرتبۂ عقل میں موجود ہوتی ہے، اور ہر وہ چیز جس کی جہت اُس جگہ موجود ہے، ایک قسم کی فعلیّت کی وجہ سے مرتبۂ عقل میں متحقّق ہوئی۔ اگرچہ جو کچھ مرتبۂ عقل میں ہے، کُلّی ہے، لیکن جزئیات کے مقابلے میں کلیاتِ منحصرہ ایک فردِ واحد کے

اندر مُرتسم ہوتی ہیں ـــ پھر مجرّدات اور مادّیات کے درمیان ایک دوسرا راستہ ہے کہ اکثر عقلاء نے اُس کا سُراغ نہیں لگایا ہے اور وہ اُقنوم وضمّ ہے، مثل مراتبِ اعداد کے جو کہ معقول (عقل میں آنے والے اور غیر محسوس) ہیں، یا مثل موتیوں کی لڑی کے۔ جو کہ محسوس ہے (نظر آتی ہے)۔ اور مثل تقدّم و تاخّرِ مکانی کے۔ جو تقدّم و تاخّر مرتبہ کو بیان کرنے والے ہو سکتے ہیں، اور مثل فوقیتِ مکانی کے جو کہ فوقیتِ مرتبہ کو بیان کرنے والی ہو ـــ ان مراتب کی تفصیل بہت ہے لیکن جو مرتبۂ اُلوہیّت کے منسوبات میں سے ایک مقدّس عالم ہے اور متخیّل و متوہّم کے درمیان ہے، اس حیثیت سے کہ احدیّتِ جمع دونوں قسم کی ہو سکتی ہے، اور وہ فضل و قہرِ الٰہی کا منظہر بھی ہے، داخلِ اسمائے الٰہی ہے، جو چیز مرتبۂ محسوس میں ہے انفعال و تقلید کے منظہر کے ساتھ، وہ شرائع الہیّہ ہیں بلکہ مراتبِ کلامِ نفسی میں جو کہ شرائع الہیہ کا منبع ہیں، مرتبۂ معبودیت سے ساقط و خارج ہو گئی، اگرچہ اصلِ انتساب اور ضمیّت و اقنومیّت موجود ہو۔

اس مقام پر محجوبیوں کا شبہ بالکل اُکھڑ گیا اور وہ کشفِ ناقص جو کہ فتنۂ تشکیک کو برانگیختہ کرنیوالا ہے، وہ بھی پاش پاش ہو گیا ـــ

مکتوب صد و ہشتم

﴿۱۰۸﴾

بعض مخلصین کے نام

(لطائف کے بیان میں)

الحمد للّٰہ وحدہ و الصلوٰة علی نبیہ الذی لا نبیّ بعدہ —

امّا بعد — ہمارے نزدیک لطیفۂ قلب تمام بدن میں جاری و ساری ہے، اس کے پاؤ مضغۂ صنوبری (قلب کے لوتھڑے) سے بندھے ہوئے ہیں اور اُس کے احوال و آثار میں وجد، افراطِ محبّت اور خوف و رجا ہے۔

لطیفۂ عقل — لطیفۂ عقل تمام بدن میں جاری و ساری ہے۔ اس کے پاؤ دماغ سے وابستہ ہیں اور اس کے حالات یقین، توکّل، فراست اور کشف ہیں۔

لطیفۂ نفس — یہ لطیفہ بھی تمام بدن میں جاری ہے۔ اِس کا پاؤ جگر سے وابستہ ہے اور اِس کے احوال میں صبر، توبہ اور زہد ہے۔

لطیفۂ روح — یہ لطیفہ بدن سے باہر ہے۔ اس کی نظر و توجّہ قلبِ صنوبری کی طرف ہے اور اس کے حالات اُنس و اِنجذاب ہیں۔

لطیفۂ سِرّ — یہ لطیفہ بھی بدن سے باہر ہے اور اس کی نظر دماغ کی طرف ہے۔ اِس کا حال تجلّی اور یادداشت ہے۔

جب روح و سِرّ اوج و بلندی پر ہوں گے تو دونوں میں اِتّصال

میسّر آئے گا۔ جب روح تقاعُد اور سستی کرے گی تو دونوں میں ایک تفرقہ رُونما ہو گا۔

جب سِر تقاعُد کرے گا تو انبساط کا حصول بغیر یادداشت کے ہوگا۔

لطیفۂ خفی ـــ یہ لطیفہ بھی بدن سے باہر ہے اور نفسِ ناطقہ کے ساتھ جو کہ تمام بدن سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا خصوصی حال، توحیدِ صفاتی و ذاتی ہے لیکن بطنِ خفی نیز نورُ القدس نفسِ ناطقہ سے نسبت رکھتے ہیں اور اُن کے حالات میں سے مَلاءِ اعلیٰ سے اُنسیت ہے اور حجرِ بُہت اُس کا بطن ہے۔

اپنا مختار اور پسندیدہ نظریہ یہی ہے جو اِس وقت کاغذ پر لکھا گیا۔ "راہ عشق میں لوگوں کے مختلف مسلک ہیں۔"

والسّلام

مکتوب صد و نہم

﴿۱۰۹﴾

ایک درویشِ نادیدہ کے نام

(جن کے حالات حضرت شاہ ولی اللہ رح کو ازراہِ کشف معلوم ہوئے اور جو عمان کے نواح میں تھے) (عربی سے ترجمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ فقیر الیٰ رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم کی جانب سے ۔ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کا ٹھکانا جنتِ نعیم میں بنائے ۔ یہ خط ایک ایسی شخصیت کی طرف ہے، جس کو میں اُس کی صفت کے ساتھ جانتا ہوں۔ یعنی وہ یمنیٰ الاصل ہیں اور عمان میں رہتے ہیں۔ محدث ہیں، عالم ہیں شافعی اور اشعری ہیں۔ اُن کی سندیں عالی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہیں۔ وہ مشائخ کی صحبت میں رہے ہیں، اور اُن سے فیضیاب بھی ہوئے ہیں۔ اُن کی عمر طویل ہے، اُن کا رنگ سُرخ اور قد میانہ ہے، جو خوبصورت معلوم ہوتا ہے ۔

یا مولانا، السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ یہ فقیر (ولی اللہ) آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آپ کے اور اُس کے درمیان روحانی محبت کا ایک رابطہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہماری اور آپ کی باہمی ملاقات ہوگی۔

آپ مہربانی فرما کر اپنی اسانید، اپنی پڑھی ہوئی کتابوں اور اپنے مشائخ سے تمام تمام دیگر فوائد سے مطلع فرمائیں، اور اپنی جانب سے اجازت بھی عنایت فرمائیں تاکہ اس دل کو سکون حاصل ہو جاتے اور آپ سے ملاقات کا وقت آنے تک دل مطمئن رہے ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے نفس، ہماری اولاد اور اصحاب میں عافیت اور خیر و برکت کی دُعا کرتے رہیں ۔

والسلام والاکرام

مکتوب صد و دہم

﴿۱۱۰﴾

شاہ محمد عاشق پُھلتی کے نام

(بعض فوائد کے ارشاد میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ___ فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ___

آپ کا مکتوبِ بہجت اُسلوب، اس حادثۂ عجیبہ کے بارے میں جو قریۂ پُھلت میں واقع ہوا اور جس کو منحوسوں نے دنیا کے فائدوں کے حصول کا بہانہ اور ذریعہ بنایا، پہونچا۔ ان باتوں سے آپ اپنے دل کو مطمئن رکھیں اور ان واقعات کے درپے نہ ہوں۔ اللہ کی تائید و نُصرت پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر عیسی ___

حکام کی تسخیر کے لیے ایک مؤثّر عمل موجود ہے (اور وہ یہ ہے کہ) پہلے وضو کر کے دو۲ رکعت نماز نفل پڑھے اور دو۲ دن متواتر دو دو سو مرتبہ یا رحمٰن کل شیٍٔ و راحمہ لے زبانِ حاکم کی تسخیر کی نیّت سے پڑھے۔ (پھر) تیسرے دن غسل کر کے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اِسمِ مذکور ایک ہزار بار پڑھے، اور یہی اسم اپنے بائیں ہاتھ پر لکھے۔ اِس کے بعد اُس شخص (یعنی حاکم) کی طرف

توجہ کرکے [2] اُس سے (عالمِ تصوّر) میں زبانی کہے یا پرچہ پر لکھ کر اُس کو دے۔ غالب یہ ہے کہ اِس عمل سے حاکم مُطیع ہوجاتے۔ آپ یہ عمل دو تین مرتبہ کریں۔ فقیر کا گمان یہ ہے کہ اِس کے بعد آپ کسی دوسری تدبیر کے محتاج نہ رہیں گے۔

والسّلام

---

[1] یہ اسم کتاب 'جواہرِ خمسہ' مولفہ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کے چہل اسماء میں سے چوتھا اسم ہے۔

[2]: مولانا حکیم برہان الدین صاحب پھلتیؒ کی بیاض میں یہ مکتوبِ گرامی موجود ہے۔ اس میں "ہمتے بطرفِ آن شخص بستہ" لکھا ہے۔ فارسی مکتوبات کے متن میں 'ہمت بطرفِ ایشاں کردہ' تحریر ہے۔ اس لیے اس موقع کا ترجمہ پھلت سے ملے ہوئے خط کے مطابق کیا گیا ہے۔"

مکتوب صد و یازدہم
﴿۱۱۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ــــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں دُعا ہے کہ وہ آپ کے اور ہمارے لیے عافیت کو دائم و قائم رکھے ــــ

آپ کا نامۂ مشکین شمامہ جو خیر و عافیت پر مشتمل تھا، پہونچا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائی گئی۔

کتاب ازالۃ الخفاء مذہبِ فاروقِ اعظم رضؓ کے آخر تک پہونچ گئی ہے۔ اوران شاء اللہ تعالیٰ بعد رمضان مقاماتِ فاروقِ اعظم رضؓ شایستہ انداز سے قیدِ تحریر میں آئیں گے۔ اس کے بعد حضرات ختنین (حضرت عثمان غنی رضؓ اور حضرت علیؓ) کے مناقب ہوں گے۔

تمام ایّامِ اعتکاف حضرات صحابہؓ کے واقعات کا ذکر کرنے میں گذر رہے ہیں۔
(ترجمہ شعر عربی): "عراق میں ہماری چند اچھی راتیں گزری تھیں کہ جن کو ہم نے زمانے کے ہاتھوں سے چُرا لیا تھا۔" درحقیقت افکارِ ظلمانیہ ہر جانب سے اِس قدر احاطہ کر لیتے ہیں کہ ہزار تدبیروں کے ساتھ اپنے آپ کو یکسو کیا جاتا ہے ــــ

والسلام

مکتوب صد و دوازدہم

﴿۱۱۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(بعض اشارات عظیمہ کے بارے میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں ــــ آپ کا نامۂ گرامی پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آپ کو ان لوگوں میں سے بنایا کہ جن کے ذریعے سے شہروں اور اُن میں بسنے والوں پر آنیوالی بلائیں دُور کردی جاتی ہیں۔ تمام تعریف اُس خدا کے لیے ہے جس نے آپ کو وہ قبولیت بخشی۔ جس کا ذکر حدیث محمد بن سیرینؒ میں آیا ہے۔ حمد ہے اُس اللہ کی جس نے آپکو ایک ایسا آشیانہ بنایا، جس میں اَحیاء و اَموات کی ارواحِ طیبہ ٹھہرتی ہیں ــــ آپ کے متعلق ان مذکورہ بالا باتوں میں سے ہر ایک بات کی ایک شرح ہے جو یقیناً دھیان کرنے سے آن عزیز القدر کے دل میں موجود ہوجائے گی۔

ان ایاّم میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ ایک لڑکی تولّد ہوئی ہے، چونکہ ہمارا گھر فاطمہ نام کی لڑکی سے خالی ہوگیا تھا اور یہ بات برابر دل میں کھٹکتی رہتی تھی، اس لیے اس لڑکی کا نام فاطمہ رکھا گیا۔

مکتوب صد و سیز دہم

﴿۱۱۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمّد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کی جناب میں آپ کے اور اپنے لیے دوامِ عافیت کی دُعا ہے۔ آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی ــــ

آپ نے میرے رسالے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کی تدوین و ترتیب کا قصد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے اور آپ کی اولاد کے ذریعے سے طریقے کو زندہ کرے، اور آپ کو اور آپ کی اولاد و اعقاب کو اس رسالے کے معارف و مضامین پر آمادہ و مستعد کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے خرقہ پہنانے کا واقعہ اور چاروں طریقوں کی اُولسیت کا تذکرہ اور وہ خواب جو اس کی جانب اشارہ کرنیوالے ہیں، انکو اِس کتاب (انتباہ) میں داخل کرنا مناسب ہے۔ اُن کو ضرور داخل کرنا چاہیئے ــــ

والسّلام

مکتوب صد و چہاردہم

﴿۱۱۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ــــ اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ کے اور اپنے لیے دوامِ عافیت کی دُعا ہے ــــ

رقیمۂ کریمہ پہونچا اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے مبیضے کے اتمام و تکمیل کے بارے میں معلوم ہوا ــــ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرماتے ــــ اور آپ کے اور آپ کی اولاد کے لیے علومِ دین کو زندہ کرے۔ آمین ــــ

کتاب ازالۃ الخفاء کی تسوید و تبییض اور درس و تدریس کا کام جاری ہے۔ اس وقت کا سب سے بڑا مقصد درگاہِ الٰہی میں ازالۃ الخفاء کی تکمیل کے لیے التجاء کرنا ہے۔ اس میں رسالہ تدوینِ مذہبِ فاروقِ اعظم رض کو بھی ایجاز و اختصار کے ساتھ لکھ دیا ہے اور یہ رسالہ بھی ازالۃ الخفاء کا جزو ہوگا۔ مذہب اجمال کی ترتیب کی غرض جس اجمال کی تفصیل حنفی و شافعی و مالکی (و حنبلی) ہیں جب تک اس کتاب کو نہ دیکھا جائے گا، معلوم نہ ہوگی۔

والسّلام

مکتوب صد و پانزدہم

﴿۱۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(بعض مکاشفاتِ خاصّہ اور مسائل کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام۔ شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ اور اُس کی درگاہ سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و برقرار رکھے۔

مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ رسالہ تدوین مذہب فاروق اعظمؓ مذاہب اربعہ کے اختلافات کی باہم تطبیق کے ساتھ ساتھ کتاب الزکوٰۃ کی ابتداء تک پہونچ گیا ہے۔ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رسالہ بہت سی مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا۔ اس فقیر نے کاملانِ گزشتہ کی ارواح کی (عالمِ مُراقبہ میں) سیر کی ہے اور ہر ایک (بزرگ) کے اندر ایک خاصیت پائی ہے ـــــ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خاصیت مُشکلاتِ ملّت کو حل کرنا ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے کہ جس کی معرفت

مشکل ہو تو حضرت عمر فاروق اعظم رضؓ کی قوتِ روحانیہ سے ربط و تعلق قائم کرنا چاہیئے اس ربط و تعلق سے فوراً ہی وہ مشکل حل ہو جائے گی۔ جب مجھے ازالتہ الخفار میں مآثر و فضائلِ فاروق اعظم لکھنے کی نوبت آئی۔ تو اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قوتِ روحانیت سے ایک ربط و تعلق واقع ہوا اور ملت کی مشکلات کلیتہً ختم ہونی شروع ہو گئیں۔

فقیر نے موقع کو غنیمت جان کر اس وادی کے چند قدم طے کرنے شروع کیے ___ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے ___

ظاہر یہ ہے کہ شیخ علی لالاؒ اور شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے درمیان شیخ مجد الدین بغدادی رحؒ کا توسط اور عدم توسط دونوں صحیح ہیں۔ بالکل اس طرح کہ جس طرح ملا یعقوب چرخی رحؒ عن شیخ علاؤ الدین عطارؒ عن خواجہ نقشبند رحؒ اور ملا یعقوب چرخی عن خواجہ نقشبند رحؒ میں شیخ علاؤ الدین عطار رحؒ کا توسط اور عدم توسط دونوں صحیح ہیں۔

شیخ مجد الدین بغدادیؒ، حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحؒ کے بڑے خلفاء میں سے ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنے شیخ کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے۔

شیخ کمیل بن زیاد رحؒ اس جماعت میں ہیں جس کا حضرت عثمان غنی رضؓ نے (اشتر) نخعی کے ساتھ اخراج کر دیا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ صوفیائے کرام اور حضرت علی رضؓ کے درمیان (خواجہ کمیل بن زیادؒ) کے توسط پر صوفیہ کیوں راضی ہوئے؟ ___

والسلام

مکتوب صد و شانزدہم

﴿۱۱۶﴾

شاہ نور اللہ بڈھانوی کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر شاہ نور اللہ ـــ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے نور سے منوّر کرے ـــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت التیام کے بعد مطالعہ کریں ـــ

آپ کے متعدد خطوط پہنچے۔ برخوردار عطاء اللہ کے مرض کی کیفیت اور اُس سے شفایابی کا حال معلوم ہوا ـــ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اُس کی نعمتوں پر جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور جن کے شمار کی اُمید بھی نہیں کی جاسکتی ـــ

آں عزیز القدر سے ہم ایک ایسی جہتِ محبّت رکھتے ہیں، جو ازل سے ابد تک مُستمر اور قائم ہے۔ وہ جہتِ محبّت دوسرے متعلّقات کی وجہ سے اضافے اور پرورش کی محتاج نہیں۔ لیکن اللہ کا طریقہ اس طرح جاری ہے کہ محبّتِ ذاتی، محبّتِ اسمائی وصفاتی کے ساتھ دوبالا ہوجاتی ہے، اور حسنِ ذاتی دیگر صفات کے محاسن کے ساتھ جمع ہوجاتا ہے۔ یہ تجلّی عالمِ شہادت (دنیا) میں اپنا عکس ڈالتی ہے اور یہ چیز دیگر محبّتوں اور علاقوں کو کھینچنے والی ہوتی ہے ـــ

بالجملہ یہ نیا رشتہ و تعلّق جو برخوردار میاں محمد کی نسبت کی بابت پیدا ہوگیا اپنے قدیم رشتہ و تعلّق سے مل کر (آیندہ) نسبت عبدالعزیز کی بابت اپنے اندر اس قدر مسرّت رکھتا ہے کہ اُس کو مفصّل طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس

رشتہ وتعلق کے بہت سے فوائد میں سے ایک فائدہ فرزند (عبدالعزیز) کی اصلاحِ حال بھی ہے۔ اس وقت برخوردار محمدّ کی بودوباش ہماری نظروں کے سامنے دہلی میں رہے گی۔ اور وہ اپنی (سوتیلی) والدہ کے ساتھ فوری رابطہ و موافقت پیدا کرے گا۔ اس لیے کہ اِس رشتہ کی پہلی سلسلہ جنبانی اُنکی (سوتیلی) والدہ ہی کی طرف سے تھی کہ اُنھوں نے سب سے پہلے اس رشتہ کا قصد کیا اور رشتہ پختہ ہوجانے کے بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ خوش ہوئیں۔

مکتوب صد وہفد ہم

﴿۱۱۷﴾

مولانا عبدالقادر جون پوری کے نام

(اُن کے ایک مکتوب کے جواب میں جو ایک سوال کو متضمّن تھا)

(ترجمہ عربی سے)

(ترجمہ اشعار عربی):

"وہ لفافہ جس کے آثار اُس کے بھیجنے والے کی روشنی کا مجھے پتا دے رہے تھے، اُس لفافے کا آنا بہت ہی اچھّا ہے"۔ اس کے بھیجنے والے ایک ایسے عالم ہیں جو ہمت عالی رکھتے ہیں، اور ایسی ہمّتِ عالی رکھتے ہیں جو نزدیک و

دُور کے مقاصد کو پورا کرنے والی ہو ـــــ یہ ایسے عالم ہیں جنھوں نے کوئی علم حاصل کیے بغیر نہیں چھوڑا، اور کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے، جس کو اُنھوں نے جمع نہ کیا ہو ـ یہ عالم جَون پُور کے ہیں ـــــ وہ جَون پُور کہ اگر وہاں سے پسندیدہ ہوائیں چلیں تو اُن ہواؤں سے دنیا و مافیہا معطّر ہو جائیں۔

یہ خط اللہ کی رحمت کے فقیر و محتاج احمد المعروف بولی اللہ بن عبد الرحیم کی طرف سے جامع الفضائل، کریم الشمائل مولانا عبد القادر (جَون پُوری) کی جانب ہے ـــــ وہ برابر ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے لُطف و کرم کے اندر رہیں ـــــ

امّا بعد ـــــ آپ کا مکتوب شریف میرے پاس پہنچا جو آپ کی بُلند پایہ آگاہی و واقفیت پر دلالت کرنے والا تھا ـ یہ مکتوب میرے سامنے ایک ایسا مسئلہ پیش کرتا ہے جس کے بیابانوں اور جنگلوں میں فکریں حیران و سرگرداں ہیں اور جس تک پہنچنے سے پہلے ہی نظریں تھک کر پیچھے کو ہٹ جاتی ہیں۔ اس کا جواب ایک ورق یا تھوڑی سی عبارت میں دینا میرے لیے کہاں ممکن ہے؟ پھر بھی اِس موقع پر ایک نکتہ (باریک بات) لکھتا ہوں:

آپ نے توحید کے معنیٰ سوم کی تقریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ممکنات کی ذاتیں کُل کی کُل اور مخلوقات کی ذاتیں سب کی سب اپنے جوھر کی شخصیت اور ذات میں فنا اور ختم ہونے والی ہیں، اور اپنے بدنوں میں باطل اور غیر موجود ہیں ـ اگر فیضِ واجب تعالیٰ نہ ہو تو کوئی ذات بھی یہاں پر موجود نہ ہو، اور کوئی ماہیّت عقل میں نہ آسکے۔ ہم کسی ذات کے ذات ہونے کا حکم اس ذات کی طرف نظر کر کے لگاتے ہیں کہ جس کا فیض جاری اور جس کا سایہ دراز ہے" ـــــ (انتہیٰ) ـــــ

محققین اہل معرفت و شہود کے نزدیک یہی معنیٰ بعینہٖ وحدت الوجود کے ہیں۔ مگر یہ کہ لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں، بعض باتیں مجازی طور پر ہیں، اور مسامحت اور کوتاہی لیے ہوئے ہیں اور بعض تحقیق اور کشادگی لیے ہوئے ہیں ؎

(ترجمہ شعر عربی): "ہماری عبارتیں مختلف اور متعدد ہیں اور تیرا حسن واحد (ایک) ہے اور ہر ایک عبارت اُسی حسن وجمال کی طرف اشارہ کرنیوالی ہے" ___ پس یہ فیض وجدانی جو کہ قبول کرنے والوں کے اعتبار سے ذاتوں کی کثرت کے ساتھ ہے۔ فعلیات کے صدور اور لوازم وجود خارجی کی جہت سے فیضِ مقدّس کے نام سے موسوم ہے۔ بہر حال اُن کے (محققین اہل معرفت کے) قول میں هو الوجود المطلق (اللہ تعالیٰ وجود مطلق ہے) سے وہ امر مُراد نہیں ہے، جو افراد سے نکلتا ہو، جیسا کہ کلّیات کے اندر متکلمین مانتے ہیں۔ اور ضمنِ افراد میں استقلال کے ساتھ موجود ہونا بھی مراد نہیں ہے جیسا کہ حکیم و فلسفی مانتے ہیں، لیکن وہ ایسا امر ہے جو فی نفسہٖ متحقق ہے اور بذاتہٖ متعین ہے۔ اس کی نسبت تمام ممکنات کی طرف یکساں ہے، اور عقل دو معنوں میں بولی جاتی ہے۔ ایک نفسِ ناطقہ، اور ہر معرفت، نفسِ ناطقہ ہی کے ساتھ قائم ہے اور اس نفسِ ناطقہ کا ہی حاصل ہے۔ دوسرے وہ قواعد ہیں جن کی اساس و بنیاد اس قوم نے رکھی ہے جو علومِ عقلیہ میں مشغول تھے، اور بہت سے نکتے وہ ہیں جو ان قواعد پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتا ہوں کہ موجودہ حالت اس سے زیادہ لکھنے کی گنجایش نہیں رکھتی۔ توقع ہے کہ اس کے بعد کیفیت لوٹ آئے۔ آپ کے مکارمِ اخلاق سے اُمید ہے کہ آپ اپنی دعواتِ صالحہ اور لطیف مکتوبات سے ہم کو فراموش نہیں کریں گے ___

اس لیے کہ خط و کتابت ایک قسم کی صحبت و رفاقت ہے ــــ اور اعتبار روحوں کی مناسبت کا ہے نہ کہ مٹی کا ــــ یعنی مقام کے قُرب کا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ کے اُوپر اپنی نعمتوں کی بارش برسائے ــــ

والسّلام

مکتوب صد و ہشدہم

﴿۱۱۸﴾

میر فتح اللہ بن میر عزیز اللہ بن مولانا مُراد اللہ محدّثؒ کے نام

(بعض آدابِ طریقہ کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرم عزیز القدر میر فتح اللہ ــــ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی معرفتوں کے دروازے کھول دے۔

فقیر ولی اللہ عُفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت اِنتظام کے بعد مطالعہ کریں۔

صوفیہ کی بیعت جو مُتوارث و مُتواتر چلی آرہی ہے، دو قسم کی ہے: ــــ بیعتِ تحکم اور بیعتِ تبرک۔ اِسی طرح سے صوفیہ کا خرقہ جس کا رواج چلا آرہا ہے

دو قسم کا ہے: خرقۂ تحکّم اور خرقۂ تبرک ___ تحکّم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کا طالب کسی ایسے شیخ سے جو کہ جامع ظاہر و باطن ہو، ربط قائم کرے اور اس بات کو اپنے اوپر لازم کرلے (اور یہ نیت کرلے) کہ جو کچھ یہ شیخ ایسے اعمال و اشغالِ مُقرِّبہ کے متعلق فرمائے گا جو کہ شریعتِ غرّا (روشن شریعت) سے ثابت ہیں، اپنے عمل میں لاؤں گا اور اُس شیخ کی متابعت کروں گا۔ اپنی اس نیتِ دلی کو کسی علامتِ ظاہر سے نشان مند کرے، اور اُس شیخ کے پاس آئے اور اس سے بیعت کرے یا اس کے ہاتھ سے خرقہ پہنے۔

تبرک سے مراد یہ ہے کہ سلاسلِ صوفیہ میں سے کسی سلسلے سے عقیدت اور محبت عظیم پیدا کرے، اور اس سلسلے کے مشائخ کی شفاعت (سفارش) کا اُمیدوار ہوجائے اور بحکم حدیثِ صحیح المرء مع من أحبّ (انسان اُس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبّت کرتا ہے) یہ خواہش کرے کہ اس کی حیات و مَمات اور حشر و نشر اُسی جماعت کے ساتھ وابستہ ہو۔ اس محبّت کو کسی نشان سے ظاہر کرے اور اس جماعت میں سے کسی شخص سے بیعت کرے، یا اس کے ہاتھ سے خرقہ پہن لے، اگرچہ اس نے خالص وُصول اِلی اللہ کی نیت محکم و مضبوط طریقے پر نہ کی ہو۔ اس شخص کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بحسبِ سہولت صوفیہ کے بعض اوراد و اشغال کو عمل میں لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ روشن شریعت تو تمام افرادِ بنی آدم کے واسطے وارد ہوئی ہے اور تمام احکامِ شریعت کتاب و سنّت سے ظاہر ہیں، پھر کسی ایک خاص شخص کو حاکم بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

میں اس کے جواب میں کہوں گا: "ہاں شریعت میں اللہ تعالیٰ سے قُرب پیدا کرنے والے تمام اعمال، اذکار، اَوراد اور احوال و مقامات وارد ہوئے

ہیں، مگر ہر عمل کو اُس کے محل میں لانا ہر شخص کو میسّر نہیں ہوتا، سوائے اُس شخص کے جو اس بارے میں تجربہ رکھتا ہو اور ان مذکورہ چیزوں (یعنی اعمال وغیرہ) سے رنگین ہوا ہو ـــــ کیا تم نہیں دیکھتے کہ محدثین احادیث و آثار میں کمال تبحّر و استعداد کے باوجود احکام دینیہ اور اُن کے ماخذ کے استنباط و استخراج میں اہلِ فقہ کے محتاج ہوتے ہیں اور یہ محدّثین مآخذِ تفسیر اور استنباطِ آیات وغیرہ سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مُفسّرین کے محتاج ہوتے ہیں اور یہی علت علمائے متبحّرین کی احتیاج کی علت ہے، ایسے شخص سے جو کہ سالکِ مقامات ہو، اس میدان میں کام کیے ہوئے ہو اور واقعات کو دیکھے ہوتے ہو ـــــ (اور صوفیہ سے) ان عوام الناس کی احتیاج جو کہ احادیث کی آثار کو جانتے پہچانتے نہیں ہیں، بہت ہی واضح ہے ـــــ

ایک اور نکتہ جو اس سے بھی زیادہ باریک ہے، یہ ہے کہ شریعت غرّا، ایک قرابادین (نسخوں کا مجموعہ یا بیاض) ہے کہ جس میں تمام امراضِ نفسانیہ میں سے ہر مرض کی دوا لکھی ہوئی ہے ـــــ یعنی اس میں چھوٹی اور بڑی ہر چیز کا احاطہ کیا گیا ہے ـ لیکن شخصِ خاص کے لیے تدبیر، مثلاً یہ کہ اس شخص کو ذکرِ زبانی زیادہ نافع ہے یا ذکرِ قلبی، انقطاع اور عُزلت بہتر ہے، یا لوگوں سے اختلاط اور میل جول ـــ یہ بات کسی ایسے صاحبِ بصیرت کی فراست و کمالِ ذہانت پر موقوف ہے، جس نے پوری پوری مہارت حاصل کر لی ہو ـ کیا تم اس بات کا مشاہدہ نہیں کرتے کہ تمام فنون علم بلکہ تمام صناعات (دست کاریاں) تعلیم و تعلّم اور مشق کے محتاج ہیں ـــــ

حاصلِ کلام ـــــ بیعتِ تبرک کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ مُرید سے مصافحہ کرے،

اور دونوں مقصدِ بیعت کو اپنی اپنی زبان سے ادا کریں ، اور تلفظ کے ساتھ یہ مصافحہ فقیر کو مشائخ طریقہ سے دو طرح سے پہونچا ہے۔ ایک یہ کہ شیخ اپنے داہنے ہاتھ کو مرید کے داہنے ہاتھ پر رکھے اور کہے کہ میں نے تجھ کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ، اور میں تجھ کو متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فلاں سلسلے کے (یعنی جس سلسلے میں بیعت ہو رہا ہے) مشائخ کی محبّت کی وصیت کرتا ہوں ، اور مرید کہے کہ میں نے آپ کو اپنا شیخ (پیر) مان لیا اور میں نے آپ کی وصیت کے مطابق متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس سلسلے کی مشائخ کی محبّت کو اپنے دل پر مضبوط طریقے سے جما لیا۔ مصافحے کا یہ طریقہ فقیر کو مشائخ عرب سے پہونچا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ظاہر يد الله فوق أيديهم [الفتح۔١٠] اس پر دلالت کرتا ہے۔

مصافحے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شیخ ، مرید کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کلماتِ ماثورہ کو، جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، تلقین کرے اور یہی عمل فقیر کے والدِ ماجد قُدِّسَ سرّہ (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) کا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ خواب کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے میری بیعت اِسی طریقے پر ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں لے لیا تھا۔ پس میرے نزدیک یہی طریقہ محبوب ہے اور اس فقیر حقیر عُفی عنہ کو بھی جو دولتِ بیعت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے خواب میں نصیب ہوئی ، اسی طریقے پر تھی اور کلمات ماثورُہ یہ ہیں کہ شیخ خطبۂ ماثورہ پڑھے :

الحمد للّٰه نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكّل عليه و نعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من

يهدى الله فلا مضلّ له و من يضلله فلا هادى له و أشهد أن لا إله الاّ الله و أشهد أن محمداً عبده و رسوله صلى الله عليه وسلّم۔

اس کے بعد دو تین آیتیں مناسبِ معنیٰ تلاوت کرے مثلاً:

(۱) إنّ الذين يبايعونك إنّما يبايعون الله يد الله فوق أيديهم فمن نكث فإنّما ينكث على نفسه و من أوفى بماعهد عليه الله فسيؤتيه أجراً عظيماً ○ [الفتح ۱۰]

(”جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے، پس جو عہد توڑے گا، وہ اپنے نفس کے لیے عہد توڑے گا اور جو اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کریگا اُسے اجرِ عظیم دیا جاتے گا۔“)

(۲) يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله و ابتغوا إليه الوسيلة و جاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون ○ [المائدة ۳۵]

(”اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلے کی تلاش کرو، اُس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ“) تلاوت کرے۔

اس کے بعد (شیخ) کہے (کہ) کہو: آمنت بالله عزّ و جلّ بما جاءَ من عند الله على مراد الله (میں اللہ پر ایمان لایا ساتھ اس چیز کے جو اللہ کی مراد کے مطابق اللہ کیطرف سے آئی)

و آمنت برسول الله صلى الله عليه وسلّم على مراد رسول الله صلى الله عليه وسلّم۔ تبرأت من جميع الكفر و العصيان أستغفر الله الذى لا إله الاّ هو الحيّ القيوم و أتوب إليه بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلّم بواسطة خلفائه على خمس شهادة أن لا إله الاّ الله و أن محمداً عبد الله و رسوله

و أقام الصلاة و إيتاء الزكاة و صوم رمضان و حج البيت إن استطعت إليه سبيلا ۔

بايعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم بواسطة خلفائه على أن لا أشرك باللّٰه شيئاً و لا أسرق و لا أزنى و لا أقتل و لا آتى ببهتان افتريه بين يديَ ورِجلى و لا أعصيه فى معروف ۔

(ترجمہ) "اور ایمان لایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں، اور میں بے تعلّق ہوا تمام کفر کی باتوں سے اور گناہوں سے۔ میں اللہ حیّ و قیوّم سے استغفار کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت ہوتا ہوں، آپ کے خلفاء کے واسطے سے ان پانچ باتوں پر: (۱) اللہ ایک ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) اس پر کہ نماز قائم کروں گا (۳) زکوٰۃ دوں گا۔ (۴) رمضان کے روزے رکھوں گا (۵) اگر مجھے استطاعت ہوئی تو حج بیت اللہ کروں گا ــــــ اور میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خلفاء کے واسطے سے اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ اور کسی پر بہتان اور تہمت نہیں لگاؤں گا اور میں معروف میں اُن کی نافرمانی نہیں کروں گا۔"

اس کے بعد کہے کہ کہو

أخذت الطريقة الفلانية المنسوبة إلى الشيخ الأعظم و القطب الأفخم الشيخ فلان ۔ اللهمّ ارزقنا فتوحها ۔ و احشرنا فى

زمرة أوليائها برحمتك يا أرحم الراحمين ۔

(یعنی میں نے فلاں سلسلے کے طریقے کو اختیار کیا جو کہ فلاں شیخ اعظم اور قطب الافخم (نام شیخ لے) کی طرف منسوب ہے۔ اے اللہ! ہمیں اُس کی فتوحات و برکات نصیب کرنا اور اُس کے اولیاء کے زمرے میں اپنی رحمت سے منشور فرمانا۔")

اس کے بعد چاہیئے کہ شیخ مُرید کی استقامت کے بارے میں دعا کرے اور پوری پوری کوشش سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں مُرید کے حسنِ خاتمہ کو طلب کرے۔

اس کے بعد صلوٰۃ مسنونہ یعنی اشراق، ضحیٰ (چاشت) صلوٰۃ الزّوال، صلوٰۃ الاوّابین اور تہجد پڑھنے کا حکم کرے۔ اور صبح و شام اور سوتے وقت کے اوراد مختصر طریقے پر تعلیم و تلقین کرے۔ خاص طور پر مُسبّعاتِ عشر کی تاکید کرے۔ کیونکہ یہ اکثر و بیشتر صوفیہ کا معمول ہے رضوان اللہ علیہم ـــــ اور تاکیدِ بلیغ، اقامتِ شریعت کے بارے میں اور بدعات، خواہشاتِ نفسانی، فحش، غیبت اور زبان کی تمام آفتوں سے اجتناب کے لیے ضروری ہے ـــ

ہمیں بس اسی کلام پر اپنی بات کو ختم کرنا چاہیئے ـــ

والحمد للّٰہ عزّوجلّ و الصلوۃ و السّلام علی سیّد الرسل الکرام

مکتوب صد و نہد ہم

﴿۱۱۹﴾

محمد صالح خاں کے نام

(ان کے بعض سوالات کے جواب میں)

سُلالۂ دُودمانِ نجابت، سرِ خاندانِ کرامت خواجہ محمد صالح خاں، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کا مکتوبِ بہجت اُسلوب پہونچا۔ چونکہ وہ آں عزیز القدر کی عافیت و سلامت کی خبر دینے والا تھا، اِس لیے مسرّت اور اطمینانِ قلب کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر جگہ آفات سے محفوظ رکھے اور دونوں جہان کی نعمتوں سے وابستہ رکھے۔

آپ نے تحریر کیا تھا کہ بعض آیتیں اور سُورتیں اور بعض اسماء اور دعائیں جو بزرگوں سے نقل کی گئی ہیں، مثلاً یہ آیت یہ خاصیت رکھتی ہے۔ اُس وقت ترکیبِ مقررہ کے مطابق اُس پر عمل کیا گیا لیکن کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، اِسی بناء پر دل کے اندر شک و شبہ پیدا ہوتا ہے۔

مخدوما! بزرگوں نے آیاتِ عظام کی خاصیتوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ سب واقعی اور صحیح ہے۔ لیکن دو نکتے دل میں راسخ کرنے چاہئیں تاکہ شکوک و شبہات سے چھٹکارا حاصل ہو۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ ان آیات کا حکم ادویۂ ظاہری کے حکم کے مانند ہے جیسا کہ طبیب کہتا ہے کہ فلاں دوا مُسہل ہے؛ پھر اس دوا کی تاثیر تمام بدنوں میں یکساں نہیں پائی جاتی۔

ایک بدن میں جو کہ اخلاطِ خام رکھتا ہے، وہ دوا کچھ تاثیر نہیں کرتی، اور دوسرے بدن میں کچھ تاثیر دکھاتی ہے، اور تیسرے بدن میں اس کی تاثیر پوری طرح اور بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح نفوسِ انسانیہ کا مزاج آیات و اسماء کی تاثیر کے لحاظ سے مختلف واقع ہوا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں آدمی کی جو سرنوشت ہے، مثلاً یہ شخص کُشادہ روزی ہے یا تنگ روزی ہے، اُس سے بالکل تجاوز نہیں ہوتا ہے مگر کسی چیز کے ایک چوتھائی جزو کے بقدر ــــ اس سے زیادہ کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے ــــ بالجملہ آپ نے تحریر کیا تھا کہ سورۂ اخلاص کو آپ کشایشِ رزق کے لیے ہر روز ایک ہزار بار پڑھتے ہیں، اور یہ دُرود شریف اللهم صل على محمد النبى الأمى عبدك و رسولك و على المؤمنين و المؤمنات ایک ہزار بار پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر مرتّب نہیں ہوا ــــ

مخدوما! یہ دونوں عمل مشائخ کبار سے منقول ہیں اور عدمِ تاثیر کا سبب وہی ہے جس کا سابق میں ذکر کیا گیا ــــ

فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ آں عزیز القدر بعد تہجد دو۲ رکعت نماز نفل پڑھ کر اُس کا ثواب اپنے اجدادِ کرام کو بخشیں اور اُن کی ارواح کی جانب چشمِ ہمّت باندھ کر استمداد کریں، اور ایک ہزار بار یا خفی الألطاف أدركنى بلطفك الخفى ٥ پڑھیں۔ اس کے بعد یا مجیب پچپن۵۵ مرتبہ، چالیس دن تک پڑھیں۔ اُمید ہے کہ سرنوشت کی مقدار پر تخمیناً ایک پاؤ کے بقدر اثر زیادہ ہو جائے گا ــــ اس فقیر کو اس عمل کی اجازت خواجگانِ دہ بیدی اور خواجگان جوئباری سے پہونچی ہے، آپ کو بھی اس کی اجازت دی جاتی ہے۔

والسّلام

مکتوب صد و بیستم

﴿۱۲۰﴾

بابا فضل اللہ کشمیری کے نام

(جو کشمیر کے بزرگ زادوں میں تھے اور حضرت ایشان سے مستفید تھے)

حقائق و معارف آگاہ بابا فضل اللہ سلمہ اللہ تعالےٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ــــ

فضائل مآبان وحید الدین خاں اور فرید الدین، قاضی مراد الدین خان کے بھتیجے ہیں۔ یہ دونوں جوانان، شائستہ و مہذب اور علوم و فنون سے آراستہ ہیں۔ اُن کے والد کشمیر کے اندر اس زمانے کے بہترین شخصوں میں سے ہیں۔ صوبہ بہار میں یہ کچھ جاگیر رکھتے ہیں۔ اُن کی گذر اوقات کا دار و مدار اسی جایداد پر ہے ــــ اس زمانے میں اُن کی جایداد پر (بے جا) خلل واقع ہوگیا ہے۔ لہٰذا تحریر کیا جاتا ہے کہ اُن کا پورا واقعہ اور معاملہ کسی وقت نواب وزیر الممالک کے سامنے ــــ اللہ تعالیٰ اُن کو ہر بُرائی سے محفوظ رکھے اور اُن کی اور اُن کے مددگاروں کی تائیدُ تقویت فرمائے ــــ تفصیل کے ساتھ ظاہر کرنا چاہیئے، اس فقیر کی طرف سے بھی نواب وزیر الممالک کو بعد سلام یہ بات پہونچانی چاہیئے کہ ان جوانان شائستہ و باکمال کیطرف حتی الامکان توجہ مطلوب ہے۔ یہ دونوں اس فقیر کے ساتھ خصوصیت اخلاص رکھتے ہیں اور ذاتی طور پر اپنے اندر جوہرِ پاک رکھتے ہیں۔ ان کو جماعت اہلِ خیر میں سے سمجھنا چاہیئے۔ اس بات کا خیال رکھیں اور آپ اس حقیقت کے اظہار میں تغافل نہ کریں ــــ

والسلام

مکتوب صد و بیست و یکم

﴿۱۲۱﴾

ایک عزیز کے نام
(نصائح)

آپ کے دو خط اچھے اوقات میں وارد ہوئے۔ اور وہ دونوں خط صحّت و سلامتی سے آگاہی دیگر موجب حمدِ الٰہی ہوئے۔

جبکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک بادشاہوں اور حاکموں کے حالات یکساں نہیں رہے ہیں اور زمانے کا انقلاب اور نشیب و فراز رہٹ کی طرح سے ہے۔ لہٰذا اپنے دل کو تفکرّات میں رکھنا صحیح رائے کے موافق نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے مقررہ اوقات سے مقدّم و مؤخر نہیں ہوتے، اس لیے اپنے ذہنِ صافی کو چھوٹی موٹی باتوں میں لگانا حکمت اور عقلمندی کے مطابق نہیں ہے۔ یہ اوقات اُمورِ آخرت کی اصلاح میں کیوں صرف نہیں ہوتے؟ تاکہ جب یہ (پُر آشوب) زمانہ پلٹ جائے تو گزشتہ زمانے کی عبادت کی برکات کو چند در چند کردے۔

فقیر کا اعتقاد تو یہ ہے کہ آلامِ ظاہرہ جو پے در پے آرہے ہیں، احوال کو پلٹا دینے والی ذاتِ عالی کی قدرت کے مشاہدے کے لیے ہیں، اور اس قادرِ مطلق کی درگاہ میں التجاء کی طرف چاروناچار کھینچنے والے ہیں۔ تم اس عنایتِ معنوی کا تماشا دیکھنے والے کیوں نہیں بنتے؟

والسّلام

مکتوب صد و بیست و دوم

﴿۱۲۲﴾

خواجہ محمّد حاجی کے نام

(بعض آدابِ طریقہ کے ارشاد میں)

خلاصۂ خاندانِ شرفؔ خواجہ محمّد حاجی کو منعم حقیقی عزّو جلّ طرح طرح کی نعمتوں سے بہرہ ور اور ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے ــــ آمین !

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کا نامۂ گرامی بہترین وقت میں پہونچا۔ عہد محبّت سابقہ کہ ازروے الأرواح جنودٌ مجنّدة : (روحیں جمع شدہ لشکر ہیں) ثابت ہے اور عقد اُلفت لاحقہ جو ایک ایسی تقریب کے ذریعے متحقّق ہوا جو موجب اُلفت تھی، جس کو ابھی چالیس روز نہیں ہوئے ۔ یہ دونوں عہدِ محبت سابقہ اور عقدِ اُلفتِ لاحقہ (آپ کے خط کے آنے سے) اور اُس کی تفصیل آپ نے اپنے والدِ ماجد کی زبانی سُن لی ہوگی، تازہ بہ تازہ ہوگئے ــــ اِس بناء پر مشائخ قدّسَ اللہ تعالےٰ کا شجرۂ طیّبہ لکھا گیا اور اسی قدر اس سلسلۂ شریفہ کے ارتباط کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگا۔ جب ملاقات میسّر آئے گی تو ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت بھی ہو جائے گی۔

غرض یہ ہے کہ سلفِ صالحین کے طریقے پر تصحیح عقائد کرنا، عمل کو سنّت سنیّہ کے موافق کرنا، ہر حال میں اتباعِ شریعت کرنا، بدعات سے اجتناب کرنا،

خلوت کے اوقات میں لجاجت اور نیازمندی کے ساتھ مبدأ فیاض کی جانب متوجہ ہونا اور کلمۂ طیبہ کو باربار پڑھنا ان بزرگوں کا اصل طریقہ ہے ــــ باقی باتیں ملاقاتِ ظاہری پر موقوف رکھی گئیں ــــ والسّلام

مکتوب صد و بست و سوم

﴿۱۲۳﴾

سیّد غلام علیؒ کے نام

(جو سادات بارہہ میں سے تھے)

سیادت و نقابت پناہ سید غلام علی، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مَشام کے بعد مطالعہ کریں ــــ عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ــــ آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہنچا اور حقیقت مندرجہ واضح ہوئی جس طرح سے بتایا گیا تھا، اُسی طرح سے اسمِ مبارک (اللہ) کو پڑھیں۔ اس نام سے زیادہ کون سا نام بہتر ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ (اس کے) آثار و برکات ظاہر ہوں گے، اگر اس زمانے میں پورا اطمینانِ قلب عنقا کی طرح ہے (نایاب) ہے حالتِ اضطراب کے باعث جس کو آپ نے لکھا تھا، اگر آپ شمس الدین علی خاں کے ہمراہ رہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ملاقات کے وقت تک اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں ــــ اُمید رکھیں کہ خدائے عزّوجلّ اس شہر (دہلی) میں عافیت و جمعیت کے ساتھ آپ کو اقامت میسّر فرمائے گا تاکہ اُس وقت خوب جی بھر کر ملاقاتیں ہوں۔

والسّلام والاکرام

مکتوب صد و بست و چہارم

﴿۱۲۴﴾

سیّد غلام علی کے نام

(بعض اشغالِ طریقت کے ارشاد میں)

سیادت و نجابت مآب سیّد غلام علی سلمہ اللہ تعالیٰ ــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا رقیمۂ کریمہ پہونچا اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ پانچ ہزار بار کلمہ لا إله الاّ الله رات اور دن میں تقسیم کرکے پڑھتے رہیں ــــ کبھی زبان سے اور کبھی دل سے ــــ لفظ لا إله میں پڑھتے وقت ماسویٰ اللہ کی حقارت اور اُس کو نظرِ اعتبار سے گرانا تصوّر کریں اور لفظ الاّ الله میں نظرِ ہمت کو بجانبِ قُدس ڈالنا اور وصفِ محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا لازم سمجھیں۔ سفر میں نوسو اٹھانوے مرتبہ "یا حفیظ" پڑھیں اور عشاء کے بعد سو مرتبہ جو درود شریف چاہیں پڑھیں۔ درود شریف سے فارغ ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حلیۂ مبارک کا تصوّر فرمائیں اور زبان و دل سے اقرار کریں کہ میں نے آپ سے بیعت کی۔ جو کچھ آپ کا حکم ہے اُس کو میں نے قبول کیا اور جو آپ کی مرضی نہیں ہے، اُس سے میں بیزار ہوا۔

یہ عمل ایک بڑا فائدہ رکھتا ہے، جو کچھ اِس مکتوب میں تحریر کیا گیا ہے اُس پر ملاقات میسّر آنے تک عمل کرتے رہیں۔ اِس کے بعد (بروقتِ ملاقات) جو عمل مناسب سمجھا جائے گا، زیادہ کردیا جائے گا۔

والسّلام

مکتوب صد و بست و پنجم

﴿۱۲۵﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتی کے نام

(بعض معلوماتِ معروضہ کے استحسان اور ایک معرفتِ غامضہ کے ارشاد میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت مَشام کے بعد مطالعہ کریں۔ اپنی خیر و عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو دوامِ عافیت عطا فرمائے ـــــ

آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہونچا، جو اِس تدلیِ کُل کی تشریح میں تھا، جو کہ آیتہُ النّور کے تدبّر کے ضمن میں فائض ہوئی اور جس میں حُجبِ نورانیہ اور حجبِ ظلمانیہ کا بیان تھا: ؏

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

(آپ کے اوقات خوشی سے گزریں کہ آپ نے ہمیں خوش کر دیا)

اللہ عزّ و جلّ کا شکر ہے اِس معرفتِ عظیمہ کے حصول پر کہ جس کی شناخت کراتے اور جس کو کھول کر بیان کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے گئے۔

اور آپ کے لیے یہ شرف کافی ہے۔

علمِ معارف ہیں سے ہمارے منھ میں جو ایک لقمہ منجانبِ قضاو قدر رکھ دیا گیا ہے وہ یہی معرفت ہے۔ خلوتوں کے دنوں میں بار بار اِس تدلیِ کُل پر نظر کی گئی تو معلوم ہوا کہ قوتِ جسمانیہ پر نفس مُدبّرہ، کُل کائنات اعتماد رکھتی ہے اور یہ قوتِ جسمانیہ جو کہ مدارِ اعتماد ہے، ایک بہترین عالم ہے ــــ ترتیبِ ملائکہ اور درجاتِ جنّت قرب و بُعد کے ساتھ متعیّن ہوتے ہیں۔

یہ اعتماد ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ تجلّیِ اعظم کہ مجرّدِ محض ہے، اُس کا اصل اعتماد ایسا ہے جیسا کہ منسوب کا منسوب اِلیہ پر ہونا ہے۔

عالمِ شہادت ہیں کواکب اور اُن کے منسوبات کے درمیان پھر اس اعتماد نے ایک نوع پیدا کیا ہے کہ جو مرتبہ اَحدیت الجمع میں نائبِ مجرّدِ محض ہو سکتا ہے۔

ذلك تقدير العزيز العليم ــــ

والسّلام

مکتوب صد و بست و ششم

﴿۱۲۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــ

الحمد لله على العافية

والدہ محمد فائق کی شفایابی (کی خبر) سے خوشی حاصل ہوئی ـــ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جس کی نعمت سے اچھے کام انجام پذیر ہوتے ہیں ـــ

آں عزیز القدر کو بارش کی وجہ سے جو حالات پیش آتے اور جو اعتکاف کی تاخیر کا باعث بنے، اُن حالات کا علم ہوا۔ اُمید ہے کہ جلد ہی دوستوں کے مقصد کے مطابق آپ صحت یاب اور چاق و چوبند ہو جائیں گے۔ آپ جیسے عزیزوں کی صحت یابی ایک عالم کی صحت یابی ہے ـــ اللہ تعالیٰ صحتِ عالم کو برقرار رکھے۔

حقیقت شاہ نور اللہ خود اُن ہی کے خط سے پڑھی وہ اسی طرح تھی جیسا کہ آں عزیز القدر کے خط سے واضح ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ہے۔

رسالہ ازالۃ الخفاء میں مآثر و فضائل حضرت ذی النورینؓ (حضرت عثمان غنیؓ) لکھنا شروع ہو گئے ـــ

والسلام

مکتوب صد و بست و ہفتم

﴿۱۲۷﴾

شاہ نور اللہ بڈھانوی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر شاہ نور اللہ ــــ اللہ تعالیٰ اُن کو منوّر کرے ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ حمد ہے ــــ

آپ نے جو اپنا خواب لکھا تھا، معلوم ہوا۔ رؤیائے صادقہ (میں سے) ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ ــــ

کمالاتِ ولایت اور کمالاتِ نبوّت میں فرق کرنا ایک بہت ہی شریف علم ہے اور ہر دو کمالات کی تحقیق ایک بہت عمدہ مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دونوں قسم کے کمالات نصیب فرمائے ــــ

والسّلام

مکتوب صد و بست و ہشتم

﴿۱۲۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام۔ شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ــــ

الحمد لله على العافية

آپ نے لکھا تھا کہ "منشاء آثارِ تعیّن" ہے۔ جب تک کوئی شخص تعیّنِ واجب کا قائل نہ ہوگا۔ دہریہ ہے الخ ــــ اور آپ نے لکھا تھا کہ تحصیلِ توحید کے بعد ذکرِ زبانی ضروری ہے تاکہ عالمِ مثال میں انقیاد و اطاعت کا ثمرہ ظاہر ہو .... الخ' ــــ اور یہ بھی لکھا تھا کہ "اجلِ مسمّیٰ حسبِ اقتضاے صورتِ نوعیّہ ہے اور اجلِ مُعیّن بحسبِ اقتضاے صُورتِ فردیہ ہے ..... الخ" یہ تینوں باتیں ٹھیک ہیں اور صحیح کشف ہے اور (یہ تحقیق) انبیاء علیہم السلام کے معارف خاصہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ کے اوپر سببِ عظیم کا اضافہ فرمائے اپنی معرفتوں کے ذریعے سے۔

مکتوب صد و بست و نہم
﴿۱۲۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(بعض معارفِ خاصّہ کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ عزّ و جل کی حمد ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ عافیت کو ہمارے اور آپ کے لیے دائم و برقرار رکھے۔ آمین۔

معارفِ اعتکافیہ میں سے ایک معرفت جو بطریقِ وجدان دریافت ہوئی یہ ہے کہ نفسِ ناطقہ نے نسَمۂ ہوائیہ (روحِ ہوائی) کو اپنی سواری بنالیا ہے، اور اس تعلق کے بیچ میں موت حائل اور مانع نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود حیات اور موت کے درمیان فرق یہ ہے کہ حیات میں نسمۂ ہوائیہ اور اُس کی پیش قدمی پر اعتماد ہوتا ہے اور نسمہ ہوائیہ نے جس چیز میں اپنی چشمِ ہمت کو باندھ رکھا ہے، وہ چیز بدنِ شہادی (بدنِ عنصری) ہے، اور نسمہ اپنی تکمیل عالمِ شہادت (دنیا) میں چاہتا ہے اور موت کے بعد نسمہ کی ہمت بدنِ عنصری سے جُدا ہو کر بدنِ مثالی کے ساتھ وابستہ ہوجاتی ہے۔ یہ بدنِ مثالی فلکِ اطلس میں

چھپی ہوئی قوّتِ منبع سے فیض یافتہ ہے، بلکہ وہ بدنِ مثالی حقیقت میں طبیعتِ کُلیّہ کے مقتضیات میں سے ایک مقتضیٰ ہے اور فلک میں چھپی ہوئی قوّت ایک ایسا آشیانہ ہے جو روپوشی کے لیے ہے۔ ہمّت اُس کے اندر نظر کرتی ہے اور بدنِ مثالی کی تکمیل چاہتی ہے۔ اِسی وجہ سے احکامِ مثالیہ عالم برزخ میں فوج در فوج نازل ہوتے ہیں۔ جب حشر کے وقت بدن عنصری کی طرف نسمہ متوجہ ہوگا اور اُس کی تکمیل چاہے گا تو وہ توجّہ پہلی توجّہ کے مانند نہیں ہوگی۔ بلکہ نفسِ ناطقہ جو نسمہ میں حُلول کیے ہوتے ہے، قوّتِ مثالیہ سے مکمّل ہوکر اپنے واسطے ایک مظہر چاہے گا۔ بالکل اِس طرح کہ جس طرح کاتبِ لوح و قلم کو چاہتا ہے، بلکہ خود اس جگہ خود نفسِ ناطقہ مظہر کو ظُہور میں لاتے گا۔ وہ تعلّق نہیں ہوگا کہ جو حیاتِ اولیٰ میں نفسِ ناطقہ کو بدنِ عنصری سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہاں گویا حاجت، طرفین کی جانب سے ہے۔ ہر ایک اپنی تکمیل میں دوسرے کا محتاج ہے۔ یہ معرفت ایک بڑی معرفت ہے اور یہ اپنے اندر بہت سی شاخیں رکھتی ہے۔ کسی وقت تفصیل کے ساتھ اِس کو لکھا جاتے گا۔

والسّلام

مکتوب صد و سیم

﴿۱۳۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رہ کے نام

ازالۃ الخفاء کے بعض مطالب کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی جناب میں آپ کے اور اپنے لیے دوامِ عافیت کی دعا ہے۔

کتاب ازالۃ الخفاء کی فصل چہارم تسوید کی منزل میں ہے اور اُس کا درس ہو رہا ہے۔ یہ فصل چہارم اُن آثار و احادیث میں ہے جو کہ خلافتِ خلفاء اور لوازمِ خلافتِ خاصّہ پر دلالت کرتے ہیں۔ فصل سوم کے ضمن میں بندے کی (میری) بعض وجدانیات جو خلافت سے متعلق ہیں مذکور ہو گئیں۔ وہ وجدانیات کتاب و سنّت سے مُدلّل ہیں ــ اور دیکھنے کے قابل ہیں ــــ وہ ورق جو میں نے دعائے سیفی کے درمیان لکھا تھا، اس کی نقل خواجہ محمد امین کے پاس موجود ہے اس کے گم ہو جانے کا غم نہ کریں

عبدالعزیز نے تراویح پڑھیں (تراویح میں قرآن شریف پڑھا) پچھلے سال کے مقابلے میں بہت اچھی پڑھیں۔ والسّلام

مکتوب صد و سی و یکم

﴿۱۳۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

معارف میں ایک تحقیقِ غامض

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور اس کی درگاہ میں اپنے لیے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت کی درخواست ہے۔

ایامِ اعتکاف میں ایک شخص نے سوال کیا کہ آثار صحابہؓ میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وتر کی ایک رکعت پڑھتے تھے اور اُس ایک رکعت میں قرآن کو ختم کرتے تھے۔ تلاوتِ قرآن اور اس قسم کی تمام عبادتوں سے غرض ذِکر ہے، اور ذکر نام ہے مبدا، فیاض جلّ ذِکرہٗ کی طرف تعلّقِ قلب کا —— اور یہ عادت اِس بات کا فیصلہ کرنے والی ہے کہ جب کسی شخص نے تمام قرآن شریف ایک رکعت کے اندر پڑھا، اور تمام رات قیام میں گذاری، تو اس سے ذکر حاصل نہیں ہوتا۔ سوائے اعضاء و جوارح کو تھکانے کے اور زبان کو تکلیف دینے کے، اور کچھ حاصل نہیں۔ پس اس طرح کے عملِ دشوار میں کون سا فائدہ عظیمہ ہے کہ جس کے یہ

بزرگ طالب تھے ؟

میں نے اِس سوال کے جواب میں اُس شخص سے کہاکہ یہ مسئلہ ایک ایسے سرِ دقیق پر مبنی ہے کہ جس سے اکثر اہل اللہ خصوصاً متاخرین غافل ہیں۔

(دیکھنا یہ ہے کہ) تصوّف کیا ہے ؟ متاخرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ تصوّف تصحیحِ خیال کا نام ہے۔ قوّتِ مُدرکہ کو مبدا اُجلّ ذکرہٗ کی جانب مائل کرنا، اور مبدا ، کا ظہورِ عالم اور اُس کے آثار میں مشاہدہ کرنا حقیقتِ تصوّف ہے۔ لیکن اس بارے میں قولِ محقق یہ ہے کہ " تصوف تیرے وجود پر حق کے وجود کا علماً وعَیناً غلبہ ہو جانا ہے "۔ بہرحال از روے علم غلبہ ہونا یہ ہے کہ حقیقتِ جامعہ من حیثُ التدبیر، من حیثُ الخلق اور منِ حیثُ الوجود اس سالک کے نفس پر علم وانکشاف کی حیثیت سے مستولی اور غالب ہو جائے تاکہ سالک اپنے علم سے، اور اپنے وجودِ خاص سے محو وگم ہو جائے، اور اپنی کوئی قوّت اور کوئی طاقت نگاہ میں نہ رکھے۔ افعال واحوال کا کرنے والا حق جلّ مجدہٗ کو سمجھے۔ بعد ازاں ہر صورتِ خارجیّہ کا خالق صرف حق جلّ مجدہٗ کو ہی سمجھے، خواہ وہ جوہریّت ہو یا عرضیت ہو خَیر ہو یا شَر ہو، نفیس ہو یا خسیس ہو ـــــــ

اس کے بعد اصل ہستی کو جو موجودات کی شکلوں پر بھی ہوئی اور سایہ گستر ہے اُس کی مخلوق کی تاویل سے پہچانے۔ پھر تینوں مکاشفات میں ایک گمشدگی پیدا کرے ـــــ

از روے عین غلبہ ہونا یہ ہے کہ اُس نورِ شعشانی میں گُم ہو جائے جو کہ عالمِ مثال کے وسط میں حقیقتِ وحدانیہ مجرّدہ سے نیچے اترا ہے۔ اُس نورِ شعشانی میں جوہر اور جُہت کو لائے اور اپنی خودی سے مُبرّا ہو جائے، اور اس نور میں اضمحلال اور گمشدگی کے سبب سے حقیقتِ مجرّدہ جامعہ سے ایک راہ ورسم پیدا کرے۔ اس طرح جیسے کہ جسمِ زید کی نسبت اُس کے نفسِ ناطقہ کے ساتھ ہے۔ یا جیسا کہ موتیوں کی لڑی میں گوہرِ چہارم، پنجم کے ساتھ ہے، چار اور پانچ کے عدد کی نسبت سے، جو کہ نفسِ ذات میں حاصل ہے۔

جب یہ مسئلہ جان لیا گیا (اس کے بعد) جو شخص چاہے کہ اپنے حجرِ بُہّت کو اس نور کے عین میں گم کرے، اس کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ قوائے بدنیہ و لسانیہ کو بعض اُن انوار میں جو نورِ شعشانی کی حکایت کرنے والے ہیں، طہارت و خشوع کے ساتھ لائے۔ یہ نور جو اس نورِ حقیقی کا حکایت کنندہ ہے اُس شخص کے تمام قویٰ پر غالب ہو جائے گا۔ اس کی کوئی جسمانی قوّت باقی نہیں رہے گی، بلکہ وہ اُس کے مذہب کے ساتھ مذہب والی (قوت) اور اس کے ادب کے ساتھ ادب والی قوت ہو جائے گی۔

یہ از روئے عین حق کا غلبہ خلق پر ہونے کی ایک تدبیر ہے۔

جب معاش آتے اور اس نورِ شعشانی سے اَجارِ بُہتہ کا کھلم کھلا قُرب و بُعد دکھائی دے تو آشکار ہو کہ جس شخص نے فقط تصحیحِ خیال کی ہے، اُس کے درمیان اور نورِ شعشانی کے درمیان ایک رکاوٹ ہے، اُس کپڑے (پردے) کی وجہ سے جو قوائے عملیہ پر پڑا ہوا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی): "عنقریب دیکھے گا تو جب غبار چھٹ جائے گا کہ آیا گھوڑا تیرے پانو کے نیچے تھا یا گدھا"۔

اس کو خوب یاد رکھیے: و الحمد للّٰہ أولاً و آخراً

ان دنوں میں دو رباعیاں دل میں آئیں جو یہ ہیں:

(ترجمہ رباعیِ اوّل) "اگر تو نکتۂ توحید کی مثال چاہتا ہے تو فانوسِ خیال کی جانب ایک نظر ڈال (اور غور کر)۔ ایک نورِ بسیط ہے جو صورتوں سے مُبرّا و مُنزّہ ہے اور وہ بہت سی شکلوں میں ظاہر ہو گیا ہے"۔

(ترجمہ رباعیِ دوم) "ہر ذرّہ سورج کی وجہ سے بالکل ظاہر و عیاں ہے، اور سورج کی فیاضی وہی ہے، سورج ہر ذرّے میں پوشیدہ ہے اِسی وجہ سے ہر ذرّے کے دل کا مَیلان سورج کی جانب ہے"۔ والسّلام

مکتوب صد و سی و دوم

﴿۱۳۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

عافیت پر اللہ عزّ وجل کی حمد ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ عافیت کو ہمارے اور آپ کے لیے دائم و برقرار رکھے ـــــ

(ایک) معرفتِ کاملۂ تامّہ یہ ہے کہ روزانہ کے حوادث و واقعات ایک ایسی صورت کے مانند ہیں جو آئینے کے اندر منعکس ہو ـــــ دیکھنے والے کی صورت اور آئینے کا مزاج دونوں جمع ہو جاتے ہیں اور خاص کیفیت کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہاں پر اتصالاتِ فلکیہ دیکھنے والے کے مانند ہیں اور آئینہ مزاجِ عناصر ہے اور وہ صُور نوعیہ ہیں جو صورتِ جسمیہ کے اندر داخل ہیں۔ پھر ایک صورت کا ظہور اور دوسری صورت کی پوشیدگی افاضۂ الٰہیّہ سے تعلق رکھتی ہے جو تجلّیِ اعظم کی طرف سے اُسی طرح فیض پہونچا رہی ہے جس طرح سے سورج سے شعاع کا فیضان ہو رہا ہے۔ یہ فی حدِّ ذاتہٖ واحد ازلی و ابدی کا فیض ہے۔ لیکن ہر محل و موقع میں مقتضیٔ حکمت جو کہ دیکھنے والے کے اور آئینے کے مقتضیٰ

کی حفاظت کی طرف راجع ہے ــــ ایک دوسرے رنگ میں بدل جاتی ہے، اور ایک دوسرا لباس پہن لیتی ہے۔ اس جگہ شخص اکبر متحقق ہوگیا، (لیکن) اسکو ابھی ایک اور ضرورت لاحق ہے، اپنے مبداء عزّ وجلّ کی جانب ــــ تاکہ وہ اُس شخص اکبر کو مبداء کی شبیہ بنا دے اور اُس حقیقتِ عالیہ کے اقتداء کا لباس اُس کو پہنا دے ــــ خدائے عزّ وجلّ نے شخصِ اکبر کے وسط میں، جو قوتِ مثالیہ ہے، نزول فرمایا ــــ اور یہی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے اِس قول کا: الرحمن علی العرش استوی اور اپنے حکم کے ساتھ وہ فواعل و قوابل (کام کرنے والوں اور کام کو قبول کرنے والوں) میں شائع اور ظاہر ہوا، اور قبض و بسط کے ساتھ تصرّف فرمایا۔ کسی جگہ قبض کا مقتضیٖ ہوتا ہے یعنی جو مقتضیٖ قیاس تھا اس کا تہائی اور چوتھائی بر روے کار آتا ہے۔ اور کسی جگہ بسط فرمایا کہ جو مقتضیٖ قیاس تھا اس سے دوگنا اور تگنا ظاہر ہوا ذلك تقدير العزيز العليم (یہ عزیز و علیم کا اندازہ ہے) ــــ

قلوبِ ملائکہ اور اعلیٰ انسانوں میں وحی بھیجی (الہام کیا) تاکہ فیض پہونچانے والے ارادے کا مقتضیٰ اُن کے قلوب میں تصرّف و عمل کرے۔ اِس مقام پر ہیئتِ عالم بدل گئی اور سب کے سب مبداء کے حکم کے نیچے دوسری بار آگئے، اور یہ تدبیر پیدا ہوتی ہے تجلّیِ الٰہی سے، جو قوتِ مثالیہ میں قرار پذیر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فقط قوتِ مثالیہ اتنی شکست و ریخت (توڑ جوڑ) کرتی ہے بلکہ قوتِ مثالیہ کو قضاء و قدر نے ایک بہانہ بنایا ہے قوتِ منفردہ مستقلّہ کے ظہور کے واسطے ــــ

اللہ تعالیٰ کا ایک اِسم کہ ملکٌ ہے اور اسم سمیع اسم بصیر، اسم محیط اور اسم مدبّر اس مقام میں جلوہ نما ہوئے۔ انبیاء علیہم السّلام نے اس مقام کی خبر دی ہے، معارفِ انبیاء میں پہلا سر رشتہ یہ تدلِّیِ کُل ہے۔ جب یہ معرفتِ تامّۂ کاملہ واضح ہو جاتی ہے، تو تمام اشکالات حل ہو جاتے ہیں۔ حوادث کی نسبت (مجازی طور پر) طبائعِ ارضیہ کی طرف

اور اتصالاتِ فلکیہ کی طرف کرنا اور (حقیقی طور پر) ارادۂ متجددۂ الٰہیہ کی طرف کرنا سب درست ہے۔ لیکن ہر بات کا ایک وقت ہے اور ہر نکتہ ایک موقع رکھتا ہے ــــ

جس جماعت کی نظر آفتابِ حقیقت کی شعاع کے فیضان پر پڑی تو اس نے تمام حوادث پر خواہ خیر ہوں خواہ شر یہ مضمون ادا کیا:

(ترجمہ شعر عربی): باطل اپنے حال میں غیر معروف نہیں ہوتا۔ وہ بھی بعضے ظہورات میں سے ہے"۔ اور جس جماعت کی نظر اس تدبیر پر پڑی، جو تدلّیِ کُل سے فائض ہے تو اُس نے حق و باطل میں تمیز کی۔ اُس نے ایک کو حق کے ساتھ منسوب کیا اور دوسرے کو شیطان کے ساتھ۔

"بے شک شیطان کا مکر اور اُس کی حیلہ سازی کمزور ہے"ــــ

اگر یہ کہیں کہ تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے، مگر جس کو میں کھلاؤں۔ اور تم میں سے ہر شخص گمراہ ہے، مگر جس کو میں ہدایت دوں تو ان جملوں میں نفی و اثبات دونوں اپنی اپنی جگہ پر ثابت ہیں ــــ اس نور سے جو کہ قوتِ مثالیہ میں قرار پذیر ہے وہ حقیقتِ سعادت جوش مارتی ہے جو حقیقتِ بہشت ہے۔ اور اس کی جانبِ مخالف سے جو وہمِ کُل سے ناشی ہے وہ حقیقتِ شقاوت بَرپا ہوتی ہے جو کہ حقیقتِ دوزخ ہے ــــ

چونکہ اکثر افرادِ بشر اس حقیقت منزّہ سے جو حقیقتِ مثال میں قرار پذیر ہے، غافل تھے اور ایسے اَوصاف سے متصف تھے جو اس حقیقتِ منزّہ سے دور کرنے والے ہیں، اِس لیے کتابوں کا اُترنا اور رسولوں کا بھیجنا لازم ہوا ــــ

اگر حقیقتِ حال کو دریافت کیا جائے تو سالک کی حرکتِ فوقانیہ کے لئے انتہائی نقطہ یہی حقیقت ہے اور بس ــــ ہاں جب اسی حقیقت میں اپنے کام پر غور کرے گا تو حقائقِ ازلیہ اور معارفِ ابداعیہ اور افاضاتِ خلقیہ و تدبیریہ، سب کے سب نظر آئیں گے۔

ہم نے اس معرفت کا اعتکاف کے زمانے میں بار بار مطالعہ کیا اور ہم نے اِس معرفت کی پوری طرح سیر کی اور اِسی پر ہم نے یقین کر لیا۔

والسّلام

مکتوب صد و سی و سوم

﴿۱۳۳﴾

میر محمد واضح نبیرۂ سید علَمُ اللہ رائے بریلویؒ کے نام

نصائح

سیادت منقبت ، نجابت مرتبت ، فضائل و کمالات مآب ، حقائق و معارف اکتساب ، عزیز القدر ، سُلالہ اسلافِ کرام میر سید محمد واضح سلمہٗ اللہ تعالیٰ ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبّت التزام کے بعد واضح ہو کہ آپ کا نامۂ مشکیں شمامہ بہترین اوقات میں پہونچا۔ آپ نے بھائیوں کی خصومت کی وجہ سے پریشانیِ دل کا جو کچھ ذکر کیا ہے وہ معلوم ہوا۔ اس کو پڑھ کر میرا دل جو ہمیشہ سے آں عزیز القدر کی سلامتی اور خوشی کا خواہاں و جویاں رہتا ہے بہت رنجیدہ ہوا۔ سبحان اللہ ! ع

من از کجا غمِ یاران و مردمان زکجا

(میں کہاں اور دوستوں اور لوگوں کا غم کہاں)

فقیر ایک بات لکھتا ہے ، اور اُس کے لکھنے پر آمادہ کرنے کا باعث بحسب صحتِ نفسانیت و سلامت روحانیت آں فضائل مآب (آپ) کی نصیحت و خیر خواہی ہے۔ اگر چہ ظاہر کے اعتبار سے وہ آپ کے نفس و مزاج کے خلاف ہو ، مگر اس کے انجام پر خوب غور کرنا چاہیئے۔ سرسری نظر نہیں کرنی چاہیئے ـــــ خدا عزّ و جلّ نے آپ کو نعمتہائے عظیمہ

سے مخصوص فرمایا۔

آپ سنی سیّد ہیں، عالمِ متقی ہیں، اولیاے کرام کے سجّادہ نشین ہیں، اور صفتِ تواضع وانصاف سے موصوف ہیں۔ گویا کہ (آپ کے اندر) جمع بینَ الاضداد واقع ہوا ہے جو کہ نادرالوقوع ہے۔ اور آپ کی فضیلت کے لیے یہ (مذکورہ) باتیں کافی ہیں۔ پس الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات کی رو سے آپ لسانِ حال سے ان نعمتوں کے شکریے اور ان فضائل کو سچ کر دکھلانے پر مامور ہیں۔ ان نعمتوں کا شکریہ ہے کہ اُن تمام نعمتوں کو مرضیّاتِ الٰہیہ کے حاصل کرنے میں صرف کرنا چاہیئے، اور ان فضائل کو سچ کر دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام جزئیاتِ احوال میں ان فضائل کی رعایت کی جائے ــــ اِس قدر تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ صلۂ رحمی واجباتِ اسلام میں سے ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ "صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ چکانے والا ہو۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب کوئی رشتہ دار اُس سے رشتہ توڑے تو وہ جوڑے"، اس میں شک نہیں کہ جس وقت تک آدمیوں کے نفوس وطبائع آپس میں موافق رہتے ہیں اُس وقت تک اخلاص ومحبّت بحکمِ عادت وحسبِ ضرورت واقع اور قائم رہتے ہیں۔

ایسی چیزیں جو کہ بحسبِ عادت وبحسبِ ضرورت واقع ہو فضیلتِ اُخرویہ کہاں ہے؟

جب کہ طبیعتیں باہم مختلف ہوں اور نفوس آپس میں ہیجان وتصادم کریں کسبِ فضیلت اُس وقت میسّر آتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ترکِ خصومت ومقدّمہ بازی کرے اس حال میں کہ وہ حق پر ہے تو اُس کے واسطے جنّت کے اعلیٰ حصّے میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ اور جو شخص ترکِ خصومت ومقدّمہ بازی کرے دراں حالیکہ مُبطل ہے (حق پر نہیں ہے) تو اس کے واسطے بھی وسطِ جنّت میں ایک گھر بنایا جائے گا اب اگر آپ اخلاق اللہ کا تخلّق پیشِ نظر رکھیں کہ حدیثِ قدسی ہے کہ "میں تمام شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے غنی اور بے پرَواہوں" اور مواقعِ خصومت سے پوری طرح دست بردار

ہو جائیں تو یہ آپ کی ہمّتِ عالیہ سے جو کہ سادات کا ورثہ ہے اور آپ کے آباء و اجدادِ کرام بھی اِسی صفت پر گذرے ہیں، بعید نہ ہو گا۔

بعض عارفوں نے کہا ہے کہ زُہد یہ ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے اور اس کی پروا نہ کرے کہ نیک آدمی اُس کو کھا رہا ہے یا بَد ——

آمدیم بر سرِ مطلب —— (اگر کہا جائے کہ) اِس ہمّتِ عالی میں نفس پر دو چیزوں کی مشق دشوار ہے، ایک یہ کہ غیرت و شرم کسی ایک چیز کے ترک کرنے کو جس کا کوئی شخص مدّعی ہوا تھا گوارا نہیں کرتی — اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صوفی ہیں اور صوفی کی غیرت فقط اپنے نفسِ خونخوار پر ہوتی ہے نہ کہ کسی دوسرے مسلمان کے نفس پر۔

علاوہ ازیں ترکِ شئے میں خلافِ غیرت سرے سے کوئی بات نہیں ہے۔ خصوصاً جب ایک ایسے خیرخواہ کے کہنے پر ترکِ شئے ہو جو بغیر کسی غرض و مطلب کے بات کہہ رہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم وجہِ معاش کو ترک کر دیں تو کہاں سے کھائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اسلاف نے ترکِ معاش کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اچھی معیشت اُن کو عطا فرما دی ؎

فیضِ روح القُدس اَر باز مدد فرماید
دیگران ہم بکنند اُنچہ مسیحا می کرد

(حافظ شیرازی)

ترجمہ: روح القدس کا فیض اگر پھر مدد کرے تو دوسرے بھی وہ کر سکتے ہیں جو مسیحا کرتے تھے۔

امتحان و آزمائش کے طور پر کچھ دنوں آپ اس پر عمل کریں۔

ایک حکیم نے کہا ہے کہ دنیا اور اُس کے طالب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اور اس کا سایہ۔ جتنا وہ اپنے سایہ کی طرف دوڑتا ہے سایہ اُس سے بھاگتا ہے۔ جب وہ سایہ سے بھاگے گا تو سایہ اُس کے پیچھے دوڑے گا۔

الغرض اپنے دل سے تشویش کو دور کرنے کے لیے اور بھائیوں کے درمیان خصومت اور جھگڑے کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے سوائے اس کے جو فقیر نے عرض کیا ہے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

یہ بات طویل ہو گئی لیکن امید ہے کہ آپ کے دل میں کمالِ خیرخواہی پر محمول ہو گی۔

والسلام

مکتوب صد و سی و چہارم

﴿۱۳۴﴾

میر محمد معین نبیرۂ سید عَلَمُ اللہ رائے بریلوی رحمہ اللہ

کے نام

بعض نصائح

سیادت و نجابت مآب، عزیز القدر، سلالۃ الکرام میر سید محمد معین سلمہ اللہ تعالیٰ.
اپنے خیر اندیش فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت اِلتیام کے بعد مطالعہ کریں.
آپ کا نامہ مشکین شمامہ بہترین اوقات میں وارد ہوا، اور اس میں جو کچھ تحریر کیا گیا تھا واضح ہوا۔ اُس طرف کے علماء نے جو فتویٰ لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن فقیر کا کہنا یہ ہے کہ آپ کے اسلافِ کرام نے جو کچھ پایا ہے ہمتِ عالیہ سے پایا ہے۔
حضرت سید شاہ علم اللہ قُدِّسَ سِرُّہٗ السّامی کا دنیا پر لات مارنا اور تمام جھگڑوں سے اُن کا یکسو ہو جانا، اظہر من الشمس ہے۔ فقیر کا اعتقاد یہ ہے حضرت شاہ علم اللہ رحمہ اللہ کی اولاد میں ہمتِ عالی اِس وقت تک موجود ہے۔ یہی توجہِ خاطر اور (ہمتِ عالی) مطلوب و مقصود ہے۔

سیّد اور سنّی ہونا جو کہ نوادر میں سے ایک نادر شئے ہے، حضرت سید موصوف رحمہ اللہ کے خاندان میں ہم نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس خاندان کو مزید اکرام کے ساتھ اور خصالِ حمیدہ و پسندیدہ کی توفیق کے ساتھ مکرم رکھے، اور آپس میں سب کو

متحدّ و متّفق رکھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ رحم کرے اُس شخص پر جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرے"۔ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ــــ جو چیز بطریقِ سہولت حاصل ہو جائے مبارک ہے۔ اور جو چیز مزاجوں کی سختی، ناراضگی اور قطعِ رحمی کے بعد حاصل ہو، اور اس کے بعد حاصل ہو کہ دوست اور دشمن کی زبان پر اُس کا چرچا ہو، اور ہر بیوقوف اعتراض کی گنجایش پائے تو ایسی چیز سے کیا فائدہ ہوگا؟ عام لوگوں کا کام اور ہے، عالی ہمّت لوگوں کا کام اور ہے ــــ بے شک اللہ تعالیٰ بلند ہمّتی کو پسند فرماتا ہے۔

اِس خیر اندیش مخلص کی خیرخواہی کو آپ تک پہونچانے والا (حافظ شیرازی کا) یہ شعر ہے ؎

مصلحت دیدِ من آنست کہ یاران ہمہ کار
بگذارند، و خمِ طرّۂ یارے گیرند

(میری مصلحتِ دید یہ ہے کہ احباب سب کام چھوڑ دیں اور خمِ طرّۂ دوست کو پکڑ لیں۔)

والسّلام

مکتوب صد و سی و پنجم

﴿۱۳۵﴾

میر ابو سعید نبیرۂ سیّد علم اللہ رائے بریلوی کے نام

[بعض احوالِ سلوک کے بیان میں]

حقائق و معارف آگاہ، سیادت و نجابت دستگاہ، عزیز القدر، میر ابو سعید سلمہٗ اللہ تعالیٰ ـــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور آن عزیز القدر کی عافیت مع بچوں کی عافیت کے مطلوب و مقصود ہے۔

آپ کا نامۂ مشکین شمامہ جو احوالِ باطنہ پر مشتمل تھا مطالعہ کیا گیا۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ لطیفۂ خفیہ کی علامت ہے، جو اشیاء کو اجمالاً مبدأ میں دیکھتا ہے، اور مبدأ کو اشیاء میں تفصیلاً دیکھتا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جس کو اکابرِ موحدین نے "دیدن حق در خلق اور دیدنِ خلق در حق" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ کیفیت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ انوارِ فتوح کو مزید کرے۔

فقیر آپ کی ظاہری و باطنی جمعیّت کے لیے، نیز صحتِ مزاج اور کشایش رزق کے لیے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس دعا کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے۔

مکتوب صد و سی و ششم

﴿۱۳۶﴾

میر ابو سعید رائے بریلویؒ کے نام

[بعض اسرارِ سلوکِ طریقت کے بیان میں]

حقائق و معارف آگاہ، سیادت و نقابت دستگاہ میر ابو سعید سلمہم اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
آپ کی اور اپنی عافیت پر اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔
آپ کا نامہ مشکین شمامہ جو لطیفۂ خفیہ اور اخفیٰ سے متعلق بعض مشاہدات پر مشتمل تھا پہونچا۔ اس کے آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا گیا۔ آپ جو راستہ چل رہے ہیں یہ وہی صراطِ مستقیم ہے جس پر اکابرِ اہلِ عرفان چلے ہیں۔ کوئی شک و شبہ آپ کے دل کو تشویش میں نہ ڈالے۔

آپ نے پہلی حالت میں صفات مبدأ میں سے ایک صفت اور لوازمِ ذات میں سے ایک لازم کو آفتاب کی روشنی کے مانند دیکھا جو مختلف رنگوں میں برآمد ہوا۔ پھر دوسری مرتبہ ذاتِ مبدأ کو بغیر ملاحظۂ صفات دیکھا، جو مظاہرِ مختلفہ میں ظاہر ہوئی۔ فقیر ان دونوں حالتوں کو لطیفۂ خفیہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ لیکن دوسری حالت پہلی حالت سے بلند تر ہے۔
اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ آپ کے درمیان سے ایک نور نکل کر مبدأ کی جانب میلان

گرر ہا ہے ، اور نور بلبلے کی طرح جو کہ پانی میں غائب ہو جاتا ہے ، گم ہوگیا ۔ اس فقیر کے نزدیک یہ حالت حجرِ بُہتّت کی ایک نمایش ہے ۔ المختصر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے ، وہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے ۔ اس نعمت پر جان و دل سے شکر ادا کریں اور مزید نعمت کی توقع رکھیں ۔ اور جو کچھ نورِ محمدّی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے دکھیا ہے وہ نسبتِ اویسیہ کی ایک نمایش ہے ۔ آپ پہلے سے اس نسبت کی آرزو رکھتے تھے ۔ الحمدللہ کہ اَب حاصل ہوگئی ۔

مکتوب صد و سی و ہفتم

﴿۱۳۷﴾

میر ابوسعید رائے بریلویؒ کے نام

ان کے بعض سوالات کے جواب میں

سیادت ونقابت مرتبت، خلاصۂ دُودمان نجابت میر ابوسعید سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبّت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔

الحمد لله على العافية

آپ کا مکتوبِ بہجت اُسلوب پہونچا۔ وہ ان معارف کو متضمّن تھا جو لطیفۂ خفیہ سے مختص ہیں۔ دل کو بڑی خوشی اور مسرت ہوئی آپ نے جو کچھ لکھا ہے قاعدے کے مطابق ہے، شک اور تردّد کو اس میں دخل نہ دیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ رجوعِ کُل مبدأ کی طرف ظاہر و مشہود ہوتا ہے پس دوزخ کے اندر اہل دوزخ کے ہمیشہ رہنے اور جنّت میں اہل جنّت کے ہمیشہ رہنے کی تطبیق اِس مکاشفہ سے کس طرح ہو سکتی ہے۔؟

صاحبِ من! یہ رجوعِ کُل جو عارف کو مشہود ہوتا ہے زمانۂ آیندہ میں رجوع نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے بالفعل (فی الحال)، رجوع ہے۔ حکیم و فلسفی کہتا ہے کہ ماہیّت ممکنہ کے لیے اُس کی ذات کے اعتبار سے یہ ہے کہ وہ نہیں ہے'۔ اور موحّد کے

اعتبار سے یہ ہے کہ (ماہیّت ممکنہ) ’ہے‘۔ اور عارف کہتا ہے کہ ماہیت ممکنہ کے لیے مبدأ کے ساتھ اپنے تحقق کے اعتبار سے ارتباط کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ (ماہیّت ممکنہ) مبدأ سے نکلی اور دوسرے یہ کہ مبدأ میں واپس گئی۔ بالفعل اس کے لیے مبدأ کے اعتبار سے دونوں حیثیتیں ثابت ہیں جیساکہ دسؔ کو ایکؔ سے دو رابطے ہیں۔ ایک یہ کہ ایکؔ کو چند بار گھمایا تو دس بن گئے۔ دوسرے یہ کہ جب دسؔ پورے ہو گئے تو دہائیوں میں ایک بن گیا ــــ

اس وقت اتنا ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ پھر کسی وقت مبدأ اور مرجع کی صورت کا حال ایک دوسری طرح سے واضح ہوگا۔

والسّلام

مکتوب صد و سی و ہشتم

﴿۱۳۸﴾

باباعثمان کشمیریؒ کے نام

[جو کشمیر کے فضلاء اور اکابر زادوں میں سے تھے]

(نصائح)

(ترجمہ قطعہ فارسی):

رمیدن از خود و با یار پیوستن یکے گشتن
تعالی اللہ برائے خود شرابے طُرفہ اے دارم

"خود سے رمیدہ ہونا اور دوست سے پیوستہ ہونا اور ایک ہو جانا۔ (یہ ہیں میری کیفیات) اللہ اکبر! میں اپنے پاس ایک عجیب شرابِ معرفت رکھتا ہوں"۔

ز مدح و ذمِ عالم چشم پوشیدن ز خود رفتن
برائے منکرانِ خود جوابے طُرفہ اے دارم

"دنیا اور دنیا والوں کی تعریف اور برائی سے چشم پوشی کرنا اور از خود رفتہ ہو جانا۔ (میں یہ خصلت) منکروں کے مقابلے میں اپنی طرف سے بہترین جواب رکھتا ہوں۔

کسے نشناخت در عالم جمالِ معنیٔ اُو را
ز اوضاعِ جہاں بر رُخ حجابے طُرفہ اے دارم

"دنیا کے اندر کسی نے اُس کے جمالِ معنی (حقیقت) کو نہیں پہچانا۔ میں اپنے چہرے پر اطوارِ زمانہ سے ایک عجیب پردہ رکھتا ہوں۔

وجودِ مستعارِ ما زہم پاشید چوں شبنم
بدل از صورتِ او آفتابے طرفہ اے دارم

"میرا وجودِ مستعار شبنم کی طرح بکھر گیا (اور ختم ہوگیا)، میں اپنے دل میں اس (یارِ حقیقی) کی صورت کا ایک عجیب آفتاب رکھتا ہوں"۔

(ترجمہ قطعۂ فارسی دوم)

یار ما حسنِ دگر دارد بہر مرآت خویش
گہ درونِ خود گہے اندر یمن می جویمش

"میرا دوست اپنے ہر آئینے میں ایک نیا حسن رکھتا ہے۔ میں اس کو کبھی اپنے اندر اور کبھی یمن میں ڈھونڈتا ہوں"۔

چون مہِ تاباں شود بر آسماں می بینمش
چون دُرِ یکتا شود اندر عدن می جویمش

"جب وہ مہِ تاباں بن جاتا ہے تو میں آسمان پر اسکو دیکھتا ہوں۔ اور جب وہ دُرِ یکتا بنتا ہے تو میں اس کو عدن میں ڈھونڈتا ہوں۔

گہ بشکلِ آب در ہر چشمہ ای می یابمش
گہ برنگِ بوے گل در ہر چمن می جویمش

"کبھی میں پانی کی شکل میں ہر چشمے میں اُس کو پاتا ہوں اور کبھی میں بوے گُل کی طرح ہر چمن میں اُسکو ڈھونڈھتا ہوں"۔

یوسفِ ما دارد از ہر گوشہ دیگر جلوہ ای
گہ بشہرِ مصر گہ بیتُ الحزَن می جویمش

"ہمارا یوسف ہر ہر گوشے میں ایک نرالا جلوہ رکھتا ہے۔ میں اس کو کبھی شہرِ مصر میں اور کبھی (حضرت یعقوبؑ کے) غمکدے میں ڈھونڈتا ہوں"۔

فضائل پناہا، حقائق آگاہا! آپ کا نامۂ گرامی احسنِ اوقات میں پہونچا۔ اس خط کی نظم ونثر دونوں نے دل کو راحت پہونچائی۔ آپ نے تشویشِ معاش کے سلسلے میں شکایات لکھی تھیں۔ جاننا چاہیئے کہ جب کوئی شخص اہلِ توکّل کے مسند پر بیٹھتا ہے تو شروع ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ جب راسخ القدم (پکّا) ثابت ہوتا ہے تو یُسُر (آسانی) کا معاملہ اُس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ فقیر کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ معاملۂ یُسُر کا منتظر رہنا چاہیئے۔ منکروں سے کوئی تعرّض نہ کیا جائے۔ تدبیرِ الٰہی خود بخود اپنا کام کرے گی — إمّا يعذّبهم و إمّا يتوب عليهم [التوبه ١٠٦] (یا تو اللہ تعالیٰ اُن کو توبہ نصیب کرے گا یا اُن کو عذاب دیگا)

والسلام

مکتوب صد و سی و نہم

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

تعبیرِ رویا کی بشارت میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے کہ ہمیں اور آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے۔

آپ کا نامہ مشکیں شمامہ پہونچا.....

ذی حجہ کے عشرۂ اولیٰ کے اعتکاف میں یہ قصد ہے کہ استواء علی العرش کے مسئلے میں ایک رسالہ لکھا جائے ــــــ اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد فرمانے والا ہے۔

برخوردار محمد فائق کے خواب معلوم ہوئے۔ یہ خواب ان کی اطاعت کی قبولیت پر دلالت کرتے ہیں۔ پہلا خواب فوق کی جانب اُڑنا، ملکیت کا بہیمیت کی قید سے رہائی پانے کا تمثّل ہے ــــــ دوسرا خواب کلمۂ سبحان اللہ حمد کے ساتھ پتھر میں لکھا ہوا دیکھنا صورتِ خطیہ اور صورتِ لفظیہ کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی یاد کا موضعِ گمان ہے۔ ان کے (محمد فائق کے) ہدایہ اور مشکوٰۃ کے پڑھنے اور کلمۂ لا إلہ الاّ اللہ کی مواظبت و مداومت کرنے کے بارے میں معلوم ہوا ــــــ اے اللہ اس میں اور زیادتی فرما۔

لا إلہ الا اللہ کا ذکر وقوفِ قلبی کے ساتھ متقدمین نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ ہے۔

والسلام

مکتوب صد و چہلم

(۱۴۰)

شرف الدین محمد عرف سیّدی بڈھن رح کے نام

الحمد للّٰہ علی العافیۃ

دل آپ کی صحت و عافیت کا نگراں و منتظر ہے۔ انسان کا روحانی تعلق جو ظاہری رسوم سے خارج اور جدا ہے، دل کے اندر جگہ رکھتا ہے۔ امید ہے کہ یہ علاقہ و تعلق آخری تک باقی رہے گا۔

(ترجمہ شعر عربی): "روحانیت سے تعلق رکھنے والے اہلِ صدق ہیں۔ ان کے درمیان مؤدّت و محبّت کا رشتہ ہے اور اس کے برابر کوئی رشتہ نہیں"۔

مکتوب صد و چہل و یکم

﴿۱۴۱﴾

سیّد نور شاہ افغانیؒ کے نام

(جو حضرت شاہ صاحبؒ کے مرید تھے)

[وصایا]

برادرم میر نور شاہ بعد سلام مطالعہ کریں ـــــــ

میری پہلی وصیّت ارکانِ اسلام کو قائم رکھنے اور بدعتوں اور کبیرہ گناہوں سے دور رہنے کی ہے۔ جس نے ارکانِ اسلام میں سُستی کی یا گناہوں کا مرتکب ہوا یا بدعتوں کا معتقد ہوا، وہ نجات کے راستے سے دور جا پڑا۔ انا للّٰہ و انا إلیہ راجعون

ان مذکورہ بالا باتوں کو پختہ و مضبوط کر لینے کے بعد طاعاتِ قلبی و زبانی اور اعمالِ اعضاء و جوارح سے اوقات کو معمور رکھنا ہے۔ جب تک اوقات کو معمور نہ رکھا جائے گا، نقش و نگار جو کہ مقامات و احوال سے عبارت ہیں کس دیوار پر قائم کریں گے؟

کارِ عالم درازی دارد　　　ہرچہ گیرید مختصر گیرید

(دنیا کا کام بہت طول رکھتا ہے۔ یہاں کا جو کام بھی اختیار کرو مختصر اختیار کرو)

ہم نے فرض کیا کہ کسی شخص کو زہر دیا گیا۔ تمام اطبّاء اس بات کو یقینی طور پر جانتے ہیں کہ اگر ایک ساعت گذر جائے گی اور یہ شخص قے نہ کرے گا تو مر جائے گا۔ ایک طبیبِ حاذق نے اِستفراغِ قَے (قے لانے) کا نسخہ لکھا، اور اس شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس سیدھے اور بیوقوف شخص نے نسخے کو پڑھا اور اُس کی ہر دوا پر غور کرنے لگا

کہ یہ لفظ عربی ہے یا یونانی ہے اور اس لفظ کی لغت کے اعتبار سے حرکات وسکنات کیا ہیں، تاکہ اُس کی ہجے درست ہو جائے۔ اس کے بعد اُس نے ان ادویہ کی ماہیت اور جامع ومانع خواص میں غور وفکر کرنا شروع کیا۔ اور اُس نسخے سے متعلق جو تُند ترین تھیں ان میں مشغول ہو گیا۔ طبیبِ حاذق نے کہا کہ اے بے وقوف آدمی وقت ایسا آگیا کہ تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اِن اشیاء کی تحقیق کرنے کی فرصت کہاں ہے؟ اگر زندگی چاہتا ہے تو اس نسخے کی دواؤں کو خرید لے۔ اس کا خرید لینا بھی خود مؤثر نہیں ہے بلکہ مؤثر اِس نسخے کی دواؤں کا پینا ہے۔ دواؤں کا پینا بھی مؤثر نہیں ہے بلکہ مؤثر قے کرنا اور اجزائے زہر کا باہر نکالنا ہے۔

اس طرح سے شارع علیہ السّلام نے بکمالِ مہربانی چند نسخے جن سے مراد عباداتِ قلبی وزبانی ہیں، خطراتِ نفسانی وشیطانی زہر کھانے والوں کے لیے تجویز کیے ہیں ــــ ایک سادہ لوح آدمی ارکانِ اسلام کی تحقیق اور علماء کے اختلاف اور مواقعِ اختلاف کی تنقیح میں اور اِس غور وفکر میں کہ اِس اختلاف میں کون زیادہ صحیح طریقے پر ہے، اپنے اوقات گذارتا ہے:

ے عمر در تحصیلِ دانش رفت و نادانم ہنوز
کاروان بگذشت ومن در فکرِ سامانم ہنوز

(علم ودانش کی تحصیل میں میری پوری عمر گذر گئی اور میں ابھی تک نادان کا نادان ہی رہا۔ قافلہ گذر گیا اور میں ابھی تک سامان ہی کی فکر میں ہوں)

والسلام علیکم ورحمة اللّٰہ

مکتوب صد و چہل و دوم

(۱۴۲)

حکیم ابوالوفا کشمیریؒ کے نام

جو شاہ صاحب کے مریدوں میں سے تھے۔ ان کے ایک خواب کی تعبیر میں

عزیز القدر، شیرازۂ دفترِ اخلاص حکیم ابوالوفا سلّمہ اللہ تعالیٰ ــــــ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ــــــ
آپ نے اپنے حالات، لشکر کے حالات اور نئے شہر کے حالات لکھے تھے۔
یہ خواب کہ آپ نے خود کو حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت میں ایسی جگہ پایا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ اُس جگہ تک پہونچنے کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بسترِ مبارک پر اور آپ کے لباس میں تھے۔
یہ مبارک خواب ہے، اور وظیفے کی قبولیّت پر، اور اس اخلاص کی قبولیت پر جو آپ رکھتے ہیں، دلالت کرتا ہے۔ گویا کہ غیر متعارف طور پر خلوت خانۂ خاص میں جہاں پر غیر محرم نہیں ہوتے آپ نے راستہ پایا ہے ــــ مبارک باد ــــ
جو کچھ اس فقیر کے دل میں ڈالا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کچھ عرصے مصالحِ ملک بس بادشاہ کا پریشان ہونا، اس کا ذاتی باتیں حیران و سرگرداں رہنا اور کچھ دنوں تک کشادگی پیدا کرنے والی تدبیر، اور تاثیر کرنے والا بخت نہ پانا، یہ سب اُس ظلم کا وبال

ہے کہ جو اس نے شہر کے مسلمانوں پر کیا ـــــ اس کے بعد تاثیرِ جدید کے ساتھ ایسے ملائکہ کی طرف سے جو دہلی کے تخت پر مقرر ہیں ، اور وزیرِ سابق کی طرف سے بادشاہ بڑی ذلت اٹھائے گا ۔ اور منکرینِ اسلام بھی ایک نئی ذلت دیکھیں گے ۔ اس کے بعد بادشاہ ختم ہو جائے گا اور سلطنت و حکومت کا کام کسی دوسرے شخص کے سپرد ہو گا ۔ اس شخص کی تعیین و تشخیص میں ایک روز ملاء اعلیٰ کے فرشتے آپس میں مناظرہ و گفتگو کرتے تھے ۔ یہ گفتگو غیر متعارف الفاظ میں تھی جس کا مطلب یہ سمجھ میں آتا تھا کہ فریدون کو دوبارہ تخت پر بٹھائیں گے ۔ اس کلمے سے مفہوم ہوتا ہے کہ قضاء و قدر میں اصلاح منظورِ نظر ہے ، اور جو شخص مقرر و متعین ہے وہ شاہی خاندان سے ہو گا ۔ خصوصاً وہ شخص ہو گا جس کے باپ کو ظلم کے ساتھ قتل کیا گیا ہو ۔

مکتوب صد و چہل و سوم

﴿۱۴۳﴾

حکیم ابوالوفا کشمیریؒ

کے نام

عزیز القدر حکیم ابوالوفا جمعیت و خیریت کے ساتھ رہیں ــــــ

آپ کا خط جو عجیب واقعات پر مشتمل تھا، پہونچا۔ ان واقعات پر کوئی تعجب نہیں ہے عالم ملکوت میں جب کوئی چیز طے ہوتی ہے تو نفوسِ بنی آدم پر وہ مختلف طریقوں سے مترشح ہوتی ہے ــــ نجوم و جفر کے حساب سے بھی اور خوابوں اور فالوں کے ذریعے سے بھی۔

اللہ کا طریقہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کوئی کاہن اور کوئی نجومی ایسا نہ رہا تھا جس نے واقعۂ بعثت کی خبر نہ دی ہو۔

مکتوب صد و چہل و چہارم

﴿۱۴۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

[بعض اعمال کے ارشاد میں]

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام (شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ) فقیر کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اشارۂ (غیبی) اس طرف ہے کہ دشمنانِ دین کی شکست کے لیے ہم آیۂ کریمہ:
لا إله إلاّ أنت سبحنك إنّي كنت من الظّلمين [الأنبياء ۸۷] کو پڑھیں۔

اور اس کے آخر میں یا بديع العجائب بالخير پڑھیں۔

اس اشارۂ غیبی کی تعمیلِ حکم میں آج ہی نماز جمعہ کے بعد اس کو پڑھیں گے۔

مقصد یہ ہے کہ آں عزیز القدر اسکو حلقہ کر کے (مجمع کے ساتھ) پڑھیں۔

عنقریب دونوں مخالف گروہ پاش پاش ہو جائیں گے۔ آیۂ کریمہ کے پڑھنے کا متعیّن طریقہ اشارۂ غیبی میں داخل نہیں ہے۔ جس طریقہ سے مناسب سمجھیں پڑھیں ——

مکتوب صد و چہل و پنجم

﴿۱۴۵﴾

یعقوب علی خاں ناظمِ شاہجہاں آباد (دہلی)

کے نام

اللہ تعالیٰ آں منبعِ حسنات اور باعثِ امن و اطمینانِ مخلوقات کو محفوظ، محظوظ اور اپنی نگاہِ لطف میں ملحوظ رکھے ـــــ آمین!

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔

اہلِ شہر کے ساتھ آپ کی اچھی سیرت اور اچھا سلوک ہر آنے جانے والے سے سننے میں آیا۔ خصوصیت کے ساتھ حقائق و معارف آگاہ بابا فضل اللہ (کشمیری) آپ کے اخلاق مجھے بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں ؎

(ترجمہ شعر فارسی): "اگر جہان کے پیدا کرنے والے کا لطف و کرم کسی بندے کو مصلحتِ عام کے لیے خاص کر دے تو یہ محض اُس کی حکمت ہے"۔

(بابا فضل اللہ کی تحریروں سے آپ کے حالات معلوم ہو کر) میرا دل بہت خوش اور مسرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کی جاتی ہے کہ وہ آپ کو تمکین در زمین (حکومت و وجاہت) عطا کر کے، مزید نیکی اور حسنات کی توفیق عنایت فرما کر، مصدرِ خیرات و برکات بنادے۔ اور آخرت میں آپ کو ثواب جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے اِنَّ ربّی قریب مجیب۔ باقی بات یہ ہے کہ اس بندۂ ضعیف کے اہلِ خانقاہ جنہوں نے تکلیف دہ حالات کا سامنا کیا ہے، وہ گوشۂ خانقاہ میں پناہ گزیں ہیں اور صبح و شام آنجناب کے لیے دعاءِ خیر میں رطب اللسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمائے۔ والسلام والاکرام

مکتوب صد و چہل و ششم

﴿۱۴۶﴾

مرزا مظہر جانجاناں نقشبندی مجددی دھلویؒ کے نام

اللہ عزّ وجلّ آپ کو ـــــ کہ آپ خصوصیّت کے ساتھ طریقۂ احمدیہ مجدّدیہ کے قیّم ہیں، اور عمومیّت کے ساتھ طریقۂ صوفیہ کے بھی قیّم ہیں ـــــ تا دیر سلامت رکھ کر اپنے بندوں کو نفع مند اور بہرہ اندوز فرمائے ـــــ

آپ کا گرامی نامہ پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ آنجناب کی صحت و عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔ یہ شخص (جو میرے پاس بھیجا گیا ہے) چاہتا ہے کہ وقتِ مقررّہ سے پہلے اپنا مقصود حاصل کر لے ع

بزم برہم خوردہ اے بو داست ایں جا آمدہ

یہ شخص توبہ کا اظہار کرتا ہے اور بُرے ساتھیوں سے بے تعلقی بھی ظاہر کرتا ہے۔ لیکن (ازروے کشف) اس کے دل کا خالق اور اس کے ناصیہ (پیشانی) کا مالک اس اظہار میں اُس کو کاذب قرار دیتا ہے۔

والسلام

مکتوب صد و چہل و ہفتم

(۱۴۷)

شاہ اولیاء مظفر نگری کے نام

اُن کی ایک تصنیف کا مطالعہ فرمانے کے بعد

حقائق و معارف آگاہ، فضائل و کمالات دستگاہ شاہ اولیاء سلمہٗ اللہ تعالیٰ ——

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
آپ کی ذاتِ بابرکات کی خوبیاں بہت کچھ سنی ہیں۔ اُن کو سن کر شوقِ ملاقات پیدا ہوا۔
(ترجمہ مصرعہ عربی): "کبھی کبھی کان آنکھ سے پہلے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں"۔
سب خوبیوں میں بڑی خوبی استقامت اور طلبِ خیر میں عمرِ دراز کا صرف کرنا ہے الحمدللہ کہ یہ دونوں فضیلتیں آپ کی ذات میں موجود ہیں۔
آپ کا نامۂ مشکین شمامہ، ایک کتاب کے ساتھ جو جامعِ اسرار ہے اور بہت سے نکات کو حاوی ہے، پہونچا —— اس خط میں اس طرف اشارہ تھا کہ یہ فقیر اس کتاب کا مطالعہ کرے اور مطالعے کے بعد جو ظاہر ہو اُس کو تحریر کرے۔
مخدوما! چونکہ اس کتاب کی تصنیف کا محرک صوفیۂ صافیہ کا ذوق ہے اس لیے بقصدِ امتحان اس میں نظر کرنا غلطی ہے۔ لیکن چونکہ ایک صوفی کی رعایت کرنی ضروری

ہے اس لیے ایک بات مختصر طور پر لکھتا ہوں ـــــ والمأمور معذورٌ (جس کو حکم دیا جاتا ہے وہ معذور ہوتا ہے) ـــــ

معارف آگاہا! صوفیۂ صافیہ کی تصانیف دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو خاص و عام کے افادے کے لیے ہوتی ہے۔ اس قسم کی تصنیف کے لیے یہ ضروری ہے کہ مروّجہ اور متعارف بول چال اور زبان اختیار کریں۔ خواہ فارسی زبان ہو خواہ عربی۔

دوسری قسم کی تصنیف حرارتِ وارداتِ غیبیہ کی تسکین کے لیے ہوتی ہے یا محبوبِ مطلق جلّ مجدہٗ کی یاد داشت میں اپنے دل کو مشغول کرنے کے لیے۔

لہٰذا غیر مروّجہ یا غیر متعارف زبان اِس قسم میں جائز ہے۔ غالباً آپ کی یہ کتاب دوسری قسم کی ہے اِس قسم میں (خواہ مخواہ) اصلاح اور اعتراض کرنا اس شخص کا کام ہے جو گروہِ صوفیہ کے حالات نہ جانتا ہو۔ ہم تمام ان چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جن سے اللہ ناخوش ہے۔ الحمدللہ! آپ نے جو کچھ لکھا ہے اُس کے معانیِ مقصودہ سب کے سب اسرارِ الٰہیہ ہیں۔

روزمرّہ غیر متعارف کی وجہ حضرتِ عارفِ جامی نے اپنے اس شعر میں بیان فرما دی ہے:۔

؎ شیشۂ صاف ار نباشد گو سفالِ کُہنہ باش
رند دُرد آشام را با ایں تکلّفہا چہ کار؟

(صاف شیشہ اگر نہ ہو نہ سہی۔ پرانا مٹی کا پیالہ ہی۔ رند بلا نوش کو ان تکلفات لایعنی سے کوئی سروکار نہیں)۔

مکتوب صد و چہل و ہشتم

﴿۱۴۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

حقائق ومعارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

الحمد للّٰہ علی العافیۃ

آپ کا نامہ مشکین شمامہ پہونچا اور ہر طرح کی عافیت معلوم ہوئی۔ اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا۔ شاہ نور کو پہلے کلمہ لا إله إلا اللّٰه کے کثرت سے پڑھنے کی تلقین کریں۔ یہاں تک کہ یہ ذکر اُن کے پورے اوقات کو حاوی ہو جائے۔ اس کے بعد وقوفِ قلبی یعنی مضغۂ صنوبریہ پر نظر رکھنے کی اس طریقہ پر تعلیم ہونی چاہیئے گویا کوئی چیز پسِ پردہ ہے اور یہ شخصِ ذاکر یقین رکھتا ہے کہ پردے کے پیچھے کوئی چیز ہے، اور خیال کو اس چیز کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی تعلیم وتلقین کرنی چاہیئے۔ اِس سلسلہ میں اگر اس کے لطیفۂ قلبیہ پر توجہ کریں اور مضغۂ قلب حرکت میں آئے تو یہ بات اُس کے حق میں تقویت دینے والی ہوگی۔

برخوردار سعادت اطوار محمد فائق کو شغلِ قلبی اسی طریقہ پر جس کا ذکر اس صفحے میں گذرا ہے تعلیم کریں۔ والسلام

مکتوب صد و چہل و نہم

﴿۱۴۹﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتی رح کے نام

بعض اُسرار کے بیان میں

حقائق ومعارف آگاہ، عزیز القدر، سجّادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔

(فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے) سلام محبّت اِلتزام کے بعد مطالعہ کریں۔
آپ کے بہت سے خطوط وارداتِ اعتکافیہ کے استفسار میں وارد ہوئے۔

عزیز القدر من! یہ وارداتِ مکاشفات کی قبیل سے نہیں تھے جن کو تشریح کے ساتھ بیان کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ اس قسم کے حالات تھے جن کو سوائے رموز کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اجمالی طور پر یہ ہے کہ ایک جارحہ نے بعض حوادثِ کونیہ میں سُرور ومستی کو ظاہر کیا، اور اُس سرور ومستی کی شرح اس مستی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس بارے میں بس چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ ؎

(ترجمۂ اشعار) (۱) "اس فقیرِ خاکسار کی جانب سے اس بات کو کون قبول کرے گا کہ اس کا انکار و قبول عالمِ قُدس کا سایہ ہے"۔

(۲) "اُس فقیرِ خاکسار (میرا) کا باطن آئینے کی طرح اپنا کوئی رنگ نہیں رکھتا۔ اس کا (یعنی میرا) باطن تمکین و فضول حیرت سے بھرا ہوا ایک طلسم ہے"۔

(۳) "سورج کی کرن اِس (فقیر کے) روشندان (باطن) کے راستے سے بکھر رہی ہے۔ اس نکتے کے سوا اُس کے وصول (الیٰ اللہ) کا مضمون نہیں باندھا جاسکتا"۔

(۴) "حباب کی طرح سے (وہ فقیرِ خاکسار) اپنے سے خالی ہو کر سطحِ بحر پر اُبھرتا ہے۔ اُس کا وجود اُس کی نمود ہے اور اُس کا شہود اُس کا وصول ہے"۔

مکتوب صد و پنجاہم

﴿۱۵۰﴾

شاہ محمدؒ عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہٗ اللہ تعالیٰ بعد سلامِ محبت التیام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ وہ ہم کو اور آپ کو عافیت سے رکھے۔

جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک سے مکّہ فتح ہوا تو حضرت عباس اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے (خدمتِ اقدس میں) التماس کیا کہ مدّتوں سے ہم اِس دن کے منتظر تھے، اور ہمیشہ سے بنی عبدالدّار اور بنی عبدِ مُناف حجابتِ بیت اللہ کے بارے میں جھگڑا رکھتے تھے۔ آج کے دن بیت اللہ کی تالیاں ہمیں عنایت فرما دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں دعوتِ توحید دینے کے لیے اور رفعِ مظالم کے لیے مبعوث ہوا ہوں، کسی قوم کے فضائل اور خصوصیات کو تباہ کرنے اور ختم کرنے نہیں ـــــ ہر قوم تاریخی خصوصیّات اور فضائل رکھتی ہے اور وہ انتہائی ہمّت کے ساتھ ان خصوصیات و فضائل کی طالب بھی ہوا کرتی ہے۔

میں قوموں کی خصوصیات و فضائل کو مٹانے کے لیے نہیں آیا ہوں۔ اس کے بعد (آپ نے) کنجیاں طلحہ حجبی (شیبی) کو عنایت فرمادیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا "لو ان تالیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے" ـــــــ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے اندر آپ کے خلفاء کے لیے حق کی طرف دعوت دینے میں ایک اُسوۂ حسنہ (اچھا اور بہترین نمونہ ہے۔ اگر کسی قوم میں کوئی فضیلت ہوتی تھی تو (خلفائے راشدین) اُس سے تعارض نہیں کرتے تھے۔ اس کے اندر راز یہ ہے کہ ازالۂ مآثر و فضائل فتنوں کو بھڑکانے والا اور کینوں کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے، اور یہ بات حکمتِ ارسالِ رُسل میں خلل انداز ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا صدقِ حال جس بات کا تقاضہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ سوائے اس چیز کے جس کو دین میں مقرر کیا گیا ہے کوئی اَور چیز اُن کے مدِ نظر نہ ہو۔

ہر قوم اپنی مصلحتیں سوچتی ہے۔ ہر نادان اپنے کام میں دانا ہوتا ہے۔ اور تمام لوگ اپنے مصالح کے پانے سے خوش اور نہ پانے سے ناخوش ہوتے ہیں۔ ؎
(ترجمہ شعر فارسی): "اُن کی جنگ اور اُن کی صلح ایک ہی خیال پر مبنی ہوتی ہے۔ اور ان کا فخر اور اُن کا عار ایک ہی خیال پر موقوف ہے"۔

غالباً ہر ایک شخص اپنے مقام کے لحاظ سے درست کام کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو حَکَم بنایا جاتے تو وہ پہلے غور و تامل کر لے۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ سب کے سب جھگڑا کرنے والے (یعنی دونوں گروہ) جو کچھ حَکَم کہے گا اس پر راضی ہو جائیں گے تو حَکَم ہو جاتے ورنہ اِستعفاء دیدے ـــــ ہر بڑی ہوتی چیز کا کوئی اُٹھانے والا ہوتا ہے۔

والسلام

مکتوب صد و پنجاہ و یکم

﴿۱۵۱﴾

فرزندِ اکبر شیخ محمدؒ کے نام

رسمِ خط کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـــــ برخوردار سعادت اطوار فرزندم محمد سلّمہٗ اللہ تعالیٰ کو واضح ہو کہ لکھنے میں دو قاعدے یاد رکھنے چاہئیں۔ ایک یہ کہ ہر کلمے کو علیحدہ لکھنا چاہئے، خواہ وہ اِسم ہو یا فعل ہو یا حرف۔ اِلّا وہ حرف جو یک حرفی ہوں جیسے بار جارّہ اور لار جارّہ، یا وہ اِسم جو ضمیرِ متصل ہو جیسے ہُم و کُم۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ حروفِ تہجّی پانچ قسم کے ہیں۔ لکھنے میں دو قسموں کا حکم الگ ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ حرف کی صورتِ خطّی دامن والی ہو۔ دامن والے حروف کا مجموعہ یَتَثْبتن ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شروع کلمہ میں یا درمیان میں واقع ہو تو شوشہ کی صورت میں لکھنا چاہئے۔ اور اگر آخر کلمہ میں واقع ہو تو اس کو پورا لکھنا چاہئے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ حرف کا دامن نہ ہو۔ ایسے حروف کا مجموعہ ذُوارِدہ ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اُن سے مابعد کے حروف نہ ملائے جا سکیں، اور ماقبل کا حرف اگر قابلِ ترکیب ہو تو ملا کر لکھا جائے ورنہ نہیں۔

تیسری قسم یہ ہے کہ دامن معوّج ہو اور ایسے حروف کا مجموعہ صنج غم ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابتدا۔ یا درمیان کلمہ میں ہوں تو دامن سیدھا رکھا جائے۔

اور اگر کلمہ کے آخر میں ہوں تو دامن مُعوّج لکھا جائے۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ (حرف کا) دامن ہو لیکن معوّج نہ ہو۔ خواہ محدّب ہو جیسے س، ش، ص، ض، ق، ل میں ہے، خواہ مسطّح ہو جیسے ک اور ف میں ہے۔ ان سب کا حکم قسم سوم کے حکم کے مانند ہے۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ حروف کشش والے ہوں جن میں ملا کر لکھنے کے وقت دامن بنایا جا سکے، اور الگ لکھے جائیں تو دامن ظاہر نہ ہو۔ وہ حروف ط، ظ، ک، ھ ہیں۔ ان کا حکم ملا کر لکھتے وقت کھینچ کر لکھنا ہے۔ اور الگ لکھتے وقت کھینچ کر نہ لکھنا ہے۔ یہ اچھّی طرح جان لیں۔

—— و الحمد للّٰہ أولاً و آخراً ——

مکتوب صد و پنجاہ و دوم

﴿۱۵۲﴾

شاہزادۂ والا گہر (شاہ عالم) کے نام

جنھوں نے طریقت و ارشاد کی استدعا کی تھی

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلوۃ و السلام الأتمّان الأکملان علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ أجمعین ○

امّا بعد ــــ فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہ کہتا ہے کہ آں خلاصۂ دودمانِ خلافت کی طرف سے امرِ دین کی اصلاح کا اہتمام اور صوفیہ کے طریقۂ عالیہ کی طلب سننے میں آئی۔ دل باغ باغ ہوگیا، اور حمدِ الٰہی کو بجالایا گیا۔ اس لیے کہ ان بڑوں (بادشاہوں) کی طینت وطبیعت کی طہارت و پاکیزگی فلاحِ عالم کا سبب ہے ــــ اے اللہ! اس کو (جذبۂ طہارتِ دل کو) زیادہ کردے ــــ آمین!

اسی بنا پر چند کلمات بطریقِ اختصار (اس وقت) لکھے گئے ہیں۔ امید کہ ان پر عمل کرنا سعادتِ دارین کا باعث ہوگا۔

طریقۂ صوفیہ کے ساتھ ربط و ارتباط دو طرح ہوتا ہے، ایک خرقے کے ذریعے سے دوسرے بیعت کے ذریعے سے ــــ آپ کو ارتباط بخرقہ کے لیے جو کہ صوفیہ کی سنّتِ متوارثہ ہے ایک دستار بھیجی گئی، کچھ دیر اُس کو استعمال کریں۔

اس فقیر کو خرقۂ قادریہ میں بہت سی سندیں حاصل ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ فقیر نے خرقہ پہنا شیخ ابوطاہر مدنی قدس سرہٗ کے دست مبارک سے، انھوں نے اپنے والد ماجد شیخ ابراہیم کُردی مدنی رح سے۔ انھوں نے شیخ احمد قشاشی رح سے، انھوں نے شیخ احمد شنّاوی رح سے، انھوں نے اپنے والد شیخ علی بن عبدالقدوس سے، انھوں نے شیخ عبدالوہاب شعراوی رح سے، انھوں نے شیخ جلال الدین سیوطی رح سے، انھوں نے کمال الدین المعروف بابنِ امام الکاملیہ رح سے، انہوں نے شیخ القراء والمحدثین شیخ ابوالخیر محمد بن محمد الجزری رح سے، انھوں نے شیخ عمر بن حسن المراغی رح سے، انھوں نے شیخ ابراہیم فاروقی سے، انھوں نے قدوۃ العارفین شیخ محی الدین محمد بن عربی رح سے، انھوں نے شیخ یونس ہاشمی رح سے اور انھوں نے حضرت غوث الثقلین سیّد شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی رح کے دستِ مبارک سے۔

نماز کے نوافل میں سے دو رکعت نماز اِشراق قریب ایک نیزہ آفتاب کے بلند ہونے کے وقت۔ اور چار رکعتیں صلوٰۃِ ضحیٰ (چاشت) کی اور چار رکعتیں صلوٰۃ زَوال دوقتِ ظہر ــــــ مغرب کے بعد چھ رکعتیں تین سلاموں سے یعنی صلوٰۃ الاوّابین۔ اور آٹھ رکعتیں تہجّد، اگر وِتر اوّل شب میں پڑھ لیے ہوں۔ ورنہ وِتر کی تین رکعتوں کو ملا کر گیارہ رکعتیں ــــــ تہجّد میں اگر سورۃ یٰسین کو تقسیم کرکے پڑھا جائے تو بہتر ہے، ورنہ جتنی قرأۃ آسانی سے ہو سکے۔

نفلی روزوں میں سے ایّامِ بیض کے روزے یعنی ہر ماہ کی ۱۳/۱۴/۱۵/تاریخ کے روزے۔ (ذی الحجہ کے مہینے کے علاوہ۔ اِس لیے کہ ۱۳/ ذی الحجہ میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے) اور ادعیۂ ماثُورہ میں سے چار وظیفے ہیں:-

وظیفۂ اوّل : نماز پنجگانہ کے بعد تین بار أستغفر اللّٰہ کہنا۔ پھر
اللّٰهم أنت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال و الاكرام
لا إله الاّ اللّٰه وحده لا شريك له له الملك و له الحمد و هو على

كل شئ قدير - لا إله الاّ اللّه و لا نعبد إلاّ إيّاه له النعمة و له الفضل و له الثناء الحسن لا إله الاّ اللّه مخلصين له الدين و لو كره الكافرون اللّهم لا مانع لما أعطيت و لا معطى لما منعت و لا ينفع ذا الجدّ منك الجدّ

اور سبحان اللّه تینتیس ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ تینتیس ۳۳ مرتبہ، اللّه اکبر چونتیس ۳۴ مرتبہ (پڑھنا) آیۃ الکرسی اور معوذتین (یعنی قل أعوذ بربّ الفلق اور قل أعوذ بربّ النّاس) (ایک ایک بار پڑھنا)

وظیفۂ دوم ــــ صبح کے وقت خواہ نماز فجر سے پہلے خواہ اس کے بعد پڑھیں۔ اور مغرب کے وقت نمازِ مغرب سے پہلے پڑھیں۔ اگر نماز مغرب سے پہلے میسّر نہ ہو تو نماز کے بعد متصلاً پڑھیں: اللّهم أنت ربّى أنت خلقتنى و أنا عبدك و أنا على عهدك و وعدك ما استطعت أبوءُ لك بنعمتك عليَّ و أبوءُ لك بذنبى فاغفرلى فانّه لا يغفر الذنوب الاّ أنت اللّهم بك اصبحنا و بك أمسينا و بك نحي و بك نموت و إليك النشور

اللّهم فاطر السموات و الأرض عالم الغيب و الشهادة ربّ كل شئ و ملئكه أشهد أن لا إله الاّ أنت أعوذبك من شرّ نفسى و شرّ الشيطن و شركه

ایک بار پڑھیں ــــ

وظیفۂ سوم ــــ بسم اللّه الذى لا يضرّ مع اسمه شئ فى الأرض و لا فى السمآء وهو السميع العليم تین بار پڑھیں۔

رضيت باللّه ربّاً و بالاسلام دينا و بمحمدٍ صلّى اللّه عليه وسلّم نبيّاً ایک بار اللّهم ما أصبح بى من نعمة فمنك وحدك لا شريك لك لك الحمد و لك الشكر ایک بار۔

أصبحنا و أصبح الملك لله ربّ العلمين اللّهم إنى أسئلك الخير هذا اليوم و فتحه و نوره و نصره و بركته و هداه و أعوذبك من شرّ ما فيه و شرّ ما بعده

ان سب دعاؤں کو صبح کے وقت بھی اور مغرب کے وقت بھی پڑھیں۔

وظیفۂ چہارم ـــــ رات کو سونے سے پہلے آیۃ الکرسی ، قل هو اللّه أحد ، قل أعوذ بربّ الفلق اورقل أعوذ بربّ النّاس، سبحان اللّه تینتیس ۳۳ بار، الحمد للّه تینتیس ۳۳ بار اللّه أكبر چونتیس بار ـــــ

اللّهم فاطر السمٰوات و الأرض عالم الغيب و الشهادة ربّ كل شئ و ملئكه اللّهم أسلمت نفسى إليك و فوّضت أمرى إليك و ألجأت ظهرى إليك رغبة و رهبة إليك لا ملجأ و لا منجأ منك الاّ إليك أمنت بكتابك الذى انزلت و نبيك الذى أرسلت اور أعوذ بكلمات اللّه التامّات من شرّ ما خلق (ایک ایک بار پڑھیں)

اس طائفہ عالیہ (گروہِ صوفیہ) کے اشغال میں سے یہ ہیں :

دوسو ۲۰۰ بار کلمۂ تہلیل اخفاء اور زیادہ جہر کے درمیان پڑھنا ، اُس کیفیت کے ساتھ جو اِس طائفہ عالیہ کے نزدیک معتبر ہے ۔ اور یہ عبارت اس کیفیت کی جامع ہے :

ذات وصفات وشدّ ومدّ وتحت وفوق ـــــ

ذات کے معنیٰ اسم ذات کا ذکر کرنے کے ہیں کہ جس کو نفی و اثبات یا اثباتِ مجرّد کہتے ہیں ۔

صفات کے معنیٰ لا مقصودَ الاّ اللّه کو ملاحظہ کرتا ہے ۔

شدّ کے معنیٰ إلاّ اللّه کو تشدیدِ تمام کے ساتھ کہنا ہے ۔

مدّ کے معنیٰ لا کا مدِّطویل ادا کرنا ہے ۔

تحت کے معنیٰ (لا کو) زیرِ ناف سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف کو لانا ہے

یہاں تک کہ اُمّ الدماغ تک پہونچ جاتے ۔ وہاں پہونچ کر اِلٰہ کہنا اور کچھ سر کا اشارہ پشت کی طرف کرنا ، اِس نیت سے کہ میں نے معبودانِ باطل کو پسِ پشت ڈال دیا ۔

اس کے بعد کلمۂ اثباتِ مجرّد یعنی اَللّٰہُ اَللّٰہُ دوسو بار کہنا چاہیئے ۔ اس طرح کہ ایک زبان میں ہو دوسرا دل میں ہو ۔

اشارۂ مذکورہ سے غرض ذاتِ اقدس کا ظاہر و باطن کو احاطہ کرنے کا ثبوت ہے ۔ اس کے بعد کچھ دیر مراقبہ کرنا چاہیئے ، یعنی نگاہِ دل کو خالق سموات والارض کی جانب سی لینا چاہیئے اور اس کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہیئے ۔

یہ ہے وہ جو جملہ وظائف واشغال میں سے اس ورق میں لکھا جاسکا ۔ جب اس طریق کی مشق حاصل ہو جائے گی تو اس سے زیادہ عمل کیا جا سکتا ہے ۔

صفائیٔ دل کے واسطے اعمالِ مجرّبہ میں سے ایک عمل ، جو درحقیقت نسبتِ اویسیہّ کا تخم ہے ، یہ ہے کہ جب نماز عشاء سے اور اس کے اوراد و وظائف سے فارغ ہوں تو ستّر مرتبہ جو درود شریف بھی یاد ہو پڑھنا چاہیئے ۔ اس کے بعد حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارک کو تصوّر میں لانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو اپنے رُوبرو خیال کرنا چاہیئے ، اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دے کر یہ کلمات زبان سے ادا کرنے چاہئیں ۔

بايعت رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلّم بواسطة خلفائه على خمس شهادة : أن لا إله الاّ اللّه و أن محمداً عبد اللّه و رسوله و إقام الصلوة و إيتاء الزكوة و صوم رمضان و حج البيت ان استطعت إليه سبيلاً ۔

بايعت رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلّم على أن لا أشرك باللّه شيئاً و لا أسرق و لا أزنى و لا أقتل و لا آتى ببهتان أفتريه بين يديَ و رِجليَ و لا أعصيه فى معروف

(ترجمۂ کلمات) " میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ باتوں کی:
(۱) اس بات کی شہادت کہ اللہ ایک ہے اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور (۲) اقامتِ صلوٰۃ (۳) ایتائے زکوٰۃ (۴) صوم رمضان (۵) حج البیت۔

"میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس پر کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانوں گا۔ چوری نہیں کروں گا، زنا نہیں کروں گا، قتل نہیں کروں گا، اپنی طرف سے گھڑ کے کسی پر بُہتان نہیں لگاؤں گا، اور معروف اور نیک کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کروں گا"

ان کلمات کے ضمن میں اسلام کے ارکانِ خمسہ کے واسطے نیا اور تازہ عزم دل میں کرنا اور صمیم قلب سے اُن کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اپنے دل کو مخالفات و معاصی سے خصوصاً کبائر سے متنفّر کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد سعادتِ دنیا و آخرت میں اور دونوں قبیلوں (مرہٹہ وجٹ) کے شرّ و فساد سے حفاظت کے اندر رہ کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے (سایۂ عاطفت میں) پناہ اور نصُرت ڈھونڈھنی چاہیئے۔

اس عمل پر مواظبت کرنے میں ایک بڑا فائدہ ہے ــــــ اور قبل طلوع آفتاب وقبلِ غروب آفتاب مُسبعّاتِ عشر پڑھنا بھی صوفیائے کرام کا معمول ہے۔ اس کے انوار و فوائد اس پر مواظبت کرنے کے بعد نہایت قوّت کے ساتھ ظاہر و نمایاں ہوں گے ــــــ

تراجم مکتوب الیہم (بہ ترتیبِ ابجدی)

شیخ ابراہیم مدنیؒ

شیخ ابراہیم بن ابوطاہر محمد بن شیخ ابراہیم کردی مدنیؒ ______

شیخ ابراہیم، شیخ ابوطاہر محمد مدنیؒ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے شیخ ابوطاہر محمد مدنیؒ کی ۱۱۴۵ھ میں وفات ہو جانے پر ان کے صاحبزادے کو تعزیتی مکتوب تحریر فرمایا ہے۔

مفتی حکیم ابوالوفا کشمیریؒ

شیخ ابوالوفا حنفی کشمیریؒ اکابرِ مشایخِ حنفیہ میں سے تھے۔ کشمیر میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ مولانا محمد اشرف چرخیؒ اور شیخ امان اللہؒ ابن خیر الدین کشمیریؒ سے تحصیل علم کیا۔ آپ مسائلِ فقہیہ کے استخراج میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔[1] حکومتِ وقت کی طرف سے آپ فتویٰ نویسی کے لیے مقرر کیے گئے تھے اور آپ کو جایداد بھی دی گئی تھی۔ آپ کی فقہ میں ایک کتاب ہے جس کی چار جلدیں ہیں۔ آپ کا ایک رسالہ انوار النبوۃ خصائصِ نبویہ میں ہے۔

آپ نے ۱۱۷۹ھ ۶۶-۱۷۶۵ء ہجری میں وفات پائی۔

(ماخوذ از نزھۃ الخواطر جلد ششم ص۱۹ بحوالہٗ حدائق الحنفیۃ)

---

[1] "عنفوانِ شباب ہی میں کشمیر کے صدر الصدور اکبر یار خان گوجاری (ف ۱۱۵۸ھ/۴۵-۱۷۴۴ء) کی وساطت سے مغل حکمران شاہ عالم بہادر کے دربار میں حاضر ہوئے شاہ عالم نے ان کے علم وفضل سے متاثر ہو کر کشمیر کے منصبِ افتا پر مامور کیا اور جاگیر عطا کی"۔ (محمد اسحٰق بھٹی: فقہائے ہند ۹۶/۵)

اکبر یار خاں مولانا خیر الدین کشمیری کے فرزند تھے اور حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی سے بیعت تھے۔

میر شاہ ابو سعید رائے بریلویؒ

میر شاہ ابو سعید ابن سیّد محمد ضیاء ابن سیّد آیت اللہ ابن سیّد شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ۔ آپ دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبد اللہ امیٹھویؒ سے تحصیل علم کی اور اپنے چچا سیّد محمد صابرؒ ابن سیّد آیت اللہؒ سے بیعت ہوئے جن کو خواجہ محمد معصومؒ کے صاحبزادے خواجہ محمد صدیقؒ سے خلافت حاصل تھی۔ ایک مدت تک ان کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول رہے۔ اپنے والد کے خلیفہ میر محمد یونسؒ سے بھی اپنے آباء کرام کی روحانی نسبت حاصل کی۔ پھر دہلی کا سفر کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے روحانی تعلّق پیدا کر کے اخذِ فیض کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے وصال کے بعد اُن کے ماموں زاد بھائی اور خلیفہ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کی طرف رجوع ہوئے اور اُن سے مابقی سلوک طے کیا۔ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ آپ کو ایک خلافت نامہ دیا جس میں تحریر ہے کہ "حضرت شاہ صاحبؒ کے فیضِ توجّہ سے ان کو وہ احوال و آثار ظاہر ہو چکے تھے جو صوفیہ کے نزدیک انتہائی درجے کے ہیں۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ہو گیا تو انھوں نے قصد کیا کہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ وغیرہا طُرق کے مابقی اشغال فقیر سے حاصل کریں۔ جب میں نے اُن کو اِس کا شائق پایا تو اُن کے مقصد کو پورا کیا اور اس راہ میں اُن کے کمال کا مشاہدہ کر کے اجازت دی۔ جس طرح مجھے میرے شیخ معظم

(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) نیز میرے والد ماجد شیخ عُبید اللہ پھلتیؒ نے مجھے اجازت دی تھی۔ میں نے ان کو اس کی بھی اجازت دی کہ بعد مطالعہ شروح تفسیر و حدیث اور فقہ و تصوف وغیرہ کا درس بھی دیں''۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۳۰۔محرم ۱۱۷۶ھ (۲۱۔ اگست ۱۷۶۲ء) کو فوت ہوئے اس وقت خاندانِ علم الٰہی میں سے سیّد نعمان اُن کے پاس تھے انہوں نے سیّد ابو سعید کو یہ حزن افزا خبر مندرجۂ ذیل الفاظ میں پہنچائی :

''حضرت صاحب قُدّس سرّہٗ آپ سے بہت خوشنود تھے اور آپکے حال پر اُن کی توجہات عالیات بیان میں نہیں آسکتیں۔ اکثر اوقات آپ کے حالات دریافت فرماتے رہتے تھے .... شاید آپسے آخری ملاقات کی آرزو تھی۔ ایک مرتبہ فرمایا سید ابو سعید آنے کا ارادہ کیے ہوئے تھے، جلد پہنچ جائیں تو بہت اچھا ہو''۔ (محمد اسحٰق بھٹی : فقہائے ہند جلد پنجم ص ۸۹۔۹۰)

علاوہ کمالِ علم ظاہر و باطن میر ابو سعیدؒ جلیل الوقار، کریم النفس اور مہمان نواز بزرگ تھے۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ۔ ۱۸ جون ۱۷۷۳ء کو مکہ معظمہ پہونچے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، وہاں چھ ماہ اقامت کی، اور شیخ ابو الحسن سندھی الصغیرؒ کے حلقۂ درس میں مصابیح کی سماعت کی۔ ایک مرتبہ مواجہ شریف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ آپکے خلیفہ شیخ امین الدین کاکوریؒ نے اپنے رسالے میں لکھا ہے کہ خود حضرت شاہ ابو سعیدؒ فرماتے تھے کہ میں نے مدینہ منوّرہ میں اپنی ظاھری آنکھوں سے آقائے نامدار حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی ہے۔

بعدہٗ مکہ معظّمہ واپس آئے اور وہاں جزریہ قاری میر داد انصاریؒ سے پڑھی۔ تجوید کے یہی استاد معرفت و سلوک میں آپ کے خلیفہ ہوئے۔ ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء ہجری میں ہندوستان آئے اور مدراس میں داخل ہوئے وہاں ایک زمانے تک مقبولِ خواص و عوام ہو کر رہے۔ اس علاقے کے غربا، و رؤسا نے آپسے آخرت کا نفع حاصل کیا۔

آپ کے جلیل القدر خلفا، میں میر عبد السلام بدخشانی، قاری شیخ میر داد انصاری مکی[۱]، مولانا جمال الدین بن محمد صدیق قطب، مولانا عبد اللہ آفندی شیخ عبد اللطیف حسینی مصری، حاجی امین الدین بن حمید الدین کاکوری اور شاہ عبد القادر خالص پوری مشہور اور ممتاز ہیں۔

آپ نے ۹/ رمضان المبارک ۱۱۹۳ھ ۲۰ ستمبر ۱۷۷۹ء میں وفات پائی اور تکیۂ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں مدفون ہوئے۔ پس ماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک بیٹی سید احمد شہید کی والدہ ماجدہ ہیں۔

بیٹوں میں سید ابو اللیث سفر حج سے واپسی پر گوریال بندر میں بیمار ہوئے اور وفات پائی وہیں مدفون ہوئے۔

---

[۱] فقہائے ہند ۵/ ۹۰ میں ان کا نام محمد مراد انصاری لکھا ہے۔

(ماخوذ از نزہتہ الخواطر جلد ششم و سیرت سید احمد شہید جلد اول طبع چہارم و مجموعہ نوادر قلمی نزد مولانا سید محمد میاں حسنی مدیر البعث لکھنؤ)

نیز فقہائے ہند جلد پنجم ص ۸۹ - ۹۰

شاہ اہل اللہ پھلتیؒ

الشیخ الکبیر اہل اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہہ الدین العمری الحنفی البھلتیؒ ـــــــ

آپ حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ کی زوجہ ثانیہ کے بطن سے تھے۔ ۱۱۱۹ ہجری میں پھلت میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجدؒ اور بڑے بھائی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے اخذ علم دین کیا اور طب میں بھی ملکہ حاصل کیا۔ بائیس سال کی عمر میں والد ماجد سے بیعت ہوئے[1] اور اشغال طریقہ اخذ کیے۔ اسی زمانے میں آپ نے مکاتیب حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ کا ایک مجموعہ انفاسِ رحیمیہ کے نام سے مرتب کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے جب پہلی بار سفر حرمین شریفین کا ارادہ کیا (۱۱۴۳ھ) آپ کو دستار خلافت اور اجازت بیعت عطا کی اور والد ماجدؒ کا جانشین مقرر کیا تھا۔

تحصیل علوم سے فراغت کے بعد شاہ اہل اللہؒ نے باقاعدہ مطب کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے پھلت میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ کی کئی تصنیفات و تالیفات ہیں۔ ان میں انفاسِ رحیمیہ، ہدایۃ الفقہ، مختصر تفسیر قرآن۔[2]

---

[1] القول الجلی ص ۵۴۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ سال کی عمر میں بیعت ہوئے تھے۔

[2] ''ایک رسالہ لغات القرآن مشتمل بر شرح غریب قرآنی اور بعض توجیہات ضروریہ و بعض آیات مختصر اور کافی کے متعلق تحریر فرمایا'' (القول الجلی اردو ترجمہ ص ۵۴۱)

چہار باب (در فقہ وعقائد وعبادات واذکار ونصائح وحکم ضروریہ) تکملۂ ہندیہ (علم طب) مشہور ہیں۔
"موجز القانون" میں بعض ضروری مسائل جو مصنّف سے رہ گئے تھے اضافہ کرکے رسالہ پورا کیا۔"
شعر وشاعری کا بھی ذوق تھا، نثر بھی اچھی لکھتے تھے۔ ایک قصیدہ فارسی زبان میں مشتمل
بر ـــ ـــ ـــ بیان معجزات نظم فرمایا اور دوسرا رسالہ عقائد منظوم لکھا۔ [القول الجلی ۱۹۱۵]
شاہ اہل اللہ پھلتیؒ نے ۱۱۸۷ھ ہجری میں وفات پائی جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز
دہلویؒ کے ایک مکتوب گرامی محررہ ۱۱۸۸ھ ہجری سے مفہوم ہوتا ہے۔ آپ کا مزار پھلت کی درگاہ
کے احاطہ کے باہر ہے۔

(نزہۃ الخواطر جلد ۶ نیز شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان مؤلفہ حکیم محمود احمد برکاتی لاہور)

شیخ جار اللہ پنجابیؒ

شیخ جار اللہؒ (پنجابی) بن عبد الرحیم لاہوری ثم مدنیؒ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے شیخ جار اللہؒ کو ۱۱۷۳ھ/۶۰-۱۷۵۹ء میں سندِ اجازت دی تھی۔

مرزا مظہر جانِ جاناں رح دہلوی

الشیخ الامام العالم المحدث الفقیہ الزاہد شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں بن مرزا جان (ف ۱۱۳۰ھ/۱۸-۱۷۱۷ء) بن عبد السبحان بن محمد امان العلوی الدہلوی ــــــ

آپ کا نسب محمد بن الحنفیہ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے[۱] آپ ۱۱۱۱ھ (مارچ ۱۷۰۰ء) یا ۱۱۱۳ھ میں ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۱۰ فروری ۱۷۰۲ء بعہد اورنگ زیب عالمگیر علاقہ کالا باغ مالوہ میں پیدا ہوئے[۲]۔ ہوش سنبھالا تو اپنے والد سے فارسی کی تعلیم حاصل کی اور قاری عبد الرسول دہلوی رح تلمیذ شیخ القراء عبد الخالق مصری رح سے قرآن شریف پڑھا۔ اس کے بعد کمالات علمی کو جمع کیا اور شیخ محمد افضل سیالکوٹی رح (ف ۱۱۴۶ھ/۳۴-۱۷۳۳ء) سے مُطوّلات اور حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کی ۱۸ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد ماجد رح نے وفات پائی۔ آپ پہلے حضرت شیخ نور محمد بدایونی رح (۱۱ ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ/۱۳-۱۲ اگست ۱۷۲۳ء) سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

---

[۱] مرزا صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت علی تک ۲۶ واسطے ہیں۔ سرو آزاد میں ۲۸ واسطے لکھے ہیں اور یہ حالات بھی خود مرزا صاحب نے لکھ کر بھیجے تھے۔ (ن ا ف)

[۲] از روئے تقویم ۱۱۱۳ھ قرین صحت ہے۔ اور مرزا صاحب کے خود نوشت حالات میں بھی ۱۱۱۳ھ ہی ہے (ن ا ف)

میں بیعت ہوئے اور مدت تک ان کی صحبت میں رہ کر اجازت و خلافت حاصل کی (۱۱۳۵ھ / ۲۴-۱۷۲۳ء) پھر حضرت شیخ سعد اللہ دہلویؒ کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد شیخ محمد عابد سُنامی کی خدمت میں بھی کچھ عرصہ رہے۔ جب شیخ محمد عابد سنامی کی وفات ہوگئی تو آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے (۱۱۵۵ھ / ۴۲-۱۷۴۱ء) تیس سال تک آپ نے مشائخ کی صحبت اٹھائی اور ان سے فیض حاصل کیا، اور ۳۵ سال مسندِ مشیخت پر فائز رہ کر تشنگانِ معرفت کو سیراب کیا۔

آپ نہایت لطیف الطبع، متبعِ سنت اور صاحبِ زہد و ورع تھے۔ آپ نے مدت العمر اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا، ہمیشہ مکانِ مستعار یا کرایہ کے مکان میں رہے۔ آپ نذرانے قبول نہیں کرتے تھے مگر چند شرائط کے ساتھ۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اُن لوگوں سے نذرانہ قبول کرتا ہوں جو اُس کو اخلاص و احتیاط کے ساتھ لے کر آئیں۔ میں اغنیاء سے بھی ہدایا قبول نہیں کرتا اس لیے کہ اُن کے ہدایا بہت کم شبہ سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر اُن میں حقوق العباد لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ مقاماتِ مظہریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اپنے وزیر قمر الدین خان کو مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا اور اُن کے ذریعہ یہ بات کہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک بڑا ملک عطا کیا ہے، لہٰذا آپ جو چاہیں مجھ سے حاصل کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنیا قلیل (اے رسول آپ کہہ دیجیے کہ دنیا کا مال و دولت کم ہے (سورۃ النساء: ۷۷) جب ہفتم اقلیم کے مال و متاع اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قلیل ہیں تو پھر تمہارے پاس جو ایک چھوٹے سے ملک کی متاع ہے وہ کس شمار میں ہے؟ فقراء اِس قلیل مال و متاع کو لے کر اُمراء کے سامنے ذلیل و خوار نہیں ہوتے ہیں۔

مقاماتِ مظہریہ میں یہ بھی ہے کہ نظام الملک تیس ہزار روپیہ لیکر آیا تو آپ نے اس روپے کو قبول نہیں کیا۔ نظام الملک نے عرض کیا کہ اگر آپ کو ان روپیوں کی حاجت نہیں ہے تو انہیں رکھ لیجیے، اور مساکین و غربائیران کو تقسیم کر دیجیے۔ جواباً آپ نے فرمایا کہ میں آپ کا امین نہیں

ہوں۔ اگر آپ انہیں غربا۔ ومساکین پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو میرے گھر سے باہر جا کر اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دیجیے۔

مولانا محسن بن یحییٰ ترہتی نے الیانع الجنی میں تحریر کیا ہے کہ آپ فضائلِ کثیرہ کے حامل تھے اور اتباعِ سنت اور قوتِ کشفیہ میں ایک شانِ عظیم رکھتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے مکتوب میں آپ کو قیمِ طریقۂ احمدیہ مجددیہ کا لقب دیا ہے۔

آپ فارسی اور اردو کے شاعر تھے اور آپ کے مکاتیب بھی ہیں۔ فارسی اشعار کا ایک دیوان شائع ہو چکا ہے۔ آپ کا ایک رسالہ خریطۂ جواہر ہے جس میں شعرائے متقدمین کے منتخب کلام کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ بھی دیوان کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

آپ ۱۰ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ (۶ جنوری ۱۷۸۱ء) کو شہید کیے گئے اور دہلی میں اپنی خانقاہ کے ایک گوشے میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تاریخ وفات عاشَ حمیداً ماتَ شہیداً سے برآمد ہوتی ہے۔

۱۱ ھ ۹۵

شہزادۂ عالی گہر شاہ عالم

مغل بادشاہ عزیز الدین عالم گیر ثانی شہیدؒ (متوفی ۱۱۷۳ھ) کے فرزند اکبر تھے۔ مرزا عبداللہ نام تھا۔ اپنے القاب عالی گہر (جو ۱۶/ اگست ۱۷۵۴ء کو ملا تھا) اور شاہ عالم (جو ۲۴/ اپریل ۱۷۵۶ء کو ملا تھا) سے مشہور ہوئے۔ اپنے والد کی زندگی ہی میں کافی عرصے تک عسرت اور پریشانی کے عالم میں گھومتے پھرتے رہے۔ احمد شاہ ابدالیؒ نے اپنے پانچویں حملے (۱۱۷۱ھ/ ۱۷۵۷ء) کے بعد نائب سلطنت مقرر کیا۔ پہلے علاقہ پورب (بنارس) میں تخت نشین ہوئے اس کے بعد موروثی تخت گاہ شاہجہاں آباد کی طرف متوجہ ہوئے۔ سال جلوس ۴/ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ (مطابق ۲۴ دسمبر ۱۷۵۹ء) ہے۔ ۲۷/ رمضان المبارک ۱۲۲۱ھ ہجری ۸ دسمبر ۱۸۰۶ء کو نوے سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔

(جدولِ اسامیِ سلاطین تیموریہ (مخطوطہ) قلمی محررہ محمد علی بن سید برخوردار علی حسینی امروہوی ۱۲۷۲ھ ہجری ــــ ۵۶ ــ ۱۷۵۵ء)

شرف الدین محمد عرف سیّدی بڈھن

علامہ شرف الدین محمد حسینی مودودی دہلوی المعروف بہ سیّدی بڈھن ؒ ــــــ

آپ علمائے محققین میں سے تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خدمت میں ایک عرصے تک رہ کر تحصیلِ علم اور اخذِ فیض کیا۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ سے بیعت ہوئے۔ سپاہیانہ وضع سے رہتے تھے مگر صوفیانہ اصطلاحوں کو خوب سمجھتے تھے بلکہ خود صوفیِ صافی تھے۔ آپ کی حقائق و معارف میں کئی تصنیفات ہیں جن میں ایک القول الفصل فی إرجاع الفرع إلی الأصل بھی ہے جس میں شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے نظریۂ توحید کے مکشوفات کی باہم تطبیق کی ہے۔ جیسا کہ خود حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مکتوب مدنی میں دونوں نظریوں میں باہم تطبیق کی ہے۔

مذکورہ کتاب کو مولانا شرف الدین محمدؒ نے ۱۱۶۳ھ ؍ ۱۷۵۰ء ہجری میں تصنیف کیا۔ آپ نے ھوامع مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پر تعلیقات بھی تحریر کی ہیں۔ الوسیلہ الی اللہ بھی آپ کی ایک کتاب ہے۔ اس کا اقتباس القول الجلی میں دیا گیا ہے۔ ایک رسالہ نقاوۃ التصوّف عقائد کے اہم مسائل پر مشتمل لکھا۔ اس کی تقریظ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تحریر فرمائی جو القول الجلی میں نقل ہوئی ہے۔

(نزھۃ الخواطر جلد ششم) القول الجلی (اردو) ۶۳۰

مولانا شیخ عمر پشاوریؒ

مولانا شیخ محمد عمر پشاوریؒ (چمکنی) ابن ابراہیم خان ابن قادر خان ملقب بہ کلا خان بارہویں صدی ہجری میں صوبہ سرحد کے عظیم المرتبت بزرگوں میں سے تھے۔ پشاور کے قریب ایک موضع چمکنی میں سکونت کی مناسبت سے میاں صاحب چمکنی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ صفر ۱۰۸۴ھ ہجری مئی ۱۶۷۳ء بروز جمعہ فرید آباد (علاقہ لاہور) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا کلا خان اپنے زمانے کے مشہور بزرگ اور قبائلی سردار تھے۔ انتشار و انقلاب زمانہ سے بددل ہو کر لاہور آئے اور فرید آباد میں سکونت پذیر ہو گئے یہاں خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوئی جس سے محمد ابراہیم خان پیدا ہوئے۔ کلا خان، ابراہیم خان کو ساتھ لے کر اہل قبیلہ سے ملاقات کے لیے اپنے وطن مالوف باجوڑ گئے ہوئے تھے کہ راستہ میں شہید کر دیے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ابراہیم خان کچھ عرصہ باجوڑ میں قیام کر کے پھر فرید آباد واپس آئے۔ اُسی زمانے میں سعید خاں چغہ خیل بھی چمکنی سے ترکِ وطن کر کے فرید آباد آ گئے تھے۔ ان کی لڑکی سے ابراہیم خان کی شادی ہوئی اور مولانا محمد عمر، محمد موسیٰ اور محمد عیسیٰ پیدا ہوئے۔ ابراہیم خان کے انتقال کے بعد سعید خان جو اس وقت پشاور واپس آ چکے تھے فرید آباد سے اپنی لڑکی اور نواسوں کو چمکنی لے آئے۔ اس کے بعد مولانا محمد عمر مستقل طور پر چمکنی میں رہنے لگے۔

فرید آباد میں ۸۰ سال کی عمر تک قیام کے زمانے میں آپ نے صرف چند پارے قرآن مجید کے پڑھے تھے۔ پھر چمکنی ہی میں اپنی والدہ اور نانا کے زیرِ تربیت رہے۔ آپ نے مولانا محمد فاضل پائینی، شیخ فرید اکبر پوری، مولانا حاجی محمد امین پشاوری، مولانا حافظ سید عبدالغفور نقشبندی، مولانا محمد یونس اور دریا خان سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ آپ اپنا اکثر وقت علماء و صلحاء کی صحبت میں گذارتے تھے۔ ابتداء ہی سے آپ کو سلوک و طریقت کا شوق غالب تھا چنانچہ آپ نے حضرت شیخ سعدی لاہوری سے روحانی فیض حاصل کیا، اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ اٹک جی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حاصل کی۔ اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد چمکنی میں مسندِ ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور تادم آخر دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کی خانقاہ کو بارہویں صدی ہجری میں ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی خدمت میں بڑے بڑے سلاطین اور امراء حاضر ہوتے تھے۔ احمد شاہ درانی بھی آپ کا عقیدتمند تھا اس نے ہندوستان لشکر کشی کرتے وقت آپ کی خانقاہ سے امداد اور ہدایت حاصل کی تھی، اور آپ کے اکثر مرید اس کے لشکر میں شامل تھے۔ پانی پت کی آخری جنگ میں تو آپ کے ساڑھے سترہ ہزار مرید مجاہدانہ شریک ہوئے تھے۔

چمکنی کی اس خانقاہ کی ایک معقول جائداد تھی جس کی آمدنی مجاہدین، علماء، طلباء، غرباء و مساکین، اسلامی مدارس اور طالبانِ راہ طریقت کی مہمان نوازی پر خرچ ہوتی تھی مولانا محمد عمر چمکنی کو علم تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور تاریخ میں کامل دستگاہ حاصل تھی اور آپ اور آپ اپنے زمانے کے ایک ممتاز مناظر بھی تھے۔ آپ نے عربی، فارسی اور پشتو زبانوں میں نظم و نثر میں کئی کتابیں لکھیں جن میں المعانی، شمس الہدیٰ ظواہر السرائر، توضیح المعانی اللاٰلی علی نہج قواتی الامالی، شمائل نبوی صلعم، دپشتو نسب نامہ وغیرہ مشہور اور دستیاب ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے اور آپ نے عربی فارسی اور پشتو میں اشعار کہے ہیں۔

مولانا شیخ محمد عمر پشاوری نے رجب ۱۱۹۰ھ اگست ۱۷۷۶ء بروز جمعرات تقریباً

سّو سال کی عمر میں وفات پائی۔ تیمور شاہ درانی کے درباری منشی نے قطعہ وفات تحریر کیا جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

شیخِ آفاق محمد عمر آں عارفِ حق ٭ بود چوں مردمکِ دیدہ عزیزِ مردم

آپ کا مزار چمکنی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

(ماخوذ از تذکرۂ صوفیائے سرحد مؤلفہ اعجاز الحق قدوسی و حیات و آثار میاں محمد عمر چمکنی رح، مضمون از ڈاکٹر مولانا محمد حنیف پروفیسر شعبۂ دینیات اسلامیہ کالج پشاور مطبوعہ رسالہ الحق اکوڑہ خٹک شمارہ ۸ بابتہ رجب ۱۴۰۱ھ و شمارہ ۹ بابتہ شعبان ۱۴۰۱ھ مطابق مئی و جون ۱۹۸۱ء)

شیخ محمد دہلویؒ فرزند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

الشیخ العالم المحدث محمد بن ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلویؒ ______

آپ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی کی زوجۂ اولیٰ کے بطن سے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ اپنے والد بزرگوارؒ سے مکمل تعلیم حاصل کی، اور اُن کے انتقال کے بعد قصبہ بوڈھانہ ضلع مظفر نگر میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ نے ۱۲۰۸ سنہ ۱۷۹۳-۹۴ء ہجری میں بوڈھانہ میں انتقال کیا اور جامع مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔

(ماخوذ از نزہتہ الخواطر جلد ہفتم)

مولانا عبدالقادر جونپوریؒ

مولانا عبدالقادر ابن خیرالدین عمادی جون پوریؒ، جون پور کے ایک مشہور عالم تھے ۱۱۴۰ھ ۲۸-۱۷۲۷ء ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سید محمد عسکری جونپوریؒ سے حاصل کی پھر پھلواری کا سفر کیا اور شیخ وحید الحقؒ ابن وجیہہ الحق پھلوارویؒ کی خدمت میں ایک عرصے تک رہ کر اخذ علوم کیا۔ پھلواری سے واپس ہو کر مولانا شیخ حقانی امیٹھویؒ کی خدمت میں پہونچے اور تمام کتب درسیہ پڑھیں۔ غالباً ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں تحصیل علم کی اور علوم متعارفہ سے فراغت پاکر کلکتہ چلے گئے جہاں علوم مغربیہ بھی حاصل کیے۔ چند سال کلکتہ میں قیام کر کے وطن واپس ہوئے اور شیخ باسط علی حسینی الہ آبادیؒ سے طریقت کو حاصل کیا۔

آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں آپ کی نظم و نثر کے اعلیٰ ادبی نمونے ملتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے عربی زبان میں آپ کی مراسلت ہوئی ہے۔ جون پور نامہ مؤلفہ مولوی خیرالدین محمد الہ آبادیؒ میں آپ کی دس تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تذکرہ مشاہیر جونپور مؤلفہ سید نورالدین زیدی ظفر آبادی جونپوری میں ہے کہ آپنے بوستان سعدی کا نظم عربی میں ترجمہ کیا تھا۔ آپنے ۱۲۰۲ھ ۸۸-۱۷۸۷ء ہجری میں سوگھر پور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

(ماخوذ از جون پور نامہ، تذکرہ مشاہیر جون پور و نزھۃ الخواطر جلد ہفتم)

نواب عبدالمجید خاں مجدالدّولہ

نواب عبدالمجید خاں مجدالدّولہ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ ترکِ وطن کر کے دہلی آ گئے تھے۔ کچھ دنوں عنایت اللہ خاں[1] (متوفی ۱۱۳۹ھ/۲۸-۲۷ء) کے ساتھ رہے۔ پھر ان کے انتقال کے بعد اعتماد الدولہ قمر الدین خاں (متوفی ۱۱۶۱ھ/۴۸ء) کے ساتھ رہنے لگے اور شاہی نوکری کر لی تھی۔ نادر شاہ کے واقعہ کے بعد (۳۹-۱۷۳۹ء) عہد محمد شاہ میں علم اور نوبت، فیل اور پالکی کے اعزاز اور ہفت ہزاری منصب پر فائز ہوئے اور مجدالدولہ بہادر بہرام جنگ کا خطاب پایا دیوان تن و خالصہ شریفہ کی خدمات متعلق ہوئیں[2]۔ پھر احمد شاہ پسر محمد شاہ کے عہد میں بخشی کے عہدے پر

[1] یہ وہی عنایت اللہ خاں ہیں جنھوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے رقعات کا مجموعہ کلمات طیبات کے نام سے مرتب کیا تھا۔

[2] محمد شفیع خاں ناصر الدّولہ (متوفی ۲۵ شوال ۱۱۹۷ھ/۲۳ ستمبر ۱۷۸۳ء) کے قتل کے بعد افراسیاب خاں دوبارہ برسرِ اقتدار آیا اور عبدالاحد خاں کو مجدالدّولہ بہرام جنگ سابقہ خطابات کے علاوہ اب شرف الدّولہ عمدۃ الملک مدار الملک عبدالمجید خاں بہادر فتح جنگ کے خطابات ملے (۱۰ نومبر ۱۷۸۳ء) ۹ ہزار ذات ۹ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ منصب ملا تھا۔ ۱۷۸۴ء میں عبدالاحد خاں کو علی گڑھ کے قلعہ میں قید کر دیا گیا تھا (سرکار: زوالِ سلطنت مغلیہ جلد ۳ ص ۱۸۳)۔ مآثر الامراء کی تالیف کے وقت وہ قید میں تھا۔ ذکاءاللہ دہلوی نے اُس کا سالِ وفات ۱۲۰۸ھ بتایا ہے۔ (تاریخ ہندوستان ۹/۲۲۱-۲۳۱ بحوالہ محمد ایوب قادری)

بھی فائز رہے۔ یہ میر محمد سلطان رضوی کے داماد تھے۔ ان کے تین بیٹیاں اور چار بیٹے تھے۔ بیٹوں کے نام محمد پرست خان، امجد الدولہ میر احمد خان، مجد الدولہ عبد الاحد خان فتح جنگ، امیر الدولہ محمد اکبر خان ہیں۔

مفتاح التواریخ میں سنہ ۱۱۶۵/۱۷۵۱ ہجری سال وفات دیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ کتب خانہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں اخبار الاخیار کا ایک نسخہ ہے جو نواب عبد المجید خان مجد الدولہ کے ایماء سے سنہ ۱۱۷۹/۱۷۶۵-۶۶ ہجری میں لکھا گیا ہے۔ اس لیے صحیح تاریخ وفات تحقیق طلب ہے۔

[نور القلوب ملفوظاتِ شاہ آبادانی سیالکوٹی

مؤلفہ سید امجد علی خان از اولادِ عبد الاحد خاں

سال تالیف ۱۲۲۶ھ (قلمی) ذخیرہ نثار احمد فاروقی]

شاہ عبید اللہ پھلتی رح

الشیخ الصالح عبید اللہ بن شیخ محمد بن محمد عاقل بن ابوالفضل پھلتی ـــــــــــ

آپ پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے اخذ علم کیا۔ اپنے صاحبزادے شاہ محمد عاشق پھلتی اور اپنے بھانجے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کے ساتھ ۱۱۴۳ھ (۱۷۲۹-۳۰ء) ہجری میں حجاز کا سفر کیا اور دو بار حج و زیارت کی سعادت حاصل کی نو ۹ ماہ مکہ معظمہ میں اور چار ماہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے دوران قیام ماہ رمضان آیا تو بیت اللہ میں اعتکاف کیا اور قیام مکہ میں کتب حدیث مثل صحاح ستہ و مؤطا و دارمی اور شفائے قاضی عیاض کا مطالعہ کرتے رہے۔ آپنے حدیث کی سند شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی رح اور دوسرے اُن علماء سے حاصل کی جو حضرت شاہ ولی اللہ رح کے بھی شیوخ تھے۔ ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۱-۳۲ء) ہجری میں آپ ہندوستان واپس آئے۔ تحصیل علوم کے بعد اشغال طریقت میں مشغول ہوئے اور متعدد چلے کھینچے۔ درس و تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد اُن کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے دہلی آکر حضرت شاہ عبدالرحیم رح سے بھی تجدید بیعت کی اور ایک سال تک ان کی خانقاہ میں مقیم رہ کر فیوضِ باطنی حاصل کئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم نے انہیں خلافت نامہ عطا فرمایا جو "القول الجلی" میں نقل ہوا ہے اس میں طریقہ ہائے قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ میں بیعت لینے کی اجازت کے علاوہ درس حدیث و تفسیر کی اجازت بھی دی گئی ہے حضرت شاہ محمد عاشق نے لکھا ہے: "حضرت قبلہ کو اللہ تعالیٰ

نے لباسِ جبروت عطا فرمایا جس کے رعب و ہیبت سے کسی کو آپ کے سامنے بجز ادب و تعظیم کے مجالِ سخن نہیں ہے اور نہ ہر شخص آپ کے روبرو بے جھجک بات کر سکتا ہے۔" (ص ۴۰۳) القول الجلی کی تالیف کے وقت شیخ عبید اللہ قیدِ حیات میں تھے۔

شاہ محمد عاشق نے لکھا ہے: "اس دور میں عبادت و ریاضات میں متقدمین مشائخ کی یادگار ہیں۔ تقریباً چالیس سال سے باوجود ضعف و نقاہت کے بجز ایامِ ممنوعہ افطار نہیں فرماتے وہ بھی قطرۂ آب سے۔ اور خواہ سفر ہو یا حضر، صحت کی حالت ہو یا بیماری کی۔ قیامِ لیل کبھی فوت نہیں ہوتا اور اوقات کو منضبط و معمور رکھنے کے بہت پابند ہیں ایسا کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ اُن کا وقت یا تو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کی تدریس میں صرف ہوتا ہے یا اوراد و وظائف میں۔ لیکن اوقاتِ مراقبہ میں اِن سے کوئی فتور نہیں پڑتا۔ عام مجلسوں میں بھی خلوت در انجمن کے شغل کے پابند ہیں کہ باوجود آیند و رَوند کی کثرت کے مذکورہ اُمور پر مکمل پابندی اور پورا اہتمام رکھتے ہیں اور اسی ضمن میں لوگوں کے مطالب و مقاصد بھی ادا فرماتے ہیں اور بیشتر اوقات ساکت و صامت رہتے ہیں۔ اگر بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو بہت مختصر بات کرتے ہیں، اور کبھی کبھی تصوف کا درس مثل فصوص شیخ اکبرؒ اور مثنوی مولانا رومؒ بھی دیتے ہیں اور حقائق و معارف اور وحدت الوجود کے بیان میں محققانہ ذوق و مذاق رکھتے ہیں ایسا کہ توحید وجودی اور توحید شہودی میں کوئی مخالفت نہیں رہتی ہے اور خلافِ شرع صوفیوں سے نفرت عظیم رکھتے ہیں۔" (ص ۴۰۶) آپ کے صاحبزادے شاہ محمد عاشق پھلتیؒ نے آپ سے اخذ فیض کیا۔ ۱۲ شوال ۱۱۶۲ھ شب جمعہ (۲۶ ستمبر ۱۷۴۹ء) میں آپ نے وفات پائی۔ اور اپنے والد شیخ محمد پھلتی کے جوار میں مدفون ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تعزیت کے لیے دہلی سے تشریف لائے تھے۔

ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد ششم

القول الجلی (اردو ترجمہ) ص ۳۶۹ تا ۵۰۶

خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی کشمیریؒ

الشیخ العالم الکبیر الخواجہ محمد امین الولی اللّٰہی کشمیریؒ ــــــــ

آپ نسلاً کشمیری تھے اور سکونت کے لحاظ سے دہلوی کہلاتے تھے۔ کشمیر سے بہ سلسلۂ تجارت نکلے تو چندے لاہور میں قیام کیا، لاہور سے دہلی آئے اور کاروبار تجارت شروع کیا۔ شیخ محمد زبیر سرہندیؒ کے خلیفہ خواجہ محمد ناصر نقشبندیؒ کی وساطت سے حضرت شاہ ولی اللہؒ کی خدمت میں پہنچے اور شاہ صاحب نے فیوض باطنی سے ایسا مالامال کر دیا کہ انہوں نے کاروبار چھوڑ دیا اور آستانہ مرشد ہی پر رہنے لگے۔

شاہ صاحب سے حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور اُن کی بعض تصانیف کے مسوّدات بڑی محنت اور جاں فشانی سے تیار کیے۔ ان میں مُسوّیٰ، شرح مؤطّا، قرۃ العینین الفوز الکبیر فی اصولِ التفسیر، فتح الخبیر، رسالہ الانصاف فی باب الاختلاف، عقد الجید فی مسائل الاجتہاد والتقلید یہ سب کتابیں خواجہ محمد امین کشمیری کے حسنِ اہتمام سے وجود میں آئیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اُن کی خدمات سے خوش ہو کر فرمایا کہ " میں تم کو اپنے اعضاء کے مثل سمجھتا ہوں "۔

شاہ صاحب نے ان کو اسرار خاصہ پر مشتمل ایک دعا بھی لکھ کر دی تھی جس کا عنوان رکھا:

"اعتصام الأمین بحبل اللہ بذریعة توسل إلی اللہ" اور اپنی تمام تصانیف کی روایت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شاہ صاحب کی تصنیف رسالہ شفاء القلوب کے اکثر مطالب خواجہ محمد امین کے نام سے ہی منسوب ہیں۔ بلکہ اس کی تالیف صرف اُنہیں کے لیے ہوئی تھی۔

خواجہ محمد امین انشا پردازی میں بھی مہارت رکھتے تھے، انہوں نے ایک رسالہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فضائل ومناقب میں بھی تحریر کیا تھا۔ ایک مثنوی مناجات میں لکھی اس میں حضرت شاہ ولی اللہ کے مناقب بیان کر کے اُنہیں بارگاہ ایزدی میں وسیلہ بنایا ہے۔ اس کے چند اشعار القول الجلی میں نقل ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ اور اجلّہ خلفاء میں سے تھے آپ پہلے شخص تھے جو حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف نسبت کر کے ولی اللّہی کہلائے گئے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے اپنے والد ماجدؒ کی وفات کے بعد آپ سے بھی اخذ علم کیا تھا جیساکہ عُجالۂ نافعہ سے واضح ہوتا ہے۔

آپ کی وفات ۱۱۸۷ھ میں ہوئی جیساکہ حضرت شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے ایک مکتوب گرامی سے مفہوم ہوتا ہے۔

(نزہۃ الخواطر جلد ششم و القول الجلی اردو ترجمہ)

شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کُردی مدنیؒ

شیخ ابوطاہر محمدؒ ابتدا ہی سے علم و علماء کی طرف رغبت رکھتے تھے۔ اپنے والد ماجد شیخ ابراہیمؒ سے خرقہ پہنا تھا جنہوں نے بہت سے بزرگوں سے اجازت حاصل کی تھی۔ آپ نے سیّد احمد ادریس مغربیؒ سے کتب عربیہ پڑھیں۔ فقہ شافعی شیخ علی طربولی مصری سے اور علم معقول منجم باشی رومیؒ سے اور علم حدیث اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ پھر شیخ حسن عجمیؒ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔ بعض کتابیں شیخ احمد نخلیؒ اور شیخ عبداللہ بصریؒ سے بھی پڑھیں۔ آپ حرمین شریفین میں وارد ہونے والے علماء سے بھی مستفیض ہوئے۔ شیخ عبداللہ لاہوریؒ سے ملّا عبدالحکیم سیالکوٹی کی کتابیں روایت کیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتابیں بھی بتوسط شیخ عبداللہ لاہوریؒ ملّا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ سے روایت کیں۔ ملّا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ نے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتابوں کی روایت کی اجازت لی تھی۔ آپ نے شیخ سعید کوکنیؒ سے بھی بعض کتب عربیہ اور فتح الباری کا چوتھائی حصہ پڑھا۔

شیخ ابوطاہر محمدؒ سلف صالحین کی زندگی کا سچا نمونہ تھے اور زہد و ورع، طاعت و عبادت، اشتغالِ علم اور مناظرے و مذاکرے میں انصاف کے اوصاف سے متصف تھے۔ آپ سے جب کسی مسئلے میں رجوع کیا جاتا تو کتابوں کا تتبع کر کے پورے غور و تامل کے بعد جواب دیتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے مکہ معظمہ میں قیام کے دوران اُن سے بخاری شریف اور مُسندِ دارمی پڑھ کر سند و اجازت لی اس درس میں شاہ محمد عاشق بھی شریک تھے اور انہیں بھی اجازت عطا ہوئی۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ احادیثِ رقاق (رقت پیدا کرنے والی حدیثیں) پڑھتے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ لباس میں کوئی تکلف نہ تھا۔ اپنے شاگردوں، خادموں اور غیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے۔ ایک دن احوال صوفیہ کے بارے میں گفتگو پر، اور بعض صوفیہ ایک دوسرے پر جو تنقید کرتے ہیں اور یہ تنقید ان کے تابعین کے اندر بھی سرایت کرجاتی ہے، اس پر بات چلی۔ شیخ ابوطاہرؒ نے فرمایا کہ میں انکارِ صوفیہ سے بہت ڈرتا ہوں اگرچہ میرے اسلاف میں سے بعض نے بعض صوفیہ پر تنقیدیں کی ہیں، لیکن میں ان صوفیہ سے کبیدہ خاطر نہیں ہوں۔

حضرت شاہ صاحبؒ جب استاذ مکرم سے رخصت ہوتے وقت ملنے کے لیے گئے تو یہ شعر پڑھا ؎

نسيت كل طريق كنتُ أعرفه
إلاّ طريقاً يُؤدّيني لربعِكُم

ترجمہ: میں وہ سارے راستے بھول گیا جن کو میں پہلے جانتا تھا، مگر وہ راستہ نہیں بھولا جو آپ کی گھر کی طرف لے جاتا ہے۔

اِس شعر کو سنتے ہی حضرت شیخ ابوطاہر محمدؒ پر گریہ غالب آگیا اور نہایت متاثر ہوئے۔

حضرت شیخ ابوطاہر محمدؒ نے رمضان المبارک ۱۱۴۵ھ ہجری فروری ۱۷۳۳ء مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(ماخوذ از انسان العین فی مشایخ الحرمین مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

الشیخ العالم الکبیر المحدث محمد عاشق بن عبید اللہ بن شیخ محمد الصدیقی البھلتی رحـــــــ

آپ پنجشنبہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ (۱۲ مارچ ۱۶۹۹ء) کو پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے "محمد غازی" سے تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی بچپن ہی سے آپ نے علم سے اشتغال رکھا اپنے نانا شیخ عبد الوہاب سے قرآن کریم اور نصاب فارسی کی چند کتابیں پڑھیں پھر دادا شیخ محمد پھلتی سے کسب علم کیا پھر ابتدائی کتب درسیہ معقول و منقول میں شرح مواقف تک اپنے والد ماجد شیخ عبید اللہ پھلتیؒ سے پڑھیں۔ کافیہ اور شرح ملا کا درس اپنے چچا شاہ حسیب اللہ سے لیا۔ حضرت شاہ عبد الرحیم (والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) کی بابرکت صحبت سے بھی بارہا مستفید ہوئے اور مراقبے کے حلقوں میں بیٹھے۔ شاہ عبد الرحیم کے انتقال کے وقت بھی اُن کی خدمت میں موجود تھے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خدمت میں رہ کر بڑی کتابیں جیسے شرح تجرید مع حاشیہ قدیم شمس بازغہ، محکم الاصول وافق المبین، چند جزو صحیح مسلم کے پڑھکر تکمیل کی مکہ معظمہ میں قیام کے دوران تبرکاً تھوڑا سا درس بیضاوی کا بھی لیا۔ آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے ماموں زاد بھائی، برادر نسبتی، شاگرد اور مرید و خلیفہ تھے۔ سفر حرمین سے قبل بیعت کی تھی۔ آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے علوم و معارف اخذ کیے۔ حرمین شریفین

کے سفر (۱۱۴۳ھ؍ ۳۰-۱۷۲۹ء تا ۱۱۴۵ھ؍ ۳۲-۱۷۳۱ء) میں آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے ہمراہ تھے اور وہاں صحیح بخاری و مسند دارمی کے درسِ حدیث میں شریک رہے تھے۔ حرمین میں جو اساتذہ حضرت شاہ صاحب کے تھے وہی آپ کے بھی تھے۔ حضرت شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کُردی مدنیؒ نے شاہ صاحبؒ کے ساتھ شاہ محمد عاشق کو بھی اجازت حدیث عطا فرمائی تھی۔ شاہ صاحب کے تلامذہ، خلفاء، اور مسترشدین میں شاہ محمد عاشق کی حیثیت سب میں ممتاز ہے۔ آپ شاہ صاحبؒ کے صاحب السّر بھی تھے تقریباً سات بار حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ساتھ اعتکاف اور چلّوں میں شریک رہے حضرت شیخ ابو طاہر کُردیؒ نے اپنے اجازت نامے میں آپ کی اس امتیازی خصوصیت کا ذکر کیا ہے اور آپ کو شاہ صاحبؒ کا آئینۂ کمال قرار دیا ہے۔ خود شاہ صاحبؒ نے بھی اپنے عربی اشعار میں آپ کو کمالاتِ عالیہ کی خوشخبری دی ہے۔

شاہ محمد عاشقؒ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ کی اکثر تصنیفات آپ کی تحریک سے لکھی گئیں۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی عظیم الشان تصنیف حجۃ اللہ البالغہ کا انتساب شاہ محمد عاشق ہی کے نام کیا ہے۔ آپ نے شاہ صاحبؒ کی کتابوں کے مسوّدات کو جمع کیا اور بڑی محنت اور ذوق و شوق سے اُن کی تبییض و ترتیب میں حصّہ لیا۔ یہ کام آپ نے شاہ صاحبؒ کی حیات میں بھی کیا اور بعد کو بھی۔ اِس طرح شاہ صاحبؒ کے علوم آپ کے ذریعہ محفوظ اور اشاعت پذیر ہوئے۔ شاہ محمد عاشق نے تمام رسائل تصوف کو یکجا کر کے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ایک کلّیات بھی مرتّب کی تھی۔ مکتوباتِ ولی اللہیؒ کا یہ اہم مجموعہ بھی شاہ محمد عاشقؒ اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالرحمنؒ کی سعیِ بلیغ اور مسلسل تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے۔ شروع میں شاہ عبدالرحمنؒ، شاہ صاحبؒ کے خطوط و مکاتیب کو جمع کرتے رہے۔ اُن کی وفات کے بعد خود شاہ محمد عاشقؒ نے مکتوبات کی جمع و تدوین کا کام بڑی کاوش اور جانفشانی سے پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔

شاہ محمد عاشق خود بھی صاحب تصنیف تھے انہوں نے اپنی تصانیف میں دِرایات الاسرار،

اور کشف الحجاب عن رموز فاتحۃ الکتاب کا بھی ذکر کیا ہے مگر یہ اب ناپید ہیں۔ فارسی زبان میں ایک رسالہ سبیل الرشاد فن سلوک میں اُن کا شاہکار ہے۔ فارسی ہی ان کی ایک معرکۃ الآرار کتاب القول الجلی واسرار الخفی فی مناقب الولی[1] ہے جس میں انہوں نے شاہ صاحبؒ کے حالات وسوانح اور ملفوظات قلمبند فرمائے ہیں۔ ایک اور کتاب شرح دعاء الاعتصام ہے جو شاہ صاحبؒ کی تالیف دعاء الاعتصام کی شرح ہے، اور حقائق ومعارف کے بیان میں ہے۔ آپ نے شاہ صاحبؒ کی تالیفات مسوّیٰ ومصفّٰی کو بھی مرتب ومدوّن کیا ہے۔

شاہ محمد عاشقؒ سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ، حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور حضرت شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلویؒ جیسے باکمال مشائخ اور علماء اور ایک خلق کثیر نے اخذِ فیض کیا ہے۔

شاہ محمد عاشقؒ کی وفات غالباً ۱۱۸۷ھ میں ہوئی جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے ایک مکتوبِ گرامی سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا مزار پھلت (ضلع مظفر نگر، اتر پردیش) میں ہے۔

(ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد ششم)
والقول الجلی (اردو ترجمہ)

---

[1] اس کا ایک قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۲۲۹ھ خانقاہ انوریہ کاکوری میں محفوظ ہے، دوسرا ناقص نسخہ کتب خانہ خدا بخش پٹنہ میں ہے۔ القول الجلی کا اردو ترجمہ حافظ تقی انور صاحب علوی نے کیا ہے اور یہ ۱۹۸۸ء میں شائع ہوگیا ہے۔ مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے فارسی متن کا عکس کتابی صورت میں چھاپ دیا ہے (۱۹۸۹ء)

بابا محمد عثمان کشمیریؒ

آپ کے والد ماجد کا نام شیخ محمد فاروق تھا۔ ملّا سعد الدین صادق وغیرہ علماء کشمیر کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث و فقہ کی اجازت حاصل کی تھی۔

(ماخوذ از تذکرۂ اولیائے کشمیر ص ۱۲۱)

سید شاہ محمد غوث پشاوریؒ

سیّد شاہ محمد غوثؒ بارھویں صدی ہجری میں سلسلۂ قادریہ ایک عظیم الشان بزرگ تھے آپ کے والد ماجد سید حسنؒ اور جد امجد سید عبد اللہؒ نے گیلان سے آکر پشاور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر ۱۹ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیلِ علم کے دوران ہی میں آپ کے اوپر عشقِ الٰہی کا غلبہ ہوا، اور آپ نے اپنے والد سے اس عشق و ذوق کی کیفیت بیان کی۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں تعلیم سے فراغت کے بعد غور کیا جائے گا۔

آپ جس درویش اور سالک کا پتا چلتا اُس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ حافظ سید عبد الغفور نقشبندیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت شیخ یحییٰ (اٹک) اور سید شاہ بھیک چشتی صابریؒ سے بھی آپ نے فیوض باطنی حاصل کیے۔

آخر میں شاہ محمد غوثؒ اپنے والد سید حسنؒ سے بیعت ہو کر چھ سال کی محنت اور ریاضت کے بعد اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اُنھوں نے آپ کو خرقۂ خلافت دیتے وقت وصیت فرمائی کہ محتاجوں، فقیروں اور مسافروں کی خدمت کرنا، لوگوں سے کسی قسم کی امید نہ رکھنا، امیروں کی طرف التجا۔ اور رجوع نہ کرنا، اور جو کچھ بتایا گیا اُس پر اشتغال رکھنا

اور جو کچھ خدا دے اس پر قانع رہنا۔

۲۱/ ذی قعدہ ۱۱۱۵ھ ۲۸ مارچ ۱۷۰۴ء بروز جمعہ آپ کے والد نے انتقال کیا۔ ان کے انتقال کے بعد شاہ محمد غوثؒ نے طلب حق میں ہندستان کے مختلف شہروں کی سیاحت کی اور اثنائے سیاحت متعدد مقامات پر بہت سے بزرگوں سے روحانی استفادہ کیا۔

کتاب اولیائے لاہور مؤلفہ لطیف ملک میں تحریر ہے کہ سلسلۂ قادریہ کے علاوہ آپ کو سلسلۂ چشتیہ اور نقشبندیہ میں بھی اجازت تلقین تھی۔

رسالۂ غوثیہ آپ کی ایک مشہور تصنیف ہے جس کا ترجمہ اسرار الطریقت کے نام سے شائع ہوگیا ہے۔ مولانا حاجی رفیع الدین خان فاروقی مراد آبادیؒ تلمیذ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے سفرنامۂ حرمین میں آپ کو اپنا پیر و مرشد تحریر کیا ہے۔ سید شاہ محمد غوث پشاوریؒ نے ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء ہجری میں لاہور میں وفات پائی آپ کا مزار پُر انوار بیرون دہلی دروازہ، لاہور میں واقع ہے۔

مزار کے سرہانے یہ قطعہ تاریخ تحریر ہے۔

چو شد سید محمد غوث عارف + غریق رحمتِ غفار معبود

سروشم گفت تاریخِ وفاتش + ہزار و یکصد و پنجاہ و دو بود (۱۱۵۲ھ)

تاریخ مخزن پنجاب مؤلفہ مفتی غلام سرور قریشی لاہوری میں مادہ تاریخ وفات تاج حشمت ۱۱۵۲ھ دیا گیا ہے۔ مفتی غلام سرور کی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں یہ قطعہ تاریخ وفات تحریر ہوا ہے:

چون محمد غوث رفت از دارِ دون + سالِ وصل آن ولیِ متقی

عارف مخدوم سالک کن رقم + ہم بفر ما راہ برسید سخی

۱۱۵۲ھ ۱۱۵۲ھ

(ماخوذ از تذکرہ صوفیائے سرحد مولفہ اعجاز الحق قدوسی)

مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ (سندھی)

مخدوم محمد معین ابن محمد امین ابن شیخ طالب اللہ سندھ کی ایک مشہور قوم لاکھے دل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آباء واجداد سندھ کے ایک موضع والی کے رہنے والے تھے لیکن ٹھٹھہ میں آباد ہو گئے تھے۔ یہیں مخدوم محمد امین کا عقد فاضل خان میر منشی کی صاحبزادی سے ہوا اور یہیں مخدوم محمد معین کی ولادت ہوئی۔ ٹھٹھہ اس وقت علوم وفنون کا گہوارہ تھا اور اس کے اندر جلیل القدر علماء موجود تھے۔ مخدوم محمد معین نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا محمد امین سے حاصل کی جو اپنے زمانے کے اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ پھر آپ نے شاہ عنایت اللہ (ف ۱۱۱۴ھ) سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ فصوص الحکم مؤلفہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ آپ نے علی رضا درویش سے اُس وقت پڑھی جب وہ ٹھٹھہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حدیث کی تعلیم آپ نے ٹھٹھہ کے مشہور عالم مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ (ف ۱۱۷۴ھ) سے حاصل کی۔ مخدوم محمد معین نے اپنی تصنیف دراسات اللبیب میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو اپنے اساتذہ میں بتایا ہے

لہ محمد اسحاق بھٹی: فقہائے ہند ۵: ۲/۲۳۴ لکھتے ہیں "شیخ محمد معین کے والد مخدوم محمد امین تعلقہ رو پارہ اور میدان باران کے گاؤں ڈائی (یا والی) کے رہنے والے تھے اور " دل لاکھ " قوم کے فرد مخدوم طالب اللہ کے فرزند تھے۔"

ان کے علاوہ آپ نے شیخ جلال محمدؒ اور علامہ میر سعد اللہ پوربیؒ سے بھی استفادہ کیا تھا۔

مخدوم محمد معین کو سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ سے جو شیخ سیف الدین سرہندیؒ کے خلفاء میں تھے نسبتِ بیعت حاصل تھی اور آپ نے عرصے تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر علوم باطنی حاصل کیے تھے۔ آخر میں مخدوم محمد معین وحدۃ الوجود کے نظریہ سے متاثر ہو کر صوفی شاہ عنایت اللہؒ سے متعلق ہو گئے تھے۔ جب شیخ ابوالقاسم نقشبندیؒ کو یہ معلوم ہوا تو آپ ناراض ہوئے۔ مگر کچھ دن بعد مخدوم محمد معین اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور شیخ نے اُن کو معاف کر دیا۔

مخدوم ابوالقاسمؒ کی وفات کے بعد مخدوم محمد معین کو شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ (ف ۱۱۶۵ھ/ ۱۷۵۲ء) سے گہری عقیدت پیدا ہوئی۔ شاہ عبداللطیفؒ مخدوم محمد معین سے ملاقات کے لئے ٹھٹھ بھی تشریف لائے اور حال و قال کی مجلسیں منعقد ہوئیں۔ مخدوم محمد معین کی وفات کے وقت شاہ عبداللطیفؒ ٹھٹھ میں موجود تھے۔

مخدوم محمد معینؒ کی ذات علوم و فنون کا سرچشمہ تھی۔ آپ نے ٹھٹھ میں ایک مدرسہ بھی قایم کیا تھا جس میں خود پڑھاتے تھے اور طالب علموں کے اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔ اس مدرسے کی بدولت سندھ میں علم و فضل کو کافی ترقی ہوئی، اور یہاں کے تعلیم یافتہ طلباء تمام ملک میں پھیلے۔ اِن طلباء نے جابجا درس گاہیں قایم کر کے اشاعت علوم میں غیر معمولی حصہ لیا۔ مخدوم محمد معینؒ کے شاگردوں میں میر نجم الدین عزلتؒ، مولوی محمد صادقؒ، علامہ محمد حیات محدث سندھیؒ، جعفر شیرازیؒ، شرف الدین علیؒ اور میر مرتضٰی سیوستانیؒ مشہور اور ممتاز ہیں۔

مخدوم محمد معینؒ نہایت ہر دل عزیز بزرگ تھے۔ اُن کی خدمت میں امیر غریب سب ہی آتے تھے۔ ٹھٹھ کے گورنر نواب مہابت خان آپ سے عقیدت رکھتے تھے اور اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اِسی طرح نواب سیف اللہ خان جب ٹھٹھ کے گورنر ہوئے تو وہ بھی آپ سے ربط اور عقیدت رکھتے تھے۔

مخدوم محمد معینؒ نے اپنی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ چھوڑا جن سے ان کے غیر معمولی تبحر علمی اور فضل و کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولا عبدالرشید نعمانی نے دراسات اللبیب[1] کے مقدمہ میں مخدوم محمد معینؒ کی ۱۹ تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ فارسی میں آپ کا تخلص تسلیم اور ہندی میں بیراگی تھا۔

مخدوم محمد معینؒ نے ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء ہجری میں وفات پائی اور ٹھٹھ میں مدفون ہوئے۔ قطرۂ در بحر واصل شد سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے[2]۔
۱۱۵۹ھ

(ماخوذ از تذکرۂ صوفیائے سندھ مؤلفہ اعجاز الحق قدوسی)

---

[1] یہ ۱۲۸۴/۶۸-۱۸۶۷ء میں لاہور سے چھپی تھی، ۱۹۵۷ء میں سندھی ادبی بورڈ کراچی نے دوبارہ شائع کیا ہے۔

مآخذ: مقالات الشعراء میر علی شیر قانع تتوی ۱۲۱

نیز تحفۃ الکرام میر علی شیر قانع

تذکرۂ علمائے ہند ۲۱۶ نزہۃ الخواطر ج ۳۵۱/۶

اتحاف النبلا ۸، فقہائے ہند ۵:۲/ ۲۴۱-۲۴۲

[2] فقہائے ہند (۲/۵ ص ۲۴۱) وغیرہ میں ان کا سنہ وفات ۱۱۶۱ھ/مطابق ۱۷۴۸ء لکھا ہے لیکن اگر یہ مادۂ تاریخ وفات درست ہے تو اس سے ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء ہی برآمد ہوتے ہیں۔

میر محمد معین رائے بریلویؒ

میر محمد معین بن سیّد محمد ضیاء بن سید محمد آیت اللہ بن سیّد علم اللہ رائے بریلویؒ۔ آپ دائرۂ شاہ علم اللہؒ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر حاصل کی۔ اس کے بعد لکھنؤ اور امیٹھی پہونچ کر مولانا عبداللہ امیٹھویؒ سے درسیات کی تکمیل کر کے سندِ فراغ حاصل کی۔ پھر دہلی جا کر حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ سے علم حدیث اور تربیت باطنی ایک مدّت تک خدمت میں رہ کر حاصل کی اور وطن واپس ہوئے۔

آپ مراقبہ کثرت سے کرتے تھے اور انقطاع عن الخلق اور رجوع الی اللہ میں ملکہ حاصل تھا۔

مولانا سید محمد نعمان کتاب اعلام الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ "میں نے بارہا اُن کی زیارت کی ہے۔ جب آپ مراقبہ میں مشغول ہوتے تھے اور ذکر غلبہ کرتا تھا تو دل کی جانب سے بدن میں حرکت پیدا ہوتی اور سارا جسم بے اختیار حرکت میں آجاتا تھا"۔

آپ نے ۱۱۷۵ھ (۶۲-۱۷۶۱ء) میں وفات پائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو آپ سے یک گونہ تعلق تھا۔ میر محمد نعمانؒ آپ کی وفات کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انتقال کی خبر دی تو اس حادثۂ ارتحال پر حضرت شاہ صاحبؒ نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔

(ماخوذ از خانوادۂ علمَ اللّٰہی مرتبہ مولانا سیّد محمد ثانی حسنیؒ (قلمی))

مولانا سیّد محمد واضح حسنی رائے بریلوی

[نبیرۂ حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی رح]

مولانا سیّد محمد واضح حسنیؒ حضرت شاہ محمد صابر حسنی رح کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد امیٹھی جاکر مُلّاجیون کے پوتے مُلّا عبداللہ امیٹھوی رح سے ساری درسی کتابیں پڑھیں۔ ملّا عبداللہ امیٹھوی ملّا نظام الدین رح کے شاگرد تھے۔ آخر میں مولانا محمد واضح دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رح نے آپ کی طرف پوری توجہ فرمائی۔ صحاحِ ستّہ کی تعلیم دی، اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کیا اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ والد ماجد رح کے مرض الوفات میں وطن واپس ہوئے اور والد ماجد رح سے بھی سلسلۂ احسنیہ میں جو اُن کا خاندانی سلسلہ تھا کمال حاصل کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ والد ماجد کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ حدیث و فقہ کے درس و تدریس کے مشغلہ کے ساتھ ساتھ تعلیم سلوک اور تربیت سالکین کا عظیم کام کیا۔ مولانا سید محمد واضح رح کے درس حدیث میں بڑے بڑے علماء و فضلاء شریک ہوتے تھے، اور سلوک و معرفت حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے

طالبین سلوک آتے اور کمال حاصل کر کے اجازت خلافت سے سرفراز ہوتے تھے۔ مولانا کی ذات مرجع خاص و عام تھی اور ایک بڑی تعداد میں علماء و مشایخ نے آپ سے استفادہ کیا۔ مولانا کے انتقال کا سنہ معلوم نہیں ہوسکا۔ غالباً ۱۲۰۰ھ ۸۶-۱۷۸۵ء تک بقیدِ حیات تھے۔ چار ذی علم فرزند یادگار چھوڑے: مولانا محمد جامع، مولانا معصوم احمدؒ مولانا غلام جیلانیؒ اور مولانا قطب الہدیٰؒ

مولانا قطبُ الہدیٰؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے شاگرد اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مُجاز تھے اور کثیر التصانیف تھے۔

شاہ محمد واضح رائے بریلویؒ کو ان کے والد کے انتقال پر حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایک تعزیت نامہ بھیجا تھا جو اِس مجموعۂ مکاتیب میں درج ہے۔

حضرت سیّد شاہ محمد صابر حسنیؒ کا مختصر حال یہ ہے:

آپ شاہ محمد آیت اللہ رائے بریلویؒ کے صاحبزادے اور شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ کے پوتے تھے۔ خواجہ محمد صدیق مجدّدی سرہندیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اعلیٰ درجہ کے قاری اور خوش الحان تھے۔ اپنے بڑے بھائی شاہ محمد ضیا حسنیؒ کے بعد اُن کے جانشین ہوئے۔ ۱۱۶۳ھ ۱۷۵۰ء میں انتقال ہوا۔ نزھۃ الخواطر میں تاریخ وفات ۱۱۹۳ھ درج ہے جو صحیح نہیں ہے۔

شاہ نور اللہ بڈھانویؒ

الشیخ العالم الکبیر المحدث نور اللہ الصدیقی بن معین الدین پھلتی ــــــــــ

آپ قصبہ پھلت کے باشندے تھے۔ بوڈھانہ کو اپنا وطنِ ثانی بنا لیا تھا۔ وہیں نشو و نما پائی، بچپن سے ہی تحصیلِ علم میں مشغول ہوئے اور ابتدائی کتابیں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی والدہ کے ماموں شیخ بدر الحق سے پڑھیں چند متوسط کتابوں کا درس شیخ عبید اللہ پھلتی سے لیا پھر تحصیلِ علم ہی کی غرض سے دہلی پہونچ کر شیخِ کبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حلقہ درس میں داخل ہوئے۔ ایک طویل عرصے تک حضرت شاہ صاحبؒ کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت سے مستفیض ہوئے۔ روشن الدولہ ظفر خان کے مدرسہ میں طالب علمی کے دوران وظیفہ یاب رہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے بیعت کرنے کے بعد مرشد کے اشارے پر وظیفہ ترک کر دیا اور فقر و توکّل اختیار کیا۔ ۱۱۳۴ھ میں جب حضرت شاہ صاحب پہلی بار سفرِ حج کے ارادے سے نکلے ہیں اور سورت ہی سے واپس تشریف لے آئے ہیں تو اس پُر مشقت سفر میں نور اللہ بوڈھانویؒ اُن کے رفیق تھے اس سفر سے واپسی پر قصبہ بوڈھانہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اُن کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور علوم ظاہری کے درس کا بھی حکم دیا۔ ۱۱۳۸ھ (۲۶-۱۷۲۵ء) سے اُنہوں نے بوڈھانہ ہی میں قیام فرمایا۔

آپ کا شمار اپنے استاذِ معظم کی حیات ہی میں اکابر علماء میں ہونے لگا تھا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے آپ سے کتبِ علم فقہ پڑھیں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ آپکے داماد تھے۔ ان کے ایک فرزند عطاء اللہ تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالحی بن ہبۃ اللہ بوڈھانویؒ (رفیق حضرت سید احمد شہیدؒ) شاہ نوراللہ بوڈھانویؒ کے پوتے تھے مفتی عبدالقیوم بوڈھانویؒ مفتی بھوپال مولانا عبدالحی بوڈھانویؒ کے صاحبزادے اور شاہ نوراللہ بوڈھانویؒ کے پرپوتے تھے۔

غالباً ۱۱۸۷ھ میں شاہ نوراللہ بوڈھانویؒ کا انتقال ہوا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے ایک مکتوبِ گرامی سے اندازہ ہوتا ہے۔

(ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد ششم و یادداشت قلمی از فرحت اللہ ابن سلیم اللہ پھلتی)

خواجہ نور اللہ کشمیری رح

الشیخ الفاضل نور اللہ الحنفی الکشمیری

آپ اپنے زمانے کے اکابرِ علماء میں سے تھے ۔ آپنے بعض کتابیں مولانا عبد الستار کشمیری رح سے پڑھیں ۔ پھر دہلی کا سفر کیا اور وہاں شیخ حسام الدین محمد رح ، قاضی مستعد خان رح اور قاضی مبارک رح سے اخذ علم کیا ۔ ان تینوں کے پاس ایک مدت تک رہے یہاں تک کہ علم میں ماہر ہو گئے اور فتویٰ و تدریس سے آراستہ ہو گئے ۔ پھر آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح کی خدمت میں پہونچے اور اُن سے طریقۂ نقشبندیہ اخذ کیا ، اس کے بعد کشمیر واپس آئے ۔ آپنے ایک حاشیہ خیالی پر اور ایک حاشیہ مطوّل پر تحریر کیا ہے ۔ ۴ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ ہجری (مطابق ۲۸ فروری ۸۱ ، ۱ء چہار شنبہ) کو انتقال کیا ۔

(ماخوذ از نزہتہ الخواطر جلد ششم ۔

نیز تذکرہ علماے ہند از رحمٰن علی ۲۴۸ اس میں نام غلطی سے نور محمد لکھا ہے ۔

حدائق الحنفیہ ۴۵۳ فقہاے ہند ۵ : ۲/ ۳۰۸ - ۳۰۹

شیخ محمد وفداللہ مالکی مکیؒ

شیخ محمد وفداللہ بن محمد بن محمد بن سلیمان مغربیؒ

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے شیخ محمد وفداللہؒ سے ان کے والد محمدؒ بن محمد کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی تھی۔ محمد وفداللہ نے اپنے والد سے یہ سب مرویات پڑھ کر اور سن کر اُن کی اجازت حاصل کی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے پوری مؤطا بروایتِ یحیٰ بن یحیٰ اُن کی رُد برُد پڑھی تھی۔ شیخ محمد وفداللہؒ نے شیخ حسن عجمیؒ وغیرہ مشایخ سے پڑھا تھا۔

(ماخوذ از ارمغانِ شاہ ولی اللہ مؤلفہ محمد سرور (لاہور) بحوالہ رسالہ انسان العین فی مشایخ الحرمین)

Title: *Nadir Maktubat-e Hazrat Shah Waliullah Dehlavi*
(Unpublished Letters of Shah Waliullah of Delhi)

Volume: One (Parts one and two)
Part one compiled by: Shah 'Abd al-Rahman of Phulat
Part two compiled by: Shah Mohammad 'Ashique of Phulat

Edited, Annotated and Translated into Urdu by:
Maulana Mufti Naseem Ahmad Faridi (d.1988)

Foreword by:
Maulana Syed Abul Hasan 'Ali Nadwi
Nadwatul 'Ulama, Lucknow, U.P.

Revised and Introduced by:
Professor Nisar Ahmed Faruqi
University of Delhi, Delhi-7

Year of Publication: 1419 A.H./ 1998 A.D.

Printed at: Diamond Printers, Delhi

Price: Vol. I Rs. 250 US $ 25
Complete set of Four Volumes: Rs 750 US $ 80

Sole Distributor:
ISLAMIC BOOK FOUNDATION
1781- Hauz Suiwalan, Darya Ganj, New Delhi-110002

Published by:
HAZRAT SHAH WALIULLAH ACADEMY
Phulat District Muzaffar Nagar U.P (India) Pin code: 251201

Unpublished Letters of

Shah Waliullah of Delhi

(170 3- 1762 A.D)

Volume One

(Part one and two)

Compiled by

Shah 'Abd al-Rahman

Shah Mohammad 'Ashique Phulati

Edited, Annotated and Translated by

Naseem Ahmad Faridi

(d.1988)

Foreword by

Syed Abul Hasan Ali Nadwi

Revision and Introduction by

Professor Nisar Ahmed Faruqi

University of Delhi, Delhi-7

Published by

Shah Waliullah Academy

Phulat (District Muzaffar Nagar) U.P.

Pin code: 251201